الہامی پیغام

یُوحنّاؔ کے پہلے عام خط

کی

تفسیر

مُصنّف

بی۔ ایل۔ ٹرنر

جملہ حقوق بحق پبلشر محفوظ ہیں

ناشرین:

آوازِ حق

۲۰۱۷

www.awazehaq.com

فہرستِ مضامین

باب	مضمون	صفحہ
۱	کیا بنی نوع اِنسان کو کلامِ اِلٰہی کی ضرورت ہے؟	۱
۲	کیا اِنسان کو خدا کی طرف سے سچے کلام کی ضرورت ہے؟	۷
۳	مسیح یسوع کا کلام یقین و سچائی پر مشتمل ہے	۱۴
۴	مسیح کی خوشخبری کا پیغام کیسے اور کیوں پھیلایا جاتا ہے؟	۲۱
۵	مسیح کے پیغام کی سچائی کا اہم ترین مرکز و محور کیا ہے؟	۲۶
۶	گناہ کا علاج	۳۲
۷	کیا یہ اِلہامی خط میرے لئے ہے؟	۳۷
۸	یقیناً کوئی اِلہامی مددگار ہے جو ہمارے لئے کام کر رہا ہے	۴۳
۹	نیا حکم بلکہ وہی پُرانا حکم	۴۹
۱۰	نُور یا تاریکی میں چلنا	۵۵
۱۱	بچو، جوانو اور بُزرگو کے نام	۶۱
۱۲	دُنیا یا خدا سے محبت	۶۶
۱۳	اخیر وقت اور مخالفِ مسیح	۷۲
۱۴	مَسح کِیا جانا	۷۷
۱۵	شخصی کِردار و سیرت	۸۳

فہرستِ مضامین

باب	مضمون	صفحہ
۱۶	گناہ پر فتح	۹۱
۱۷	محبت اور نفرت	۹۷
۱۸	محبت کا عملی مظاہرہ	۱۰۳
۱۹	خُدا کے تخت کے سامنے دلیری	۱۱۰
۲۰	جھوٹے نبیوں کی پہچان	۱۱۶
۲۱	مسیح یسوع زندگی کا محور و مرکز	۱۲۳
۲۲	نبیوں کی پرک و پہچان	۱۲۹
۲۳	محبت کی اِبتدا و آغاز	۱۳۵
۲۴	دِل و جان سے خُدا کی پہچان	۱۴۲
۲۵	خُدا کے ساتھ ابدی رفاقت	۱۴۸
۲۶	محبت کی اِبتدا اور عملی ثبوت	۱۵۴
۲۷	اِیمان کی پرکھ و پہچان	۱۶۰
۲۸	اِیمان کا ثبوت و گواہی (۱)	۱۶۶
۲۹	اِیمان کا ثبوت و گواہی (۲)	۱۷۱

تمہید

پاک کلام میں لکھا ہے، ''ہر ایک صحیفہ جو خُدا کے اِلہام سے ہے تعلیم اور اِلزام اور اِصلاح اور راستبازی میں تربیت کرنے کے لِئے فائِدہ مند بھی ہے تا کہ مردِ خُدا کامِل بنے اور ہر ایک نیک کام کے لِئے بِالکل تیّار ہو جائے۔'' (۲۔تیمُتھیُس ۳:۱۶۔۱۷)

''اِلہامی پیغام'' عُنوان کے تحت ہم آپ کی خدمت میں بائبل مُقدس کی مختلف کتابوں کی تفسیر پیش کرتے ہیں تا کہ نہ صِرف مسیحی بلکہ غیر مسیحی دوست بھی حکمت و زندگی سے بھرپور پاک کلام کو آسانی سے سمجھ کر خُدا کی نظر میں کامل و نیک بن سکیں۔ مگر آیئے سب سے پہلے یہ سمجھنے کی کوشش کریں کہ ''اِلہام'' کیا ہے؟ اِلہام جس یونانی لفظ کا ترجمہ ہے، اُس کا مطلب ہے ''وہ جو خُدا کی طرف سے پُھونکا گیا''۔ یعنی جس طرح خُدا نے عملِ تخلیق کے وقت اِنسان کے نتھنوں میں اپنی رُوح پُھونکی تھی، اُسی طرح اُس نے پاک صحیفوں میں بھی اپنی تخلیقی رُوح پُھونک دی ہے۔ رُوح ُالقُدس کی یہ سرگرمی ابتدائی کلیِسیا کے لِئے اِس بات کا ثبوت تھی کہ یہ صحیفے اِلہامی ہیں۔ خُدا نے اپنے پاک رُوح کے وسیلے سے اپنا کلام اِنسانی لفظوں میں پُھونک دیا۔ اِسی ٹھوس حقیقت پر مسیحی کلیِسیا نے ہمیشہ دعویٰ کِیا کہ بائبل مُقدس ایک اِلہامی کتاب ہے، یعنی اُس کا منبع و سرچشمہ خُدا ہے۔ تو آیئے، ہم بائبل مُقدس میں سے یُوحنّا رسُول کے پہلے عام

سرچشمہ خُدا ہے۔ تو آیئے، ہم بائبل مُقدس میں سے یُوحنّا رسُول کے پہلے عام خط کی تفسیر پر غور کریں:

پہلا باب

کیا بنی نوع اِنسان کو کلامِ اِلٰہی کی ضرورت ہے؟

(۱-یوحنا ۱:۱)

نئے عہدنامے کے ایک چھوٹے سے حِصے کو جِسے یوحنا کا پہلا عام خط کہتے ہیں، سمجھنے کیلئے یہ اِس سلسلے کا پہلا پروگرام ہے۔ نئے عہدنامے کی طرح یوحنا کا پہلا خط بھی اِلہامی کلام ہے۔ نئے عہدنامے کا یہ چھوٹا سا صحیفہ ہمیں خدا کی طرف سے ایک خاص پیغام دیتا ہے، اور پہلا ہی جملہ یہ اہم بات واضح کر دیتا ہے کہ ''اُس زندگی کے کلام کی بابت جو ابتدا سے تھا۔۔۔''

ہم سب جانتے ہیں کہ خدا زندگی کا منبع اور زندگی کو تازگی بخشنے والا ہے، اِس لئے زندگی کا کلام، خدا کا کلام یا پیغام ہے۔

جب خدا انسان کو اپنا پیغام دیتا ہے تو اُس طریقے کو جس سے وہ ہمیں اپنا پیغام بخشتا ہے مکاشفہ کہتے ہیں۔ انگریزی زبان میں مکاشفہ کیلئے اِستعمال ہونے والا لفظ ''revelation'' لاطینی زبان کے لفظ سے نکلا ہے جس کا مطلب ہے ''پردے یا نقاب کو پیچھے ہٹانا'' (تاکہ دیکھا جا سکے کہ پیچھے کیا ہے)۔

انگریزی لفظ ''revelation'' یونانی لفظ ''apokalupsis'' کا ترجمہ ہے، جس کا مطلب ہے ''ڈھکن اُٹھانا'' (تاکہ دیکھا جا سکے کہ نیچے کیا ہے)۔ اُردو کا لفظ مکاشفہ عربی زبان کے لفظ کشف سے نکلا ہے جسکا مطلب ہے ظاہر

کرنا، کھولنا، دِکھانا، نمائش کرنا، یعنی اُس چیز کو روشن یا صفائی سے پیش کرنا جو پوشیدہ ہے۔

جب بھی ہمیں خدا کی طرف سے پیغام پانے کا موقع ملتا ہے لازم ہے کہ اُس موقع کو اولیت دیں۔ ہمیں چاہیے کہ ہم خدا کے پیغام کو ہر چیز پر اولیت دے کر پوری توجہ دیں کیونکہ اِنسان ایک ذہین و دانشمند مخلوق ہے۔ ہم بغیر سوچے سمجھے مجبوری کی حالت میں کام نہیں کرنا چاہتے۔ ہم اپنے وجود کو ہر طرف سے جاننا چاہتے ہیں کہ کہاں سے شروع ہوا اور کہاں ختم ہو گا۔ ہم زندگی کا یہ طویل سفر دانشمندی سے گزارنا چاہتے ہیں۔ اگر ہم اپنی زندگی کے بارے میں ذرا گہرائی سے سوچیں تو ہمیں اُس وقت تک آرام و سکون نہیں ملتا جب تک زندگی کی تکلیفوں اور مسائل کو حل نہیں کر لیتے۔ لیکن ہم سب سے اہم اور ضروری سوال کا جواب صرف اپنی عقل و دانش سے نہیں دے سکتے۔

مثال کے طور پر ایوب نبی نے ایک سب سے بڑے مسئلے کا ذکر کرتے ہوئے پوچھا، ''اگر آدمی مَر جائے تو کیا پھر جیئے گا؟ (ایوب ۱۴:۱۴)

ہم اپنے طور پر اِس سوال کا جواب نہیں دے سکتے۔ ہمیں جواب اِس لئے چاہیے کیونکہ ہمیں ایک ایسی اُمید کی ضرورت ہے جو قبر سے آگے بھی سہارا دے۔ جو کوئی یہ کہتا ہے کہ نہ تو ہمیں اِس اُمید کی سخت ضرورت ہے، اور نہ ہی بنی نوع اِنسان کو اِسکی ضرورت ہے، ایسا شخص اُس ماں کا جو اپنے مَرے ہوئے بچے کی لاش پر زار و قطار رو رہی ہے یا اُس مضبوط اور طاقت ور شخص کا جو قبر میں دفن اپنی محبت کا ماتم کر رہا ہے یا اُس بوڑھے میاں بیوی کا جو موت کے

سائے کی وادی میں سے گزر رہے ہیں تمسخر اڑا رہا ہے۔ اِس لئے ہمیں خدا سے اِس کا جواب چاہیے، ہمیں خدا کا مکاشفہ چاہیے۔ اور ہمیں خدا کا جواب اور مکاشفہ مل جاتا ہے جب ہم یوحنا رسول کے اِس چھوٹے سے خط کا مطالعہ کرتے ہیں۔

دوسرا یہ کہ نہ صرف ہم ذہین و دانشمند مخلوق ہیں بلکہ ہم مذہبی و دینی مخلوق ہیں۔ لہذا لازم ہے کہ خدا کی طرف سے پیغام پر ہم بھرپور توجہ دیں کیونکہ صرف خدا کا کلام ہی ہے جو ابدیت کیلئے ہماری بھوک پیاس مٹا سکتا ہے۔ بائبل مقدس میں لکھا ہے، ''اُس نے (یعنی خدا نے) ہر ایک چیز کو اُس کے وقت میں خوب بنایا اور اُس نے ابدیت کو بھی اُن کے دِل میں جاگزین کِیا ہے۔۔۔'' (واعظ ۳:۱۱)

دُنیاوی چیزیں ابدی زندگی کیلئے ہماری پیاس نہیں بجھا سکتیں۔ مذہبی جوش و ولولہ سب سے بڑی آرزو اور تمنا ہے، جِسے صرف اور صرف خدا کا کلام ہی تکمیل تک پہنچا سکتا ہے۔

کیونکہ خدا نے ہمارے دِل میں ابدیت ڈال دی ہے، اِس لئے ہم کہہ سکتے ہیں، ''جیسے ہرنی پانی کے نالوں کو ترستی ہے، ویسے ہی اَے خدا! میری رُوح تیرے لئے ترستی ہے۔ میری رُوح خدا کی، زندہ خدا کی پیاسی ہے۔ مَیں کب جا کر خدا کے حضور حاضر ہوں گا؟'' (زبور ۴۲:۱-۲)

یہ پیاس حقیقی طور پر اُسی وقت بجھ سکتی ہے جب خدا اپنے پاک کلام کے ذریعہ اپنے آپ کو ہم پر ظاہر کرے گا۔ اگر ہم اُس کا پیغام قبول نہیں

کرتے یا قبول کرنے کے بعد کسی وجہ سے رد کر دیتے ہیں تو پھر ہمارا مذہبی جوش و ولولہ ہمیں کسی ایسی ہستی کی عبادت و پرستش کرنے پر اُکسائے گا جو خدا سے کہیں کم تر ہو گی۔ یہ اِنتہائی دردناک اور خوف زدہ کرنے والی حرکت ہے کیونکہ ہم اُسی کی مانند ہو جائیں گے جس کی عبادت و پرستش کریں گے۔ یہ ہم اِس لئے جانتے ہیں کیونکہ خدا کا پاک کلام یہی کہتا ہے، ''قوموں کے بُت چاندی اور سونا ہیں یعنی آدمی کی دستکاری۔ اُن کے منہ ہیں پر وہ بولتے نہیں، آنکھیں ہیں پر وہ دیکھتے نہیں، اُن کے کان ہیں پر وہ سُنتے نہیں، اور اُن کے منہ میں سانس نہیں۔ اُن کے بنانے والے اُنہی کی مانند ہو جائیں گے بلکہ وہ سب جو اُن پر بھروسہ رکھتے ہیں۔'' (زبور ۱۳۵:۱۵-۱۸)

زبور کی کتاب کے اِس بیان سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اگر ہمارا خدا خالص اور مکمل نہیں تو ہماری عبادت و پرستش ہمیں پستی و زوال میں لے جائے گی۔ سچے اور مکمل خدا کی پہچان و سمجھ بنی نوع اِنسان کی سب سے اعلیٰ اور افضل ضرورت ہے۔ اِسی لئے ہمیں خدا کی طرف سے سچے پیغام کی ضرورت ہے۔

ہم اِنسان نہ صرف ذہین، دانشمند اور مذہبی مخلوق ہیں بلکہ اخلاقی مخلوق بھی ہیں۔ ہم اخلاقی مخلوق اِس لئے ہیں کیونکہ ہم سب کے پاس ضمیر ہے جس سے ہمیں پتہ چل جاتا ہے کیا دُرست ہے اور کیا غلط۔

لیکن اخلاقی مخلوق ہونے کے ناطے ہمیں اپنے وجود اور اپنی زندگی کے حقیقی مقصد کو جاننا چاہیے۔ اور جب ہم زندگی کے حقیقی مقصد کو جان لیں تو ہمیں

اپنے آپ کو اُس کے سُپرد کر دینا چاہیے۔ لیکن اُس اعلیٰ مقصد کو جاننے کیلئے ہمیں خدا کے پیغام یعنی الٰہی مکاشفے کی ضرورت ہے۔

ہم صرف اپنی سمجھ و سوچ پر بھروسہ کر کے خدا کے اُس اعلیٰ مقصد کو پورا کرنے میں ناکام رہتے ہیں جو اُس نے ہماری زندگی میں دے رکھا ہے۔ اِس لئے ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ ہم گناہگار مخلوق ہیں۔ اور اِس کا ثبوت ہمیں اندرونی اور بیرونی طور پر جگہ جگہ ملتا ہے۔ ہمارا ضمیر ہمیں اِس کا ثبوت دیتا ہے، اخلاقی قوت کی کمزوری اور ناکامی، معاشرتی قوانین کی ضرورت اور اُن کی سزا، خون سے لکھے ہوئے تاریخ کے صفحات، مسلسل دُکھ تکلیف اور موت، یہ سب کچھ ایک زندہ گواہی ہے کہ ہم گناہگار ہیں، اور خدا کے پیغام کے بغیر جو ہم صرف الٰہی مکاشفے ہی سے حاصل کر سکتے ہیں، ہم کبھی جان نہیں سکتے کہ کیا ہمارے گناہ معاف ہو سکتے ہیں، اور اگر گناہوں کی معافی ہو سکتی ہے تو معافی پانے کی شرائط و قوائد کیا ہیں، بِلا شک و شبہ ہمیں خدا کے پیغام کی ضرورت ہے۔

ایسے لوگ بھی ہیں جو کہتے ہیں کہ اُنہیں الٰہی مکاشفے یعنی خدا کے پیغام کی ضرورت نہیں۔ مثال کے طور پر ''حقوقِ اِنسانی کی حمایت کرنے والوں کا یہ پکا ایمان ہے کہ اِنسان اپنی مرضی کا آپ مالک ہے یعنی خود اختیار اور ہر کام میں مکمل آزاد ہے۔''

لیکن اگر ایک اِنسان مکمل طور پر خود اختیار ہے تو پھر تمام بنی نوع اِنسان خود اختیار اور مکمل آزاد ہے۔ اِس کا مطلب یہ ہوا کہ جس طرح آپ کی رائے اچھی ہے اُسی طرح میری رائے بھی اچھی ہے۔ اور اِس کا مطلب یہ بھی

ہوا کہ ''کوئی بھی دائمی اُصول نہیں جس کی روشنی میں بے اِنصافی کا مقابلہ کِیا جا سکے'' ایک ایسی بُنیاد نہیں جس پر ہم کہہ سکیں کہ ''بُرائی اور بے اِنصافی'' ''بالکل غلط'' ہیں۔

کلامِ پاک کے مطالعے سے ہم بخوبی جان سکتے ہیں کہ حقوقِ اِنسانی کی حمایت کرنے والوں کا نظریہ اور سوچ بالکل غلط ہے۔ بائبل مقدس میں لکھا ہے، ''اَے خداوند! مَیں جانتا ہوں کہ اِنسان کی راہ اُس کے اِختیار میں نہیں۔ اِنسان اپنی روش میں اپنے قدموں کی راہنمائی نہیں کر سکتا۔'' (یرمیاہ ۱۰:۲۳)

کیونکہ ہم اپنے قدموں کی راہنمائی نہیں کر سکتے، لہذا ہمیں اُس زندگی کے کلام کی اشد ضرورت ہے جو ابتدا سے تھا۔ اور یہی وہ پیغام ہے جو ہمیں یوحنا رسول کے پہلے عام خط سے ملتا ہے۔ یہ ہے خدا کا پیغام۔

دُوسرا باب

کیا اِنسان کو خدا کی طرف سے سچے کلام کی ضرورت ہے؟

(۱-یوحنا ۱:۱-۲)

اُمید ہے آپ نے ہمارا اِس سلسلے کا پچھلا پروگرام سُنا ہو گا جس میں بنی نوع اِنسان کو مسیح کے وسیلے سے خدا کا پیغام یوحنا رسول کو اُس کی چھوٹی سی کتاب یوحنا کے پہلے عام خط میں دیا گیا۔ اگرچہ یوحنا کا یہ خط چھوٹا سا ہے مگر نہایت گہرا اور خدا کی طرف سے اِنسان کو ایک بہت ہی ضروری پیغام دیتا ہے۔ پچھلے پروگرام میں ہم نے سیکھا کہ خدا کِس طرح اپنا پیغام بنی نوع اِنسان تک پہنچاتا ہے۔

صدیوں سے خدا نے اپنا پیغام اِنسان کو مختلف طریقوں سے پہنچایا۔ ایک طریقہ ہے تخلیق جس کے ذریعہ خدا اِنسان سے کلام کرتا ہے۔ جب ہم خدا کی تخلیق کا کسی بھی طرح سے مشاہدہ کرتے ہیں تو ہمیں خدا کا پیغام ملتا ہے۔ مثال کے طور پر اگر ہم اپنے جسم کو دیکھیں، جیسا کہ بائبل مقدس میں لکھا ہے، ''جس نے کان دیا کیا وہ خود نہیں سُنتا؟ جس نے آنکھ بنائی کیا وہ دیکھ نہیں سکتا؟'' (زبور ۹:۹۴) اور اگر ہم کائنات پر ایک نظر ڈالیں، بائبل مقدس میں لکھا ہے، ''آسمان خدا کا جلال ظاہر کرتا ہے اور فضا اُس کی دستکاری دِکھاتی ہے۔'' (زبور ۱:۱۹)

یہ ایک طرح کا مکاشفہ ہے، جسے ہم قدرتی مکاشفہ کہتے ہیں۔ یہ خدا کا وہ مکاشفہ ہے جو ہمیں ہر اُس چیز سے ملتا ہے جو خدا نے تخلیق کی ہے یعنی قدرت کے رنگوں کے ذریعے۔ اِس قِسم کا مکاشفہ ہر کسی کو اِنسانی تاریخ کے ہر دَور میں پہنچتا رہتا ہے۔ کیونکہ یہ خدا کے بارے میں ایک پُرزور اور پُرتاثیر پیغام بھیجتا ہے، ایسے لوگ بھی ہیں جو خدا کی سچائی کو جو اِس طرح سے ظاہر ہوتی ہے دبانے کی کوشش کرتے ہیں۔ وہ ''۔۔۔حق کو ناراستی سے دبائے رکھتے ہیں کیونکہ جو کچھ خدا کی نسبت معلوم ہو سکتا ہے وہ اُن کے باطن میں ظاہر ہے۔ اِس لئے کہ خدا نے اُسکو اُن پر ظاہر کر دیا کیونکہ اُسکی اَن دیکھی صفتیں یعنی اُسکی ازلی قدرت اور الوہیت دُنیا کی پیدائش کے وقت سے بنائی ہوئی چیزوں کے ذریعہ سے معلوم ہو کر صاف نظر آتی ہیں۔۔۔'' (رومیوں ۱:۱۸۔۲۰)

جبکہ قدرتی مکاشفہ ضروری اور اہم ہے اور اِس سے بنی نوع اِنسان کو خدا کی اَن دیکھی صفتیں یعنی اُسکی ازلی قدرت اور الوہیت بھی نظر آتی ہے مگر اِس کے باوجود یہ ایک مکمل مکاشفہ نہیں ہے جس کی ہمیں ضرورت ہے۔ بائبل مقدس میں ایوب نبی کی کتاب ہمیں یاد دلاتی ہے کہ گو قدرتی مکاشفہ ایک بہت بڑی برکت ہے، لیکن ہمیں پھر بھی ایک مکمل مکاشفے کی ضرورت ہے۔ جیسا کہ لکھا ہے، ''۔۔۔یہ اُس کی راہوں کے فقط کنارے ہیں اور اُسکی کیسی دھیمی آواز ہم سُنتے ہیں! پر کون اُسکی قدرت کی گرج کو سمجھ سکتا ہے؟'' (ایوب ۲۶:۱۴)

خدا نے قدرتی مکاشفہ سے کہیں زیادہ علم و سمجھ بخشنے والے مکاشفے کی ضرورت کو پورا کرنے کیلئے اِنسان کو لفظی مکاشفہ دیا۔ اِس کا مطلب یہ ہوا کہ

ایک ایسا مکاشفہ جو لفظوں کے ذریعہ یعنی اِنسانی زبان کو اِستعمال کر کے دیا گیا۔ بائبل مقدس میں عبرانیوں کی کتاب میں لکھا ہے، ''اگلے زمانہ میں خدا نے باپ دادا سے حصہ بہ حصہ اور طرح بہ طرح نبیوں کی معرفت کلام کر کے اِس زمانہ کے آخر میں ہم سے بیٹے کی معرفت کلام کِیا۔۔۔'' (عبرانیوں ۱:۱-۲)

خدا نے اِنسان کو اِنسان کی زبان میں اپنا کلام پہنچانے کیلئے اِستعمال کِیا، اور جن آدمیوں کے ذریعہ سے خدا نے اپنا کلام پہنچایا اُنہیں نبی کہتے ہیں۔ اگرچہ پیشن گوئی کے ذریعہ ملنے والا مکاشفہ اِنسان کو قدرتی مکاشفہ سے کہیں زیادہ مکمل، دُرست اور تفصیل سے بھر پور پیغام دے سکتا ہے، مگر اِس میں یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جھوٹے نبی اپنے گھمنڈ اور ہوس کی آگ میں جل کر لوگوں کو غلط راہ پر لے جائیں۔ کوئی بھی قدرتی مکاشفہ کی نقل نہیں کر سکتا، اگرچہ کئی ایک نے اِسکی اہمیت کو کم کرنے یا نظر انداز کرنے کی کوشش کی، لیکن لفظی مکاشفے کی بہت سے لوگوں نے نقل کرنے کی کوشش کی ہے۔ جونہی خدا کا سچا نبی لوگوں کو خدا کا پیغام دینا شروع کرتا ہے، جھوٹے نبی کھڑے ہو جاتے ہیں تاکہ لوگوں کی توجہ اپنی طرف کریں۔ لیکن خدا اپنے نبیوں کی صداقت و تصدیق کیلئے جو واقعی اُس کی طرف سے بھیجے گئے ہوتے ہیں دو طریقے اِستعمال کرتا ہے۔ پہلا طریقہ ہے معجزات دکھانا، اور دوسرا طریقہ ہے پہلے سے کسی بات کی پیشن گوئی کر دینا۔

مثال کے طور پر خدا نے اپنے نبی موسیٰ سے کلام کرتے ہوئے فرمایا، ''۔۔۔جب تُو مِصر میں پہنچے تو دیکھ وہ سب کرامات جو مَیں نے تیرے ہاتھ میں

مثال کے طور پر خدا نے اپنے نبی موسیٰ سے کلام کرتے ہوئے فرمایا، ”۔۔۔جب تُو مِصر میں پہنچے تو دیکھ وہ سب کرامات جو مَیں نے تیرے ہاتھ میں رکھی ہیں فرعون کے آگے دکھانا۔۔۔“ (خروج ۴:۲۱)

سب نبیوں سے عظیم نبی یسوع مسیح کے پیغام کی صداقت و تصدیق بھی کرامات و معجزات سے ہوتی تھی۔ مسیح کا رسول یوحنا لکھتا ہے، ”اور یسوع نے اَور بہت سے معجزے شاگردوں کے سامنے دکھائے جو اِس کتاب میں لکھے نہیں گئے۔ لیکن یہ اِس لئے لکھے گئے کہ تم ایمان لاؤ کہ یسوع ہی خدا کا بیٹا مسیح ہے اور ایمان لا کر اُس کے نام سے زندگی پاؤ۔“ (یوحنا ۲۰:۳۰-۳۱)

جس طرح سچے نبی کے پیغام کی صداقت و تصدیق معجزات سے ہوتی ہے اُسی طرح پیشن گوئیوں کے ذریعہ خدا کا پیغام کاملیت کو پہنچتا ہے۔ اِنسان اپنی عقل و دانش، اور سمجھ بوجھ کی بدولت مستقبل کے بارے میں نہیں جان سکتا۔ صرف خدا ہمیں مستقبل کا حال بتا سکتا ہے۔ اِسی لئے جو نبی واقعی مستقبل کا حال بتا سکتا ہے وہ درحقیقت خدا کی طاقت و قوت اور حُکم سے کام کر رہا ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر موسیٰ ہمیں سکھاتا ہے، ”۔۔۔اگر تُو اپنے دِل میں کہے کہ جو بات خداوند نے نہیں کہی ہے اُسے ہم کیونکر پہچانیں؟ تو پہچان یہ ہے کہ جب وہ نبی خداوند کے نام سے کچھ کہے اور اُس کے کہے کے مطابق کچھ واقع یا پورا نہ ہو تو وہ بات خداوند کی کہی ہوئی نہیں بلکہ اُس نبی نے وہ بات خود گستاخ بن کر کہی ہے تُو اُس سے خوف نہ کرنا۔“ (استثنا ۱۸:۲۱-۲۲)

سب سے اعلیٰ یعنی قدرتی اور لفظی مکاشفے سے بھی کہیں اُونچا و عظیم شخصی مکاشفہ ہے جو شخصی مثال سے حاصل ہوتا ہے۔ یسوع مسیح نہ صرف مسیحِ موعود ہے بلکہ وہ خدا کا کلام اور خدا کی رُوح بھی ہے (۲۔کرنتھیوں ۱۷:۳)۔

ہم خدا کو اُس کے کلام اور اُس کی روح سے جُدا نہیں کر سکتے، اور جب بھی ہم خدا کے کلام اور خدا کے روح کی حضوری میں ہوتے ہیں تو ہم در حقیقت خدا کی حضوری میں ہوتے ہیں۔ اِسی لئے مسیح یسوع کو اعمانویل کہتے ہیں، جس کا مطلب ہے ''خدا ہمارے ساتھ۔'' لہذا جب مسیح دُنیا میں آیا، تو اُسے خدا نے نہیں بھیجا جیسا دوسرے نبیوں کو بھیجا بلکہ خدا خود دُنیا میں آیا۔ یہ خدا نہیں تھا جس نے اپنا کلام ہم پر ظاہر کِیا بلکہ خدا خود ہم پر ظاہر ہوا، اِسی لئے یہ اعلیٰ ترین اور عظیم ترین مکاشفہ ہے۔

یہ عظیم مکاشفہ یوحنا رسول کے اِس چھوٹے سے خط کا پیغام ہے جس کا ہم مطالعہ کریں گے۔ یوحنا نے اِس پیغام کے بارے میں کوئی نئ بات ظاہر نہیں کی۔ وہ کہتا ہے، ''اَے عزیزو! مَیں تمہیں کوئی نیا حُکم نہیں لکھتا بلکہ وہی پُرانا حُکم جو شروع سے تمہیں مِلا ہے۔ یہ پُرانا حُکم وہی کلام ہے جو تم نے سُنا ہے۔'' (۱۔یوحنا ۲:۷)

اِس کا مطلب یہ ہوا کہ اِس خط میں خدا کی طرف سے کوئی نیا پیغام نہیں ہے لیکن وہی پیغام ہے جو مسیح کی طرف سے اور مسیح کے وسیلے سے مِلا۔ یہ پیغام وہی ہے جو ''ابتدا سے تھا۔'' (۱۔یوحنا ۱:۱)

دو بڑے مقصد ہیں جن کی بِنا پر یوحنا رسول نے یہ خط لکھا۔ سب سے پہلا یہ کہ مسیح کا ہر پیروکار جس کے نام یوحنا نے یہ خط لکھا ہے اُس نے اِس خط کا پیغام صرف اپنے کانوں سے سُنا۔ یوحنا کہتا ہے یہ ''وہی کلام ہے جو تم نے سُنا ہے۔''

اِس چھوٹے سے خط اور انجیلِ مقدس کی دوسری تحریروں کی بدولت اَب ہمارے پاس خدا کا پیغام تحریری طور پر موجود ہے۔ اِس طرح الٰہی پیغام نے تحریری شکل اختیار کی۔ اِس لئے مسیح کے زمین سے خدا کی طرف اُٹھائے جانے کے بعد، ہم پاک صحائف کو بار بار پڑھ سکتے ہیں جب تک کہ پیغام کی پوری گہرائی کے ساتھ سمجھ نہ آ جائے۔

دوسرا بڑا مقصد یوحنا کا یہ چھوٹا سا خط لکھنے کا یہ تھا کہ ہم اِس خط کے ذریعہ ملنے والے اعلیٰ ترین مکاشفے کا پورے طور پر یقین کریں۔ یہ پیغام محض سُنی سنائی بات نہیں بلکہ یہ پیغام وہ ہے جو ہماری تفتیش و تحقیق اور تجسس کو بڑھاتا ہے۔ اِس پیغام کے بارے میں یوحنا کہتا ہے، ''۔۔۔جسے ہم نے سُنا اور اپنی آنکھوں سے دیکھا بلکہ غور سے دیکھا اور اپنے ہاتھوں سے چھُوا (یہ زندگی ظاہر ہوئی اور ہم نے اُسے دیکھا اور اُسکی گواہی دیتے ہیں اور اِسی ہمیشہ کی زندگی کی تمہیں خبر دیتے ہیں جو باپ کے ساتھ تھی اور ہم پر ظاہر ہوئی)'' (۱-یوحنا ۱:۱-۲)

جس طریقے سے یہ پیغام ہم تک پہنچا ہے اُس کا ''۔۔۔بیان پہلے خداوند کے وسیلہ سے ہوا اور سُننے والوں سے ہمیں پایہء ثبوت کو پہنچا۔'' (عبرانیوں

۲:۳) جن سُننے والوں کے وسیلے سے یہ اعلیٰ ترین مکاشفہ ہم تک پہنچا ہے خاص چُنے ہوئے لوگ تھے جن کے بارے میں مسیح نے کہا، ''اور تم بھی گواہ ہو کیونکہ شروع سے میرے ساتھ ہو۔''(یوحنا ۱۵:۲۷) گواہوں سے اِس خط کا پیغام صرف قوتِ یاداشت کے سہارے ہی نہیں مِلا بلکہ مسیح نے اُن سے وعدہ کِیا تھا کہ ''۔۔۔جب وہ یعنی روحِ حق آئے گا تو تم کو تمام سچائی کی راہ دکھائے گا۔'' (یوحنا ۱۶:۱۳)

ہم اپنے اگلے پروگرام میں اِس الٰہی پیغام کی سچائی اور کاملیت کے بارے میں مزید جانیں گے۔

تیسرا باب

مسیح یسوع کا کلام یقین و سچائی پر مشتمل ہے

(۱-یوحنا ۱:۱-۳)

جیسا کہ ہم نے اپنے پچھلے پروگرام میں ذکر کِیا یسوع ناصری نہ صرف مسیح ہے بلکہ وہ خدا کا کلام اور خدا کی رُوح بھی ہے۔ ہم خدا کو اُس کے کلام اور رُوح سے جُدا نہیں کر سکتے۔ اِسی لئے جب بھی ہم خدا کے کلام اور خدا کے رُوح کی حُضوری میں ہوتے ہیں تو درحقیقت خدا کی حُضوری میں ہوتے ہیں۔ خدا کا کلام اور خدا کی رُوح ہونے کے سبب سے یسوع ایک اِنسان سے کہیں عظیم تر ہو گیا، مگر اِس کے باوجود وہ اِنسان بن کر دُنیا میں آیا۔

یسعیاہ نبی کی معرفت خدا نے ہمیں بتایا ہے کہ ”۔۔۔جس قدر آسمان زمین سے بلند ہے اُسی قدر میری راہیں تمہاری راہوں سے اور میرے خیال تمہارے خیالوں سے بلند ہیں۔“ (یسعیاہ ۵۵:۹)

خدا نے مسیح کو اِنسان کی شکل میں اِس لئے بھیجا تاکہ عظیم ترین مکاشفہ بنی نوع اِنسان کی سمجھ میں آ جائے۔ ”اُس نے اگرچہ خدا کی صورت پر تھا خدا کے برابر ہونے کو قبضہ میں رکھنے کی چیز نہ سمجھا بلکہ اپنے آپ کو خالی کر دیا اور خادم کی صورت اِختیار کی اور اِنسانوں کے مشابہ ہو گیا۔“ (فلپیوں ۲:۶-۷)

کیونکہ مسیح ایک اِنسان کی صورت میں دُنیا میں آیا اِس لئے اُس کے وجود اور کلام کی حقیقت اُنہی طریقوں سے تسلیم کی جا سکتی ہے جن سے ہم کوئی دوسرا علم حاصل کرتے ہیں۔

مسیح کی حقیقت کو تسلیم کروانے ہی کیلئے یوحنا نے اپنے چھوٹے سے مکاشفہ کے شروع کی آیات ہمارے لئے لکھی ہیں، اِس چھوٹے سے مکاشفے کو یوحنا کا پہلا عام خط کہتے ہیں۔ اُس نے لکھا ہے، ''اُس زندگی کے کلام کی بابت جو ابتدا سے تھا اور جسے ہم نے سُنا اور اپنی آنکھوں سے دیکھا بلکہ غور سے دیکھا اور اپنے ہاتھوں سے چھُؤا (یہ زندگی ظاہر ہوئی اور ہم نے اُسے دیکھا اور اُس کی گواہی دیتے ہیں اور اِسی ہمیشہ کی زندگی کی تمہیں خبر دیتے ہیں جو باپ کے ساتھ تھی اور ہم پر ظاہر ہوئی) جو کچھ ہم نے دیکھا اور سُنا ہے تمہیں بھی اُس کی خبر دیتے ہیں تاکہ تم بھی ہمارے شریک ہو اور ہماری شراکت باپ کے ساتھ اور اُسکے بیٹے یسوع مسیح کے ساتھ ہے۔'' (۱-یوحنا ۱:۱-۳)

لہٰذا مسیح کے ذریعہ مکاشفہ کی حقیقت سُننے، دیکھنے، غور سے دیکھنے اور چھُونے سے ظاہر ہوتی ہے۔ سب سے پہلے یوحنا نے خدا کے سب سے اعلیٰ ترین مکاشفے کو اصلی شکل میں ظاہر ہوتے ہوئے دیکھا۔ کسی کی آنکھوں دیکھی گواہی بہت زیادہ اہمیت رکھتی ہے۔ پطرس رسول اپنی رسولی گواہی کے بارے میں کہتا ہے، ہم نے ''خود اُسکی عظمت کو دیکھا تھا۔'' (۲-پطرس ۱۶:۱)

اور آگے چل کر اِس میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی ہے اور نہ ہی اِسے منسوخ و ترک کِیا جا سکا ہے۔ اِس میں کوئی تضاد و فرق کی بات تھی ہی نہیں کہ

کیا سُنا گیا اور کیا دیکھا گیا۔ سب گواہیاں ایک دوسرے کے ساتھ مطابقت رکھتی ہیں۔

اِن چُنے ہوئے گواہوں کی مضبوط گواہی کی بدولت جو کچھ ہم تک پہنچا ہے اور ہمارے بارے میں کہا ہے، ''اُس سے تم بے دیکھے محبت رکھتے ہو اور اگرچہ اِس وقت اُس کو نہیں دیکھتے تَو بھی اُس پر ایمان لا کر ایسی خوشی مناتے ہو جو بیان سے باہر اور جلال سے بھری ہے۔ اور اپنے ایمان کا مقصد یعنی روحوں کی نجات حاصل کرتے ہو۔'' (۱-پطرس ۱:۸-۹)

سچ ہی کہا ہے، ''۔۔۔مبارک وہ ہیں جو بغیر دیکھے ایمان لائے۔'' (یوحنا ۲۹:۲۰)

یوحنا کو نہ صرف مسیح کو دیکھنے کا بلکہ غور سے دیکھنے کا بھی موقع ملا۔اِس کا مطلب یہ ہوا کہ اُس کے پاس موقع تھا کہ اچھی طرح جانچ پڑتال کر لے۔ لیکن طویل اور محتاط جانچ پڑتال کے باوجود حقیقت وہی رہتی ہے جو ہمیشہ سے ظاہر ہو چُکی ہے۔ ایسا نہیں ہوتا ہے کہ ظاہر کچھ ہو اور حقیقت کچھ اَور ہو۔

''غور سے دیکھنے'' کا مطلب ہے، بہت ہی توجہ اور پورے دھیان کے ساتھ دیکھنا۔ جب ہم کسی کو بڑے غور و دھیان سے دیکھنے کی خواہش رکھتے ہیں یا جب ہم کسی چیز کو کسی خاص مقصد کے تحت دیکھنے کیلئے باہر نکل جاتے ہیں تو ہماری ساری توجہ اُس پر ٹھہر جاتی ہے۔مسیح کا انسانی شکل میں ظاہر ہونا شہادتوں اور گواہوں کے لئے یقینا بڑے غور و دھیان سے دیکھنے کا باعث ہونا چاہیے تھا۔

بعض اوقات سُننے اور دیکھنے کی حِس کافی نہیں ہوتی۔ سُننے، دیکھنے اور غور سے دیکھنے کی اہمیت چھونے سے کہیں بڑھ جاتی ہے۔ توما رسول نے کہا، ''۔۔۔جب تک مَیں اُس کے ہاتھوں میں میخوں کے سوراخ نہ دیکھ لوں اورمیخوں کے سوراخوں میں اپنی اُنگلی نہ ڈال لوں اور اپنا ہاتھ اُسکی پسلی میں نہ ڈال لوں ہرگز یقین نہ کروں گا۔'' (یوحنا ۲۵:۲۰)

توما رسول نے یقیناً سوچا ہو گا کہ اُس کے ساتھیوں کی گواہی جس کی بُنیاد صرف دیکھنے پرتھی غلط فہمی کا باعث ہوسکتی ہے۔ اور اُس نے اچھی طرح سے تحقیق وتفتیش کر لی کہ اِس لاثانی مکاشفہ کے بارے میں وہ تمام ذرائع جن سے یہ ساری معلومات حاصل ہوئی ہیں بالکل سچے اور حقیقت پر مبنی ہیں۔

سُننے، دیکھنے اور چھونے کی حِس کسی بھی گواہی کو مضبوط اور مستند بنانے میں ایک اہم کردار ادا کرتی ہے۔ زندگی کے کلام کی گواہی کیلئے صرف چھونا ہی کافی نہیں۔ ہاں اگر سُننے، دیکھنے اور غور سے دیکھنے کے ساتھ چھونے کا احساس بھی شامل ہو جائے تو گواہی سچی اور حقیقت معلوم ہوتی ہے۔ چھونے کے احساس ہی سے مسیح کے مُردوں میں سے جی اُٹھنے کے سوال کا تسلی بخش جواب مل سکا۔ وہ سوال یہ ہے کہ کیا مسیح کا جسمانی ظہور واقعی ایک حقیقت ہے؟ مسیح نے اپنے شاگردوں سے کہا، ''میرے ہاتھ اور میرے پاؤں دیکھو کہ مَیں ہی ہوں۔ مجھے چھو کر دیکھو کیونکہ روح کے گوشت اور ہڈی نہیں ہوتی جیسا مجھ میں دیکھتے ہو۔'' (لوقا ۳۹:۲۴)

سُننے، دیکھنے اور چھونے کے مختلف طریقوں سے معلومات کا خلاصہ جو یوحنا نے بیان کِیا ہے یقین کے قابل ہے۔ سُننے سے،

(۱) کوئی مسیح کی تعلیم کی حقیقت اور مقصد، خواہ وہ تعلیم عوامی ہو یا ذاتی دونوں کو محسوس و سمجھ سکتا ہے۔

(۲) تفسیر اور دلیل کی گہرائی سمجھ سکتا ہے۔

(۳) ناقابلِ فہم خوبصورتی کے ساتھ اُن لوگوں کو جواب دے سکتا ہے جو اُس کی مخالفت کرتے ہیں۔

(۴) اُسکی بات چیت اور طرزِ بیان میں الٰہی سمجھ بوجھ دیکھ سکتا ہے۔

(۵) اُس کی دُعائیں سُن کر خدا کے قریب ہو سکتا ہے۔

اُس کو دیکھنے سے یہ سب کچھ سمجھ و محسوس کر سکتا ہے،

(۱) اُس کے زندگی گزارنے کا انداز و طریقہ۔

(۲) اُس کی ہمدردی و رحم دلی۔

(۳) اُس کے آنسو۔

(۴) ریاکاری و منافقت دیکھکر اُس کا غصہ میں آنا۔

(۵) اُس کی تھکاوٹ و سُستی۔

(۶) اُس کے معجزات۔

(۷) اُس کی دعائیہ زندگی۔

غور سے دیکھنے سے اَور زیادہ بڑی اور واضح تصویر نظر آ سکتی ہے۔

وہ باریک سے باریک بات پر غور و فکر کر سکتا ہے۔ مثال کے طور پر مسیح نے نہ صرف کوڑھی کو شفا بخشی تاکہ ہر کوئی دیکھ سکے بلکہ اُس نے اپنے ہاتھ پھیلا کر اُسے چُھوا (مرقس ١:٤٠-٤٥)۔

چھو کر یہ سب کچھ سمجھا اور محسوس کِیا جا سکتا ہے،

(١) اُس کے مُردوں میں سے جی اُٹھنے والے بدن کی حقیقت۔

(٢) اُس کی اُن کے درمیان رہنے کی حقیقت، کوئی آنکھ کا دھوکہ یا فریب وغیرہ نہیں ہو سکتا تھا۔

(٣) چُھونے سے اُن لوگوں کی حالت کا بھی پتہ چل گیا جن کو مسیح نے معجزانہ طور پر شفا دی۔

مسیح زندگی کا کلام ہے اور اِسی کلام کے بارے میں یوحنا کہتا ہے، "(یہ زندگی ظاہر ہوئی اور ہم نے اُسے دیکھا اور اُسکی گواہی دیتے ہیں اور اِسی ہمیشہ کی زندگی کی تمہیں خبر دیتے ہیں جو باپ کے ساتھ تھی اور ہم پر ظاہر ہوئی)" (١-یوحنا ١:٢)

یہ زندگی جو ظاہر ہوئی اِسکی اہمیت یہ ہے کہ پہلے یہ "باپ کے ساتھ تھی" باپ سے مُراد قادرِ مطلق خدا ہے کیونکہ اُس نے ہر کسی کو زندگی بخشی ہے۔ وہ یہاں اُس زندگی کی بات نہیں کر رہا جو بچے کی پیدائش پر اپنے آپ ظاہر ہوتی ہے۔ ایسی زندگی ہمیشہ کی زندگی نہیں ہو سکتی۔ ہمیشہ کی زندگی ازل سے موجود تھی مگر فرق یہ ہے کہ پہلے یہ "باپ کے ساتھ" تھی۔ اگر یہ زندگی ظاہر نہ ہوتی تو ہمیں اِس کے بارے میں جاننے، سمجھنے اور محسوس کرنے کا کوئی اَور ذریعہ

ہوتی تو ہمیں اِس کے بارے میں جاننے، سمجھنے اور محسوس کرنے کا کوئی اَور ذریعہ نہیں تھا۔ وہ زندگی ہمیشہ سے موجود تو تھی مگر ہمیشہ سے ظاہر نہیں ہوئی۔

ہم میں سے ہر ایک کو اِس ''ہمیشہ کی زندگی'' کو پانے کی کوشش کرنی چاہیے جو باپ کے ساتھ تھی اور جو مسیح کے ذریعہ ظاہر ہوئی۔

چوتھا باب

مسیح کی خوشخبری کا پیغام کیسے اور کیوں پھیلایا جاتا ہے؟

(۱-یوحنا ۱:۱-۴)

مسیح کا پیغام ''زندگی کا کلام'' ہے (۱-یوحنا ۱:۱)۔ اِس پیغام کے بغیر کوئی بھی شخص ہمیشہ کی زندگی حاصل نہیں کر سکتا۔ جیسا کہ ہم نے اپنے پچھلے پروگرام میں دیکھا کہ جب خدا نے اپنا یہ پیغام دُنیا میں بھیجا تو اُس نے رابطہ قائم کرنے کیلئے چار مختلف ذرائع اِستعمال کِئے، جس سے پیغام ٹھوس اور مستند ہو گیا۔ خدا نے زندگی کا یہ کلام اپنے رسولوں کے ذریعہ دیا تاکہ وہ اِس پیغام کو بنی نوع اِنسان تک پہنچائیں۔ اپنے اِس پیغام کے رابطے کو بالکل یقینی بنانے کے لئے خدا نے ہر رسول کو اُسی تجربے میں سے گزارا جس سے یوحنا گزرا۔

نمبر۱، یوحنا نے زندگی کے کلام کو ''سُنا۔''

نمبر۲، اُس نے ''زندگی کے کلام کو دیکھا۔''

نمبر۳، اُس نے زندگی کے کلام کو ''غور سے دیکھا۔''

اور نمبر۴، اُس نے زندگی کے کلام کو ''چھوا۔'' (۱-یوحنا ۱:۱)

مسیح کا کلام اِتنا اہم و ضروری ہے کہ رسولوں نے مسیح کے پیغام کو دوسروں تک چار طریقوں سے پہنچایا۔

نمبر۱، اُنہوں نے گواہی دے کر اِس پیغام کو پھیلایا (۱-یوحنا ۱:۲)۔

نمبر۲، اُنہوں نے خبر دے کر اِس پیغام کو پھیلایا (۱-یوحنا ۱:۲،۳)۔
نمبر۳، اُنہوں نے لکھ کر اِس پیغام کو پھیلایا (۱-یوحنا ۱:۴)۔
اور نمبر۴، اُنہوں نے پیغام دے کر اِس کو پھیلایا (۱-یوحنا ۱:۵)۔

چار بار زور دے کر دہرانے سے مسیح کے رسول خوب جانتے تھے کہ کتنا ضروری ہے کہ اِس پیغام کو ہرشخص خوب اچھی طرح سے سمجھ جائے۔ تین وجوہات ہیں جن کی بِنا پر مسیح کا پیغام ہر کسی تک پہنچانا نہایت ضروری ہے۔

نمبر۱، جیسا کہ ہم نے پہلے ہی کہا کہ مسیح کا پیغام ''زندگی کا کلام'' ہے (۱-یوحنا ۱:۱)۔ اِس پیغام کے بغیر کوئی شخص ہمیشہ کی زندگی نہیں پا سکتا۔

نمبر۲، نہایت ضروری ہے کہ یہ پیغام پوری طرح سے سمجھ آئے اور ہر اُس شخص کے لئے قابلِ قبول ہو جو کائنات میں اعلیٰ و اہم ترین شراکت رکھنا پسند کرتا ہو۔ الٰہی تحریک سے یوحنا نے اُس شراکت کے بارے میں اپنے پہلے خط کے پہلے باب کی تین آیت میں لکھا ہے، ''جو کچھ ہم نے دیکھا اور سنا ہے تمہیں بھی اُسکی خبر دیتے ہیں تاکہ تم بھی ہمارے شریک ہو اور ہماری شراکت باپ کے ساتھ اور اُس کے بیٹے یسوع مسیح کے ساتھ ہے۔'' (۱-یوحنا ۱:۳)

خدا اپنے آپ کو ''باپ'' کہتا ہے کیونکہ وہ ہے جس نے ہر زندہ شے کو زندگی بخشی۔ جس طرح خدا، اِنسانی باپ کو اِنسانی زندگی ایک نسل سے دوسری نسل تک پہنچانے کیلئے اِستعمال کرتا ہے اُسی طرح وہ نام ''باپ'' اپنے لئے اِستعمال کرتا ہے کیونکہ وہی ہے جو سب کو زندگی دیتا ہے۔

خدا نے اپنے آپ کو قدرت کے حسین رنگوں اور نبیوں کے منہ سے نکلے پیغام سے ظاہر کیا۔ لیکن اِن میں سے بنی نوع اِنسان پر اپنے اِظہار کا کوئی بھی طریقہ پورے طور پر پُراثر ثابت نہ ہوا۔ اِنسان پر اپنے آپ کو پورے طور پر ظاہر کرنے کیلئے اُس نے اپنا کلام اِنسانی شکل میں بھیجا۔ یوحنا رسول نے اپنی اِنجیل میں ہمیں بتایا ہے کہ ''اور کلام مجسم ہوا اور فضل اور سچائی سے معمور ہو کر ہمارے درمیان رہا اور ہم نے اُس کا ایسا جلال دیکھا جیسا باپ کے اِکلوتے کا جلال۔'' (یوحنا ۱:۱۴)

اِس طرح خدا نے اپنے آپ کو قدرت کے ذریعہ، نبیوں کے پیغام کے ذریعہ اور کلام کو مجسم کر کے ظاہر کِیا۔ وہ کلام جو مجسم ہوا مسیح تھا جو کنواری مریم سے پیدا ہوا، وہی ہمارا مسیح بھی ہے۔

مسیح کو ''خدا کے بیٹے'' کا نام دیا گیا۔ یہ نام مسیح کے اعلیٰ ترین رُتبے، اعلیٰ ترین حیثیت و بزرگی کو ظاہر کرتا ہے۔ سب سے پہلے تو نام ''خدا کا بیٹا'' یہ ظاہر کرتا ہے کہ مسیح کا رُتبہ فرشتوں سے بھی بلند تر ہے۔ پاک صحائف ہمیں بتاتے ہیں کہ ''اور فرشتوں سے اِسی قدر بزرگ ہو گیا جس قدر اُس نے میراث میں اُن سے افضل نام پایا۔ کیونکہ فرشتوں میں سے اُس نے کب کسی سے کہا کہ تُو میرا بیٹا ہے، آج تُو مجھ سے پیدا ہوا؟ اور پھر یہ کہ مَیں اُس کا باپ ہوں گا اور وہ میرا بیٹا ہو گا؟ '' (عبرانیوں ۱:۴-۵)

دوسرے زبور میں نام ''خدا کا بیٹا'' کے بارے میں پیشن گوئی کی گئی کہ یہ نام مسیح کا ایک خطاب ہو گا۔ (عبرانی لفظ ''Messiah'' اور اِس کا یونانی

دوسرے زبور میں نام ''خدا کا بیٹا'' کے بارے میں پیشن گوئی کی گئی کہ یہ نام مسیح کا ایک خطاب ہو گا۔ (عبرانی لفظ ''Messiah'' اور اِس کا یونانی ترجمہ ''کرسٹس'' دونوں کا مطلب ہے ''مسح کِیا ہوا''۔)

مسیح جو خدا کا کلام بھی ہے نہ صرف فرشتوں سے اعلیٰ و افضل ہے بلکہ وہ بادشاہوں سے بھی کہیں بڑا ہے۔ مسح کِئے ہوئے کے بارے میں خدا فرماتا ہے، ''مَیں تو اپنے بادشاہ کو اپنے کوہِ مقدس صیون پر بٹھا چُکا ہوں۔'' (زبور ۲:۶) اُس بادشاہ یعنی مسیح کے بارے میں خدا فرماتا ہے، ''۔۔۔تُو میرا بیٹا ہے۔'' (زبور ۲:۷)

بیٹے کی حیثیت سے وہ (خدا کا نائب مختار بن کر) نہ صرف دُنیا کے بادشاہوں پر بلکہ اُن کے ماتحت قوموں پر بھی حکومت کرتا ہے۔ قوموں پر اُس کی حکومت دوسرے زبور میں واضح کی گئی ہے، ''۔۔۔میں قوموں کو تیری میراث کیلئے ۔۔۔ بخشونگا۔ ۔۔۔پس اب اَے بادشاہو! دانشمند بنو۔ اَے زمین کے عدالت کرنے والو تربیت پاؤ۔'' (زبور ۲:۸۔۱۰)

جبکہ مسیح کا رُتبہ اور حیثیت آدمیوں سے مجموعی طور پر اور بادشاہوں سے خاص طور پر اعلیٰ اور افضل ہے اُس کی جلالی حیثیت خدائے قادرِ مطلق کی طرف سے دیئے گئے نام ''خدا کا بیٹا'' سے ظاہر ہوتی ہے۔

جیسا کہ ہم نے پہلے کہا کہ تین وجوہات کے سبب سے نہایت ضروری ہے کہ مسیح کا پیغام ہر خاص و عام تک پہنچے۔ سب سے پہلے تو یہ کہ ہمیشہ کی زندگی کا راستہ ڈھونڈا جائے۔ دوسرا یہ کہ لازم ہے کہ یہ پیغام سب کی سمجھ میں

آئے اور ہر اُس شخص کیلئے قابلِ قبول ہو جو سب سے اعلیٰ شراکت رکھنا پسند کرتا ہے۔ اور تیسری وجہ یہ ہے کہ بنی نوع اِنسان کیلئے ایک عظیم ترین خوشی پوری ہو جائے۔ یوحنا رسول لکھتا ہے، ''۔۔۔یہ باتیں ہم اِس لئے لکھتے ہیں کہ ہماری خوشی پوری ہو جائے۔'' (۱-یوحنا ۱:۴) خدا چاہتا ہے کہ ہر کوئی نہ صرف خوش ہو بلکہ پورے طور پر خوش ہو۔ پوری خوشی ''زندگی کا کلام'' سُننے، سمجھنے اور قبول کرنے سے ملتی ہے۔

جن کے پاس زندگی کا یہ پیغام ہے اُنہیں پوری خوشی تب حاصل ہوتی ہے جب وہ اِس پیغام میں اُن کو بھی شریک کرتے ہیں جن کے پاس نہیں۔ اور جن کے پاس یہ پیغام نہیں ہوتا اُنہیں پوری خوشی اِسے قبول کر کے ملتی ہے، اور وہ آگے اُن کو شریک کرتے ہیں جنہوں نے ابھی یہ پیغام قبول نہیں کِیا ہوتا۔ وہ خوشی جو ایک آدمی خدا کے پیغام کو سمجھ کر اور قبول کر کے حاصل کر سکتا ہے، ایسی خوشی ہے ''۔۔۔جو بیان سے باہر اور جلال سے بھری ہے۔'' (۱-پطرس ۱:۸)

پانچواں باب

مسیح کے پیغام کی سچائی کا اہم ترین مرکز و محور کیا ہے؟

(۱-یوحنا ۱:۵-٦)

مسیح کے پیغام میں سب سے اہم اور بُنیادی سچائی یہ ہے کہ خدا نور ہے۔ یہ عظیم سچائی یوحنا کے پہلے عام خط کے پہلے باب کی ۵ سے ٦ آیت میں ظاہر کی گئی ہے۔ لکھا ہے، ''اُس سے سُن کر جو پیغام ہم تمہیں دیتے ہیں وہ یہ ہے کہ خدا نور ہے اور اُس میں ذرا بھی تاریکی نہیں۔'' (۱-یوحنا ۱:۵)

مسیح کے وسیلے سے جو مکاشفہ ہم تک پہنچا ہے، ''اُس سے سُن کر جو پیغام ہم تمہیں دیتے ہیں۔''

مسیح نے محض اِدھر اُدھر کے بے مقصد خیالات یا بے ربط قِسم کی بے تکی باتیں ہم تک نہیں پہنچائیں بلکہ اُس نے ہمیں ایک مکمل پیغام دیا ہے جو پھولوں کی لڑی کی طرح ایک دوسرے سے جُڑا ہوا ہے۔

ہمیں ہمیشہ یہ حقیقت یاد رکھنا ہے کہ رسولوں نے یہ پیغام اُس سے سُنا۔ اِس کا مطلب یہ ہوا کہ اُنہوں نے یسوع ناصری سے سُنا جو مسیح، خدا کا کلام اور خدا کا رُوح ہے (۲-کرنتھیوں ۳:۱۷)۔

رسولوں نے یہ پیغام براہِ راست مسیح سے سُنا۔ پاک کلام میں لکھا ہے، ''۔۔۔جس کا بیان پہلے خداوند کے وسیلہ سے ہوا اور سُننے والوں سے ہمیں پایہء

رسولوں نے یہ پیغام براہِ راست مسیح سے سُنا۔ پاک کلام میں لکھا ہے، ''۔۔۔جس کا بیان پہلے خداوند کے وسیلہ سے ہوا اور سُننے والوں سے ہمیں پایہء ثبوت کو پہنچا۔'' (عبرانیوں ۲:۳)

اِس پیغام کی سب سے اہم اور ضروری بات خدا کی اپنی طبیعت و فطرت کے بارے میں ہے۔ مسیح کا پیغام ہمیں بتاتا ہے کہ ''خدا نور ہے۔'' اِس بیان سے ہمیں یہ نہیں سمجھنا چاہیے کہ خدا ایک ایسی روشنی یا نور ہے جس کی سائنس وضاحت کرتی ہے۔ سائنسدان جس روشنی کے بارے میں بتاتے ہیں وہ ہمیشہ سے نہیں تھی بلکہ تخلیق کی گئی تھی۔

ہم جانتے ہیں کہ طبیعیاتی روشنی کو تخلیق کِیا گیا ہے کیونکہ پاک صحائف میں لکھا ہے، ''اور خدا نے کہا کہ روشنی ہو جا اور روشنی ہو گئی۔'' (پیدایش ۱:۳) اِس بیان سے صاف واضح ہو گیا ہے کہ کائنات کی تخلیق میں ایک وقت ایسا تھا کہ طبیعیاتی روشنی کا قطعی وجود نہ تھا۔ روشنی خدا نے تخلیق کی ہے۔ اور اِسی سے یہ حقیقت بھی سامنے آ جاتی ہے کہ کوئی ایسا لمحہ نہیں تھا کہ خدا کا وجود نہ تھا۔ خدا ہمیشہ سے ہے۔ خدا کو کسی نے تخلیق نہیں کِیا۔ اُس کا وجود ازل سے ہے۔ خدا ایسی روشنی نہیں ہے جیسی سائنسی یا طبیعیاتی معنوں میں نظر آتی ہے۔ مگر اِس کے باوجود خدا جب چاہے اپنے آپ کو کسی حد تک دوسروں پر ظاہر کرنے کیلئے دِکھائی دینے والی روشنی سے کام لے سکتا ہے۔ مثال کے طور پر یوحنا اُس خواب کی جو مسیح کی جلالی حالت کے بارے میں اُسے دِکھایا گیا وضاحت کرتے ہوئے کہتا ہے، ''۔۔۔اُس کا چہرہ ایسا چمکتا تھا جیسے تیزی کے وقت آفتاب۔'' (مکاشفہ

کہتا ہے، ''۔۔۔اُس کا چہرہ ایسا چمکتا تھا جیسے تیزی کے وقت آفتاب۔'' (مکاشفہ ۱:۱۶)

یوحنا نے ظہورِ الٰہی کا جو بیان کِیا ہے وہ نہایت اعلیٰ و افضل ہے مگر پھر بھی اِس سے خدا کی مکمل اور بھرپور حقیقت کھل کر سامنے نہیں آتی۔ یہ بات ہم اِس لئے جانتے ہیں کیونکہ پاک صحائف ہمیں صاف طور پر بتاتے ہیں کہ ''خدا کو کسی نے کبھی نہیں دیکھا۔'' (یوحنا ۱:۱۸)

اگر خدا کبھی اپنے آپ کو پوری طرح علمِ طبیعیات کے ماہروں کے مطابق طبیعیاتی روشنی کی شکل میں ظاہر بھی کر دے تو پھر بھی ہم اُس کو دیکھ نہیں سکتے۔ ہماری قوتِ بینائی اِتنی محدود ہے کہ ہم اُس لامحدود طبیعیاتی روشنی کو پوری طرح سے نہیں دیکھ سکتے۔ یہاں تک کہ جب خدا نے کسی موقع پر اپنے آپ کو دِکھائی دینے والی روشنی کی صورت میں تھوڑا بہت ظاہر بھی کر دیا تو اُس الٰہی جلال کی تاب نہ لا کر دیکھنے والوں کی آنکھیں اندھی ہو گئیں۔ پولس رسول کو ایسے ہی ایک تجربے سے گزرنا پڑا۔ اعمال کی کتاب میں لکھا ہے، ''جب وہ سفر کرتے کرتے دمشق کے نزدیک پہنچا تو ایسا ہوا کہ یکایک آسمان سے ایک نور اُس کے گردا گرد آ چمکا، اور وہ زمین پر گر پڑا اور یہ آواز سُنی کہ اَے ساؤل، اَے ساؤل! تُو مجھے کیوں ستاتا ہے؟ اُس نے پوچھا اَے خداوند! تُو کون ہے؟ اُس نے کہا مَیں یسوع ہوں جِسے تُو ستاتا ہے۔ مگر اُٹھ شہر میں جا اور جو تجھے کرنا چاہیے وہ تجھ سے کہا جائے گا۔ جو آدمی اُس کے ہمراہ تھے وہ خاموش کھڑے رہ گئے کیونکہ آواز تو سُنتے تھے مگر کسی کو دیکھتے نہ تھے۔ اور ساؤل زمین پر سے اُٹھا

مگر جب آنکھیں کھولیں تو اُسکو کچھ نہ دکھائی دیا اور لوگ اُسکا ہاتھ پکڑ کر دمشق میں لے گئے، اور وہ تین دِن تک نہ دیکھ سکا اور نہ اُس نے کھایا پیا۔'' (اعمال ۹:۳-۹)

خدا نور ہے مگر وہ طبیعیاتی روشنی سے کہیں زیادہ گہرا اور تیز ہے۔ اُس کو ہم محسوس نہیں کر سکتے بلکہ آنکھ کی پوری قوت سے بھی اُسے نہیں دیکھ سکتے۔ اِسی طرح اُس کا عکس یا تصویر بھی نہیں اُتاری جا سکتی۔

خدا کبھی کبھی اپنے آپ کو طبیعیاتی روشنی کے ذریعہ ظاہر کرتا ہے، اور اِسکی وجہ یہ ہے کہ ممکن ہے طبیعیاتی روشنی میں کوئی ایسی بات ہو جِسے خدا تشبیاً اِستعمال کرنا بہتر سمجھتا ہو۔

یہ بات تو بالکل واضح ہو چُکی ہے کہ اِس بیان میں لفظ ''نور'' اُس روشنی کے طور پر اِستعمال نہیں ہوا جس کو ہم اپنی آنکھ سے دیکھ اور محسوس کر سکتے ہیں۔ لازم ہے کہ ہم تمثیلی طور پر اِستعمال ہونے والے اِس لفظ کی تحقیق و تفتیش کریں۔ نور کا لفظ بائبل مقدس میں تمثیلی طور پر کئی جگہ اِستعمال ہوا ہے۔

۱) بعض اوقات نور کا لفظ علم و تعلیم کیلئے اِستعمال کِیا گیا ہے، جیسا کہ امثال کی کتاب میں لکھا ہے، ''کیونکہ فرمان چراغ ہے اور تعلیم نور، اور تربیت کی ملامت حیات کی راہ ہے۔'' (امثال ۶:۲۳)

۲) نور کا لفظ سمجھ و دانش کیلئے بھی اِستعمال کِیا گیا ہے، جیسا کہ زبور کی کتاب میں لکھا ہے، ''تیری باتوں کی تشریح نور بخشتی ہے، وہ سادہ دِلوں کو عقلمند بناتی ہے۔'' (زبور ۱۱۹:۱۳۰)

۳) نور کا لفظ نیکی و راستبازی کیلئے اِستعمال کِیا گیا ہے، جیسا کہ امثال کی کتاب میں لکھا ہے، ''لیکن صادقوں کی راہ نورِ سحر کی مانند ہے جس کی روشنی دوپہر تک بڑھتی ہی جاتی ہے۔'' (امثال ۱۸:۴)

۴) نور کا لفظ حق و سچائی کیلئے بھی اِستعمال کِیا گیا ہے۔ یوحنا کا پہلا عام خط پہلا باب اُس کی ۶ آیت میں ''نور'' کا لفظ حق و سچائی کیلئے اِستعمال ہوا ہے۔ لکھا ہے، ''اگر ہم کہیں کہ ہماری اُس کے ساتھ شراکت ہے اور پھر تاریکی میں چلیں تو ہم جھوٹے ہیں اور حق پر عمل نہیں کرتے۔''

اِس کا مطلب یہ ہوا کہ جب کوئی جھوٹ بولتا ہے تو وہ تاریکی میں ہوتا ہے۔ جھوٹ کے برعکس حق ہے۔ جب مسیح کا مکاشفہ ہمیں بتاتا ہے کہ خدا نور ہے تو اِس کا مطلب یہ ہوا کہ خدا سچائی ہے۔

اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہماری خدا کے ساتھ شراکت ہو تو پھر ہمیں جھوٹ سے دُور بھاگنا ہے اور سچ کو گلے لگانا ہے۔ یہ حقیقت ہم اِس لئے جانتے کہ یوحنا کے پہلے عام خط میں ایسا ہی لکھا ہے، ''اگر ہم کہیں کہ ہماری اُسکے ساتھ شراکت ہے اور پھر تاریکی میں چلیں تو ہم جھوٹے ہیں اور حق پر عمل نہیں کرتے۔'' (۱-یوحنا ۶:۱)

تاریکی میں چلنے اور نور میں چلنے کا مطلب صاف ظاہر ہے۔ تاریکی میں چلنے والا سچ میں نہیں، جھوٹ میں زندگی گزارتا ہے، جبکہ نور میں چلنے والا سچ بولتا اور سچ میں زندگی گزارتا ہے۔ حق و سچائی کو گلے لگا کر ہی ہم خدا کے ساتھ شراکت رکھ سکتے ہیں۔ یوحنا کا پہلا عام خط پہلا باب اُسکی ۸ آیت کے مطابق

شراکت رکھ سکتے ہیں۔ یوحنا کا پہلا عام خط پہلا باب اُسکی ۸ آیت کے مطابق ہم میں لازمی حق و سچائی ہونی چاہیے۔

ہم میں سے ہر ایک کو چاہیے کہ مضبوط و پکا ارادہ کریں کہ ہم سچائی قبول کریں گے اور حق و سچائی کے اعلیٰ ترین اُصولوں پر عمل کر کے زندگی بسر کریں گے۔ یہ سچ ہے کہ خدا نور ہے۔ اِس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ بذاتِ خود سچائی ہے۔ ہمیں ہر اُس چیز کو اپنے اندر سے نکال کر باہر پھینک دینا چاہیے جو جھوٹ پر مبنی ہے۔

چھٹا باب

گناہ کا علاج

(ا-یوحنا ۱:۷)

بنی نوع اِنسان کیلئے خدا کے مکاشفے کا مطالعہ جاری رکھتے ہوئے اِس پروگرام میں ہم ذرا اَور گہرائی سے اُس پیغام کے بارے میں جاننے کی کوشش کریں گے جو خدا نے اپنے رسول یوحنا کی معرفت اُس کے چھوٹے سے خط کے ذریعہ دیا جو یوحنا کا پہلا عام خط کہلاتا ہے۔

''لیکن اگر ہم نور میں چلیں جس طرح کہ وہ نور میں ہے تو ہماری آپس میں شراکت ہے اور اُس کے بیٹے یسوع کا خون ہمیں تمام گناہ سے پاک کرتا ہے۔'' (ا-یوحنا ۱:۷)

ہم میں سے ہر ایک کو گناہ سے پاک ہونے کی ضرورت ہے۔ ہمارا اپنا ضمیر ہمیں بتاتا ہے کہ ہم گناہگار ہیں۔ ہمارے ضمیر کے علاوہ بائبل مقدس بھی ہمیں ہماری گناہ آلودہ حالت کے بارے میں صاف طور پر بتاتی ہے۔ لکھا ہے، ''۔۔۔کوئی راستباز نہیں، ایک بھی نہیں۔ کوئی سمجھدار نہیں، کوئی خدا کا طالب نہیں۔ سب گمراہ ہیں سب کے سب نکمے بن گئے ہیں۔ کوئی بھلائی کرنے والا نہیں، ایک بھی نہیں ۔۔۔ سب نے گناہ کِیا اور خدا کے جلال سے محرُوم ہیں۔'' (رومیوں ۳:۱۰-۱۲، ۲۳)

ہم اپنے گناہ کی وجہ سے موت کی سزا کے تحت ہیں۔ پاک کلام میں لکھا ہے، "۔۔۔گناہ کی مزدوری موت ہے۔۔۔" (رومیوں ٦:۲۳) صرف ایک ہی اُمید ہے کہ اگر کوئی ہماری سزا اپنے اُوپر لے کر ہمیں اُس موت کی سزا سے چھٹکارا دے دے۔

خدا اپنا یہ پیغام صدیوں سے ہمیں دے رہا ہے۔ مثال کے طور پر جب ابراہام نے گناہ کِیا تو خدا نے اُسے کہا کہ اپنے گناہوں سے رہائی پانے کیلئے اپنے بیٹے کی قربانی دے۔ مگرعین اُس وقت جب ابراہام اپنے بیٹے کو قربان کرنے لگا تو خدا نے قربانی کیلئے ایک مینڈھا مہیا کر دیا اور ابراہام کا بیٹا قربان ہونے سے بچ گیا۔ ابراہام اور اُس کے بیٹے کے اِس تجربے میں ہمارے لئے نہ صرف مستقبل کی پیش بینی ہے بلکہ پیشن گوئی بھی ہے۔ اپنی اُس پیشن گوئی کو پورا کرنے کیلئے خدا نے کئی صدیوں بعد اُس ہستی کو بنی نوع اِنسان کے گناہوں کا کفارہ دینے کیلئے دُنیا میں بھیجا جِسے وہ اپنا بیٹا کہتا ہے۔ ہاں، ابراہام کے بیٹے اور خدا کے بیٹے میں فرق یہ ہے کہ ابراہام کا بیٹا عین وقت پر قربان ہونے سے بچ گیا مگر خدا کے بیٹے کیلئے لازم تھا کہ وہ ہمارے گناہوں کی خاطر قربان ہو۔ اِس کام کو انجام دینے کیلئے اُس کا کوئی اَور بدل نہیں تھا، جو اُس کی جگہ قربان ہوتا۔ اگر بنی نوع اِنسان کی نجات کا کوئی راستہ تھا تو وہ صرف اور صرف یہی تھا کہ مسیح یسوع اپنے خون کی قربانی پیش کرے۔

ہم نے اپنے گناہ کی بدولت اپنے زندہ رہنے کا حق کھو دیا ہے۔ زندہ رہنے کا حق پھر سے حاصل کرنے کیلئے ضروری ہے کہ کوئی ہماری جگہ اپنا خون

بہائے۔ ہاں، یہ نہایت ضروری ہے کہ ہماری جگہ موت سہنے والا بالکل بے گناہ ہو۔ گناہگار آدمی کسی دوسرے گناہگار کو نجات دینے کیلئے اپنی جان کا نذرانہ نہیں پیش کر سکتا، کیونکہ وہ اپنے گناہوں کی وجہ سے گناہ کی سزا کے تحت ہے۔ ساری نسلِ اِنسانی میں سے صرف مسیح یسوع ہی ہے جو گناہ سے بالکل پاک ہے۔ اِسی لئے اُسے یسوع مسیح راستباز کہتے ہیں۔ مسیح اپنی بے گناہی کے بارے میں خود دعویٰ سے کہتا ہے، ''تم میں کون مجھ پر گناہ ثابت کرتا ہے؟'' (یوحنا ۸:۴۶)

پطرس رسول جو مسیح کے شاگردوں میں سے ایک تھا اور جو تین سال سے زیادہ عرصہ تک اُس کے ساتھ رہا، کہتا ہے، ''نہ اُس نے گناہ کِیا اور نہ اُس کے منہ سے کوئی مکر کی بات نکلی۔'' (۱۔پطرس ۲:۲۲)

پولس رسول جس نے پہلے مسیح کو رد کر دیا تھا اور بعد میں سچائی کو پورے طور پر سمجھ کر لکھتا ہے، ''جو گناہ سے واقف نہ تھا اُسی کو اُس نے ہمارے واسطے گناہ ٹھہرایا۔'' (۲۔کرنتھیوں ۵:۲۱)

یوحنا رسول لکھتا ہے، ''اور تم جانتے ہو کہ وہ اِس لئے ظاہر ہوا تھا کہ گناہوں کو اُٹھا لے جائے اور اُس کی ذات میں گناہ نہیں۔'' (۱۔یوحنا ۳:۵)

صرف وہی تھا جو اپنی زندگی دے کر ہمیں زندہ رہنے کا حق دے سکتا تھا۔ اِس کام کو انجام دینے کیلئے اُسے اپنا خون بہانا تھا۔ خون بہانے کی بُنیاد قربانی کے بُنیادی اُصول پر تھی۔ خدا نے ہمیں بتایا ہے کہ ''۔۔۔جسم کی جان خون میں ہے اور مَیں نے مذبح پر تمہاری جانوں کے کفارہ کے لئے اُسے تم کو دیا ہے کہ اُس سے تمہاری جانوں کیلئے کفارہ ہو کیونکہ جان رکھنے ہی کے سبب

دیا ہے کہ اُس سے تمہاری جانوں کیلئے کفارہ ہو کیونکہ جان رکھنے ہی کے سبب سے خون کفارہ دیتا ہے۔'' (احبار ۱۷:۱۱)

پاک کلام میں بہت سی پیشن گوئیاں ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ مسیح یسوع بنی نوع اِنسان کے بدلے اپنی جان کا کفارہ دے گا۔ بائبل مقدس میں سب سے نمایاں پیشن گوئی یسعیاہ نبی کی کتاب کے ۵۳ ویں باب میں ہے جہاں خدا کی روح مسیح کے دُکھ تکلیف سہنے کی پہلے سے گواہی دے دیتی ہے۔ اُس اعلیٰ اور قابلِ ذکر پیشن گوئی کا چھوٹا سا بیان کچھ یوں ہے۔ ۵۳ باب کی ۱۱ آیت میں ہمیں بتایا جاتا ہے کہ ''اپنی جان ہی کا دُکھ اُٹھا کر وہ اُسے دیکھے گا اور سیر ہو گا۔ اپنے ہی عرفان سے میرا صادق خادم بہتوں کو راستباز ٹھہرائے گا کیونکہ وہ اُن کی بدکرداری خود اُٹھا لے گا۔'' (یسعیاہ ۵۳:۱۱)

مسیح کی موت ایک قانونی بُنیاد تھی جس کی بِنا پر مسیح کے وسیلے سے آنے والے ہر شخص کو خدا قبول کر سکتا تھا۔ خدا اُس شخص کو کبھی معاف نہیں کر سکتا جو مسیح کے وسیلے سے بنی نوع اِنسان کے لئے بنائے ہوئے اِس انتظام کو قبول کرنے سے اِنکار کرتا ہے۔ پاک کلام میں لکھا ہے، ''اُسے خدا نے اُس کے خون کے باعث ایک ایسا کفارہ ٹھہرایا جو ایمان لانے سے فائدہ مند ہو تاکہ جو گناہ پیشتر ہو چکے تھے اور جن سے خدا نے تحمل کر کے طرح دی تھی اُن کے بارے میں وہ اپنی راستبازی ظاہر کرے، بلکہ اِسی وقت اُس کی راستبازی ظاہر ہو تاکہ وہ خود بھی عادل رہے اور جو یسوع پر ایمان لائے اُس کو بھی راستباز ٹھہرانے والا ہو۔'' (رومیوں ۳:۲۵-۲۶)

مسیح نے اپنی زندگی صرف اور صرف اپنی مرضی سے قربان کر دی۔ یسعیاہ نبی نے پیشن گوئی کی تھی کہ وہ ایسا ہی کرے گا۔ وہ کہتا ہے، ''اِس لئے مَیں اُسے بزرگوں کے ساتھ حِصہ دوں گا اور وہ لوٹ کا مال زور آوروں کے ساتھ بانٹ لے گا کیونکہ اُس نے اپنی جان موت کیلئے اُنڈیل دی اور وہ خطاکاروں کے ساتھ شمار کِیا گیا تَو بھی اُس نے بہتوں کے گناہ اُٹھا لئے اور خطاکاروں کی شفاعت کی۔'' (یسعیاہ ۵۳:۱۲)

قابلِ غور بات یہ ہے کہ ''اُس نے اپنی جان موت کیلئے اُنڈیل دی۔'' کسی نے اُس کی جان نہیں لی۔ مسیح یسوع نے خاص طور پر زور دیا کہ اُس نے خود اپنی مرضی سے موت کو گلے لگایا ہے۔ اُس نے کہا، ''باپ مجھ سے اِس لئے محبت رکھتا ہے کہ مَیں اپنی جان دیتا ہوں تاکہ اُسے پھر لے لوں۔ کوئی اُسے مجھ سے چھینتا نہیں بلکہ مَیں اُسے آپ ہی دیتا ہوں۔ مجھے اُس کے دینے کا بھی اِختیار ہے اور اُسے پھر لینے کا بھی اِختیار ہے۔۔۔'' (یوحنا ۱۰:۱۷۔۱۸)

کیونکہ ہم میں سے ہر ایک گناہگار ہے، اِس لئے ہر کسی کو ضرورت ہے کہ خدا کے بیٹے کا خون ہمیں ہمارے گناہوں سے پاک کرے، اور پاک ہوئے بغیر ہم میں سے کوئی بھی خدا کے ساتھ نہیں رہ سکتا۔

ساتواں باب

کیا یہ اِلہامی خط میرے لئے ہے؟

(ا-یوحنا ۱:۸-۱۰)

ہم یوحنا کے پہلے خط کا مطالعہ کرتے ہوئے ایسے اہم مقام پر پہنچ گئے ہیں جہاں ہم سب کیلئے نہایت پُر اثر اور دلکش پیغام ہے، جِسے ہم سب چاہیں گے کہ ہمارے لئے ہی ہو۔ یہ پیغام ہر کسی کیلئے ہے لیکن ہمیں اِس کا بات کا خاص دھیان رکھنا ہے کہ باہر لفافے پر ہمارا ہی نام لکھا ہوا ہو، ورنہ کسی اَور کے ہاتھ میں چلا جائے گا۔ یہ ہے پیغام کا وہ حِصہ جِس کے بارے میں ہم سب کہنا چاہیں گے کہ میرے لئے ہے۔ خط کا پیغام یہ ہے، ''اگر ہم کہیں کہ ہم بے گناہ ہیں تو اپنے آپ کو فریب دیتے ہیں اور ہم میں سچائی نہیں۔ اگر اپنے گناہوں کا اقرار کریں تو وہ ہمارے گناہوں کے معاف کرنے اور ہمیں ساری ناراستی سے پاک کرنے میں سچا اور عادل ہے۔ اگر کہیں کہ ہم نے گناہ نہیں کیا تو اُسے جھوٹا ٹھہراتے ہیں اور اُس کا کلام ہم میں نہیں ہے۔'' (ا-یوحنا ۱:۸-۱۰)

اگرچہ ہم میں سے اکثر گناہ نہیں کرنا چاہتے مگر پھر بھی وقتاً فوقتاً گناہ میں گر جاتے ہیں۔ ہم میں سے کوئی اِنکار نہیں کر سکتا کہ ہم گناہگار نہیں، اور اگر ہم اِنکار کرتے ہیں تو ''ہم میں سچائی نہیں'' اور ہم ''اُسے (یعنی خدا کو) جھوٹا ٹھہراتے ہیں اور اُس کا کلام ہم میں نہیں۔''

ہم گناہ اِس لئے کرتے ہیں کیونکہ ہم اخلاقی طور پر کمزور ہیں۔ پولس رسول ہماری اِس کمزوری کی وضاحت کرتے ہوئے کہتا ہے، ''چنانچہ جس نیکی کا ارادہ کرتا ہوں وہ تو نہیں کرتا مگر جس بدی کا ارادہ نہیں کرتا اُسے کر لیتا ہوں۔'' (رومیوں ۷:۱۹)

جب ہم گناہ کرتے ہیں تو ہم اپنا اندرونی سکون و چین کھو بیٹھتے ہیں۔ اِس کے علاوہ اکثر اپنے گناہ کے باعث اپنے قریبی دوستوں اور اپنے گھر کے افراد سے بھی دُور ہو جاتے ہیں۔ اور اِس سے بھی بڑھکر یہ کہ ہمارا گناہ خدا سے ہماری رفاقت بھی توڑ دیتا ہے۔ لازم ہے کہ خدا سے ٹوٹا ہوا رشتہ جوڑنے اور اپنے دوستوں اور خاندان کے افراد سے خوشگوار تعلقات بحال کرنے کیلئے ہم خدا سے اپنے گناہوں کی معافی مانگیں۔ یوحنا کا پہلا عام خط پہلا باب، اُس کی ۹ آیت میں لکھا ہے، ''اگر اپنے گناہوں کا اقرار کریں تو وہ ہمارے گناہوں کے معاف کرنے اور ہمیں ساری ناراستی سے پاک کرنے میں سچا اور عادل ہے۔''

اِس بیان کی روشنی میں کچھ لوگ صرف خدا کے سامنے ہی اپنے گناہوں کا اقرار کر کے معافی پا سکتے ہیں۔ یوحنا کے پہلے خط کا یہ عظیم ترین پیغام ہے۔ لیکن نہایت ضروری ہے کہ ہم جانیں کہ وہ کون ہیں جن کے لئے یہ خط لکھا گیا ہے۔ اگر ہمارا نام لفافے کے اُوپر نہیں لکھا ہوا تو ہم کسی بھی حالت میں یہ نہیں کہہ سکتے کہ لفافے کے اندر جو پیغام ہے وہ ہمارے لئے ہے۔

یوحنا نے بڑی صفائی سے واضح کِیا ہے کہ یہ خط کن کے نام لکھا گیا ہے۔ سب سے پہلے اُس نے یہ خط اُن کے نام لکھا ہے جن کا مسیح مددگار تھا۔

اُس نے فرمایا، ''اَے میرے بچو! یہ باتیں مَیں تمہیں اِس لئے لکھتا ہوں کہ تم گناہ نہ کرو اور اگر کوئی گناہ کرے تو باپ کے پاس ہمارا ایک مددگار موجود ہے یعنی یسوع مسیح راستباز۔'' (۱-یوحنا ۲:۱)

ہر گناہگار شخص کے پاس ایک مددگار ضرور ہونا چاہیے جو الٰہی عدالت میں کھڑے ہو کر ہمارا دفاع کر سکے، ورنہ مددگار کے بغیر اُس کے گناہ کبھی معاف نہیں ہو سکتے۔ راستباز مسیح کی صورت میں مددگار صرف اُس شخص کو مل سکتا ہے جو تابعداری سے اُس کی پیروی کرتا ہے۔

لفظ مددگار کا لفظی مطلب ہے، ''وہ جو مدد لینے کیلئے بلایا گیا ہو۔'' مسیح اُن کا وکیل بن جاتا ہے جو اُس کا نہ صرف اقرار کرتے ہیں بلکہ اُس کی پیروی بھی کرتے ہیں۔

یسوع مسیح کو ''یسوع مسیح راستباز'' کہتے ہیں۔ مسیح میں یہ اہلیت و قابلیت ہے کہ وہ ہمارا وکیلِ صفائی ہو کیونکہ وہ راستباز ہے۔ وہ اپنے پیروکاروں کا دفاع اُن کی معصومیت کی بِنا پر نہیں کرتا کیونکہ وہ گناہگار ہیں بلکہ اُس کفارے کے اثر و قوت کی بدولت کرتا ہے جو اُس نے ہماری خاطر دیا۔ ہر شخص جو گناہ کرتا ہے وہ دو قانونی الجھنوں میں پھنس جاتا ہے، جن کو حل کرنا گناہ کرنے والے کے بس میں نہیں ہوتا۔ نمبر۱، جب ہم گناہ کرتے ہیں تو ہم خدا کے قرضدار بن جاتے ہیں۔ یہ اِس لئے ہے کیونکہ خدا کو ہماری خدمت اور ہماری حمد و ثنا کا حق ہے۔ داؤد نبی نے ہمیں بتایا ہے، ''جان رکھو کہ خداوند ہی خدا ہے۔ اُسی نے ہم کو بنایا اور ہم اُسی کے ہیں۔ ہم اُس کے لوگ اور اُس کی

خدا ہے۔ اُسی نے ہم کو بنایا اور ہم اُسی کے ہیں۔ ہم اُس کے لوگ اور اُس کی چراگاہ کی بھیڑیں ہیں۔'' (زبور ۱۰۰:۳)

کیونکہ ہم خدا کے ہیں اِس لئے اُس کو حق ہے کہ ہمیں خدمت اور حمد و ثنا کے لئے کہے۔ جب خدا ہم سے کچھ مانگتا ہے اور ہم اُسے نہیں دیتے تو ہم اُس کے قرضدار بن جاتے ہیں۔

مثال کے طور پر خدا ہر اِنسان سے توقع رکھتا ہے کہ وہ ہمیشہ سچ بولے۔ پاک کلام میں لکھا ہے، ''پس جھوٹ بولنا چھوڑ کر ہر ایک شخص اپنے پڑوسی سے سچ بولے کیونکہ ہم آپس میں ایک دوسرے کے عضو ہیں۔'' (افسیوں ۴:۲۵)

سچ بولنا خدا کی خدمت کرنا ہے۔ وہ ہم سے یہی توقع رکھتا ہے، اور جب ہم جھوٹ بولتے ہیں تو اُس کی ویسی خدمت نہیں کرتے جیسی کہ وہ ہم سے چاہتا ہے۔ جب کوئی جھوٹ بولتا ہے تو وہ اُس جھوٹ کو واپس نہیں لا سکتا۔ اگر اُس وقت سے سچ بولنا شروع کر دے تو وہ صرف وہی کر رہا ہے جس کی خدا اُس سے اُس وقت توقع رکھتا ہے۔ اُس نے کوئی ایسا خاص کام نہیں کِیا جس سے اُس کے پچھلے گناہ کا ازالہ ہو جائے۔ اِس لئے ہم خدا کو اپنا قرض خود ادا نہیں کر سکتے۔

لیکن ممکن ہے کہ قرض کسی اَور کو مِل جائے۔ اگر کوئی اِس قابل ہے اور چاہتا ہے کہ ہمارا قرض ادا کر دے تو یہ بالکل قانونی اور قابلِ قبول بات ہے۔ مسیح نے بنی نوع اِنسان کے لئے یہی کچھ کِیا۔ اُس نے ہم سب کا قرض

ادا کر دیا۔ جنہوں نے اُس کو اپنا مددگار بنا لیا، وہ اُن کے جرم و خطا کے باوجود اُن کا مکمل دفاع کرتا ہے تاکہ ہم سزا کے لائق نہ ٹھہریں کیونکہ اُس نے ہمارا قرض خدا کو ادا کر دیا ہے۔

لیکن جب ہم گناہ کرتے ہیں تو نہ صرف ہم قرضدار بن جاتے ہیں بلکہ ہم مجرم بھی بن جاتے ہیں۔ گو ہمارا قرض کوئی اَور ادا کر دیتا ہے مگر ہم پر اپنے جرم کی ذمہ داری ہمیشہ رہتی ہے۔ اِسی لئے پاک کلام میں لکھا ہے، ''جو جان گناہ کرتی ہے وہی مرے گی۔'' (حزقی ایل ۱۸:۲۰)

اگر ہم چاہتے ہیں کہ مسیح یسوع ہمارا مددگار ہو تو ضروری ہے کہ ہم پہلے اپنے گناہ کے مجرمانہ پہلو پر غور و فکر کریں۔ یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جو ہمارے بدلے کوئی اَور نہیں لے سکتا۔ لیکن مسیح نے ہمارے لئے یہ بھی ممکن بنا دیا ہے کہ ہم اُس کے ساتھ روحانی طور مر جائیں۔ پاک کلام میں لکھا ہے، ''یہ بات سچ ہے کہ جب ہم اُس کے ساتھ مر گئے تو اُس کے ساتھ جیئں گے بھی۔'' (۲۔تیمتھیس ۲:۱۱)

جب ہم ایمان رکھتے ہیں کہ یسوع مسیح، خدا کا بیٹا ہے تو ہم اپنے پرانے عقائد و تصورات کے لحاظ سے مر جاتے ہیں جن کی وجہ سے ہم خدا سے دور ہوئے۔ وہ پرانے عقائد و تصورات اِن باتوں پر مشتمل ہیں کہ خدا کا وجود ہی نہیں، یا خدا کا وجود تو ہے مگر وہ بنی اِنسان کی بالکل پرواہ نہیں کرتا۔ جب ہم کھلم کھلا مسیح کا اقرار کرتے ہیں تو ہم اپنے پرانے عقائد و تصورات کے ساتھ مر جاتے ہیں، اور اب ہمارا رشتہ و تعلق خدا کے ساتھ اُس کے بیٹے مسیح یسوع

کے ذریعہ قائم ہو چکا ہے۔ جب ہم توبہ کرتے ہیں تو ہمارے ساتھ وہ پرانی باغی روش بھی مر جاتی ہے جو ہم خدا کے لئے رکھتے تھے۔ مرنے سے پہلے اپنی باغی روش کی وجہ سے، ''ہم سب بھیڑوں کی مانند بھٹک گئے۔۔۔'' (یسعیاہ ۶:۵۳)

لیکن اب ہم صرف اپنی ہی ذات کو آگے نہیں رکھتے، بلکہ ہم خدا کو ہر بات میں اولیت دیتے ہیں۔ جب ہم بپتسمہ لیتے ہیں تو ہمارا پرانا طرزِ زندگی ہمارے ساتھ ہی دفن ہو جاتا ہے۔ بپتسمہ کے پانی سے ہم اُوپر اٹھے تاکہ ہم، ''نئی زندگی میں چلیں۔'' (رومیوں ۶:۴) اب ہمارا ہر فیصلہ اور عمل ''مسیح کی عقل'' کے ساتھ طے پاتا ہے (ا-کرنتھیوں ۲:۱۶)۔

اور جب ہم اپنی پرانی باغی روش کے ساتھ مر جاتے ہیں جو خدا کے خلاف رکھتے تھے تو مسیح ہمارا مددگار بن جاتا ہے، اور اِس مقام سے آگے، ''اگر اپنے گناہوں کا اقرار کریں تو وہ ہمارے گناہوں کے معاف کرنے اور ہمیں ساری ناراستی سے پاک کرنے میں سچا اور عادل ہے۔'' (ا-یوحنا ۱:۹)

آٹھواں باب

یقیناً کوئی اِلہامی مددگار ہے جو ہمارے لئے کام کر رہا ہے

(۱۔یُوحنا ۲: ۳۔۶)

ہم نے اپنے پچھلے پروگرام میں دیکھا کہ خدا جب ہمیں اپنے تختِ عدالت کے سامنے بلائے گا تو ہمیں ایک مددگار کی ضرورت پڑے گی۔ خدا نے ہم سب کیلئے یسوع مسیح راستباز کو ایک عظیم مددگار کے طور پر مقرر کر رکھا ہے۔ ہمیں ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے یہ صرف ایک رستہ ہے جس کے ذریعہ خدا ہم سے اپنے پیار کا اظہار کرتا ہے۔ جب خدا کی عدالت کے سامنے ہمیں اپنے رویے کا دفاع کرنا لازمی ہو گا تو ہم میں سے کوئی بھی اپنے لئے مددگار مہیا نہیں کر سکتا۔

جیسا کہ ہم نے ابھی کہا کہ خدا نے ہم میں سے ہر ایک کیلئے یسوع مسیح راستباز کو ایک عظیم مددگار کے طور پر مقرر کِیا ہے، لیکن لازم ہے کہ ہم پہلے اُسے قبول کریں اور یہ یقین بھی رکھیں کہ اُس نے ہمیں قبول کر لیا ہے۔ پھر وہ ہماری نمائندگی کرنے کیلئے تیار ہو گا اور پوری طرح خدا کے تختِ عدالت کے سامنے ہمارا دفاع کرے گا۔ یہ یقین و بھروسہ کہ ہم نے اُسے اور اُس نے ہمیں قبول کر لیا ہے، ہمارے رویے میں اُس تبدیلی سے ظاہر ہوتا ہے جو یسوع مسیح راستباز کو مددگار کے طور پر ہمارے قبول کرنے اور اُس کے ہمیں قبول کرنے کے بعد آتی ہے۔ ہمارے رویے میں بُنیادی تبدیلی جس سے ہمیں پورا

یقین ہو جاتا ہے کہ ہم مددگار کو جانتے ہیں اور مددگار ہمیں جانتا ہے، تابعداری ہے۔ مسیح کو اپنا مددگار قبول کرنے سے پہلے "۔۔۔ہم میں سے ہر ایک اپنی راہ کو پھر۔۔۔ا" (یسعیاہ ۶:۵۳)

لیکن جب ہم مددگار کو قبول کر لیتے ہیں اور وہ ہمیں قبول کر لیتا ہے تو پھر وہ ہمارے چال چلن میں ایک بُنیادی تبدیلی لے کر آتا ہے تاکہ اب ہم خدا کی تابعداری مددگار کے وسیلے کریں جس کو خدا نے ہماری مدد و راہنمائی کیلئے مقرر کِیا ہے۔

مسیح کا رسول یوحنا کہتا ہے کہ "اگر ہم اُس کے حُکموں پر عمل کریں گے تو اِس سے ہمیں معلوم ہو گا کہ ہم اُسے جان گئے ہیں۔" (۱-یوحنا ۳:۲)

یہ وہ امتحان ہے جس سے ہم مددگار کے ساتھ اپنے رشتے وتعلق کو پرکھ سکتے ہیں۔ شائد ہم بہت سی پوشیدہ دینی سچائیوں سے آگاہ ہیں، اور شائد ہم لمبا چوڑا مذہبی عقیدہ بھی زبانی پڑھ سکتے ہیں، لیکن یہ اِس بات کا ثبوت نہیں ہے کہ ہم مسیح کو ایک مددگار کی حیثیت سے جانتے ہیں۔ مددگار کے ساتھ حقیقی رشتہ وتعلق اُس کی مرضی بجا لانے سے ظاہر ہوتا ہے۔

جب کہ ہمیں یقین ہے کہ "اگر ہم اُس کے حُکموں پر عمل کریں گے تو اِس سے ہمیں معلوم ہو گا کہ ہم اُسے جان گئے ہیں" ہم میں سے ہر ایک یہ جاننا چاہتا ہے کہ اُس کے حُکموں پر عمل کرنے کیلئے بے گناہ تابعداری کی ضرورت ہے۔ ہر کوئی جو خدا کے مقرر کِئے ہوئے مددگار کو قبول کرتا ہے لازم ہے کہ اُس کی خواہش ہو کہ وہ بغیر گناہ کے تابعداری کرے۔ ظاہر ہے کہ خدا

نے جس ہستی کو ہمارا مددگار مقرر کِیا ہے یعنی یسوع مسیح بالکل بے گناہ و معصوم ہے۔ کبھی کوئی ایسا موقع نہیں آنا چاہیے کہ ہم اُس کامل معیارِ زندگی سے نیچے گرنے کی خواہش کریں جس کا عملی مظاہرہ مسیح نے اپنی زندگی سے کِیا۔ اور مسیح کے کامل معیارِ زندگی سے نیچے گرنے کی خواہش ایک بُری خواہش ہو گی (کلسیوں ۳:۵)۔

اگرچہ ہمارا مقصد یہ ہے کہ ''اُسکے حُکموں پر عمل کریں گے'' لیکن ہمیں یہ بھی احساس ہونا چاہیے کہ ہم مسلسل مسیح کی مکمل طور پر تابعداری کرنے کے معیار سے نیچے گرتے رہتے ہیں۔ یوحنا کے پہلے عام خط پہلا باب اُسکی ۸ سے ۲ باب کی ۲ آیت تک کا بغور مطالعہ کریں تو معلوم ہو گا کہ یوحنا یہ نہیں کہہ رہا کہ مسیح کو جاننے سے پہلے ہمارے لئے ضروری ہے کہ بے گناہ اور کامل ہوں۔ اگر ہم نے ہمیشہ بے گناہ اور کامل زندگی ہی گزاری ہے تو پھر خدا کے سامنے ہمارا دفاع کرنے کیلئے مددگار کی قطعی ضرورت نہیں، اور ایسی حالت میں اگر ہم اپنے گناہوں کا اقرار کریں تو ہم جھوٹے ٹھہریں گے۔ لیکن یوحنا کہتا ہے کہ اگر ہم اپنے گناہوں کا اقرار نہ کریں تو ہم جھوٹے ہیں۔ یوحنا نے ''عمل'' کرنے کا مطلب اگلی آیت میں واضح کِیا ہے۔ ۲ باب کی ۴ آیت میں وہ کہتا ہے، ''جو کوئی یہ کہتا ہے کہ مَیں اُسے جان گیا ہوں اور اُس کے حُکموں پر عمل نہیں کرتا وہ جھوٹا ہے اور اُس میں سچائی نہیں۔'' (۱-یوحنا ۲:۴)

عمل کرنا یونانی فعل تیریو زمانہ حال سے ترجمہ کِیا گیا ہے جو مسلسل حرکت کا تصور پیش کرتا ہے۔ اِس فعل کی حرکت جاری رہتی ہے۔ اور اِس کو کسی

شخص کے مسلسل عمل و حرکت کی بُنیاد پر پرکھا جا سکتا ہے۔ نافرمانبرداری خدا سے دُوری کا ایک مسلسل اور ایک عادی عمل و حرکت ہے، جس میں تابعداری کا نام و نشان نظر آنا ایک انوکھی اور محض اتفاقی بات ہے۔ اور دوسری طرف جن لوگوں نے مددگار کو قبول کر لیا ہے اُن کے لئے تابعداری ایک عام عمل و حرکت ہے اور نافرمانبرداری شاذو نادر کبھی بھو لے سے واقع ہو جائے۔

اب یوحنا کے ذریعے خدا ہمیں یہ موقع دے رہا ہے کہ ہم ذرا گہرائی سے اپنے دلوں کا جائزہ لیں۔ مددگار کی مدد لینے کیلئے جس تابعداری کا مظاہرہ ہمیں کرنا چاہیے وہ صرف محبت و چاہت سے پیدا ہونے والی تبدیلی سے آ سکتی ہے۔ ''ہاں جو کوئی اُس کے کلام پر عمل کرے اُس میں یقیناً خدا کی محبت کامل ہو گئی ہے۔ ہمیں اِسی سے معلوم ہوتا ہے کہ ہم اُس میں ہیں۔'' (۱-یوحنا ۲:۵)

اِس آیت میں ''اُس کے کلام'' کا اِستعمال پچھلی آیت میں دیئے گئے ''اُس کے حُکموں'' کا ادل بدل ہے۔

یوحنا کے پہلے عام خط کے دوسرے باب کی ۶ آیت میں ہم مددگار کے ساتھ اَور بہتر تعلق و رشتے کے بارے میں سیکھتے ہیں، لکھا ہے، ''جو کوئی کہتا ہے کہ مَیں اُس میں قائم ہوں تو چاہیے کہ یہ بھی اُسی طرح چلے جس طرح وہ چلتا تھا۔''

یونانی زبان جس میں یہ پہلے لکھا گیا ''اُس میں قائم'' رہنے کا مطلب ہے وہ جو اُسی میں رہے۔ ''اُس میں قائم'' رہنے کا استعمال دو اہم نکات کو واضح کرتا ہے۔ پہلا یہ کہ خدا کے ساتھ مددگار یعنی یسوع مسیح راستباز کے پیروکاروں

کا تعلق و رشتہ محض لگاتار آمنا سامنا نہیں ہے بلکہ زندگی گزارنے کا ایک پائیدار اور مستقل راستہ ہے۔ دوسرا نکتہ یہ ہے کہ پائیداری اور مستقل مزاجی کا مطلب سُست اور بے حرکت زندگی نہیں، یہ تو ایک رُکی ہوئی کاہل زندگی ہے بلکہ زندگی کی تمام تر قوت و روشنی اُس کے چلنے سے نظر آنی چاہیے۔

''اُسی طرح چلے جس طرح وہ چلتا تھا'' اِس کا مطلب یہ ہوا کہ یسوع مسیح یعنی ہمارے مددگار نے ہمارے سامنے اخلاقی حسن و سلوک کا ایک اعلیٰ معیار رکھا ہے۔ جب ہم اُسے مددگار کے طور پر قبول کر لیتے ہیں تو بعد میں خدا ہماری زندگیوں میں ایک اخلاقی معجزہ کرتا ہے تاکہ ہم ویسے زندگی گزاریں جیسے وہ گزارتا تھا۔ ہم مسیح کی طرح گناہ سے بالکل پاک صاف تو نہیں ہو سکتے لیکن پھر بھی ہماری زندگی میں ایک بُنیادی تبدیلی واقع ہو جائے گی اور ہماری زندگی اور ہمارا چال چلن یکساں طور پر باقاعدگی سے ویسے ہی ہو جائے گا جیسا مسیح کا تھا۔

ہم اپنے اگلے پروگرام میں اپنی زندگی میں آنے والی اُس تبدیلی پر ایک نظر ڈالیں گے جس کو معیار بنا کر ہم اپنے بھائی سے محبت کا اظہار کرتے ہیں۔ مسیح نے ہمیں سکھایا ہے کہ ہم ایک دوسرے سے اپنی مانند نہیں بلکہ اِس طرح محبت کریں جس طرح اُس نے ہم سے کی۔ مسیح نے فرمایا، ''مَیں تمہیں ایک نیا حُکم دیتا ہوں کہ ایک دوسرے سے محبت رکھو کہ جیسے مَیں نے تم سے محبت رکھی تم بھی ایک دوسرے سے محبت رکھو۔'' (یوحنا ۱۳:۳۴)

مسیح نے بھائی سے محبت رکھنے کا ایک نیا معیار قائم کِیا ہے، اور جب ہم اُس معیار کے مطابق زندگی بسر کرتے ہیں تو ہم ایسے چلتے ہیں ''جس طرح وہ چلتا تھا۔''

نواں باب

نیا حکم بلکہ وہی پُرانا حکم

(۱۔یوحنا ۲:۷۔۸)

ہم نے اپنے پچھلے پروگرام میں دیکھا کہ ہمیں اُس طرح چلنا چاہیے جس طرح مسیح یسوع چلتا تھا، اور مسیح کی طرح چلنے یعنی زندگی گزارنے کا سب سے اہم پہلو یہ ہے کہ ہمارے دوسروں کے ساتھ تعلقات کیسے ہیں۔ آدم سے لے کر مسیح کے آنے تک خدا نے اپنی عبادت و پرستش کروانے کیلئے بنی نوع اِنسان کے سامنے مختلف ضابطے اور طریقے رکھے۔ یہ آخری یا قطعی ضابطے نہیں تھے جن کے تحت خدا انسان کو دھیرے دھیرے اپنے پاس لانا چاہتا تھا۔ اُس نے یہ ضابطے اور طریقے وقت کے ساتھ ساتھ تھوڑا تھوڑا کر کے ظاہر کئے۔ پاک کلام میں لکھا ہے کہ الٰہی پرستش و عبادت کے یہ ضابطے حصہ بہ حصہ ظاہر کِئے گئے۔ یہ عبادت و پرستش کے عارضی اور ابتدائی انتظامات تھے، جنہیں اِس مقصد کے تحت ایک ہی وقت میں دُنیا کے چاروں طرف متعارف نہیں کروایا گیا۔ اِس کے برعکس مسیح یسوع نے خدا کے قطعی الٰہی نظام کو مکمل طور پر ظاہر کیا۔ اِسی لئے مسیح کے ایک رسول یوحنا نے اپنے پہلے خط کے دوسرے باب کی آیت سات میں مسیح یسوع کے پیروکاروں کو بتایا، ”اَے عزیزو! مَیں تمہیں کوئی نیا حکم نہیں لکھتا بلکہ وہی پُرانا حکم جو شروع سے تمہیں مِلا ہے۔“ (۱۔یوحنا ۲:۷)

جب یسوع مسیح کے وسیلے سے ملنے والے مکاشفہ کی پہلی مرتبہ منادی کی گئی، تو یہ فرمایا گیا کہ "۔۔۔یہ وعدہ تم اور تمہاری اولاد اور اُن سب دُور کے لوگوں سے بھی ہے جن کو خداوند ہمارا خدا اپنے پاس بلائے گا۔" (اعمال ۲:۳۹)

صاف ظاہر ہے کہ اِس مکاشفے کی پہلی بار منادی کے بعد پیدا ہونے والی نسلوں کو فائدہ دینے کیلئے اِس میں کسی بھی قِسم کے اِضافے یا تبدیلی یا رد و بدل کی قطعی ضرورت نہ تھی۔ جب ہمیں یہ مکاشفہ مل گیا تو پھر ہمیں کسی "نئے حکم" کی ضرورت نہ رہی، کیونکہ پُرانا حکم جو ہمارے پاس شروع ہی سے ہے مکمل و کامل ہے۔ ظاہر ہے کہ کوئی بھی مذہبی نظام اِس مکاشفہ کو جو ہر زمانے اور ہر اِنسان کیلئے مسیح یسوع سے اُن کے رسولوں اور رسولوں سے ہم تک پہنچا ہے، بدلنے، اپنی مرضی کے مطابق ڈھالنے، تبدیل کرنے، اِس میں اضافہ کرنے یا اِس میں سے کچھ نکالنے کی کوشش کرے گا تو وہ بالکل غلط ہو گا۔ ایسے تبدیل شدہ نظام کو خدا کی خوشنودی حاصل نہیں ہو سکتی۔ صرف وہی جو پرانے "حکم" کی جو مسیح کے وسیلے سے ابتدا میں مِلا، قبول کر کے تابعداری کرتے ہیں، اور جِسے ہم نے مسیح یسوع کے وسیلے سے ملنے والی نجات کے سبب سے پایا، یہی خدا کو پسند و قبول ہے۔ مسیح کا رسول یوحنا لکھتا ہے، "اَے عزیزو! مَیں تمہیں کوئی نیا حکم نہیں لکھتا بلکہ وہی پرانا حکم جو شروع سے تمہیں ملا ہے۔ یہ پرانا حکم وہی کلام ہے جو تم نے سُنا ہے۔" (۱-یوحنا ۲:۷) لیکن اگلی ہی آیت میں وہ کہتا ہے، "پھر تمہیں ایک نیا حکم لکھتا ہوں اور یہ بات اُس پر اور تم پر صادق آتی ہے کیونکہ تاریکی مٹتی جاتی ہے اور حقیقی نور چمکنا شروع ہو گیا ہے۔" (۱-یوحنا ۲:۸)

یہاں جس جگہ یوحنا ''نئے حکم'' کا ذکر کرتا ہے اِس سے اُس کی مراد مسیح کے وہ الفاظ ہیں جو اُنہوں نے بُنیادی نئے حکم کی شکل میں اُن لوگوں کو دیئے جو خدا کو خوش رکھنا چاہتے ہیں۔ جب مسیح نے یہ خاص حکم دیا تو اُنہوں نے کہا، ''مَیں تمہیں ایک نیا حکم دیتا ہوں کہ ایک دوسرے سے محبت رکھو جیسے مَیں نے تم سے محبت رکھی تم بھی ایک دوسرے سے محبت رکھو۔ اگر آپس میں محبت رکھو گے تو اِس سے سب جانیں گے کہ تم میرے شاگرد ہو۔'' (یوحنا ۱۳: ۳۴)

جب مسیح نے ''نیا حکم'' کے الفاظ استعمال کِئے تو وہ اِن کا پہلے دیئے گئے موسیٰ کی شریعت کے احکامات سے مقابلہ کر رہا تھا۔ یوحنا نے جس وقت یہ خط لکھا ''نیا حکم'' مکمل مکاشفہ کا حِصہ تھا جو خدا کی بنی نوع اِنسان کیلئے مرضی یعنی جو ''پرانا حکم'' کہلاتا تھا، اِس کا ذکر آیت سات میں ہے۔ موسوی شریعت میں یہ حکم ہے کہ ایک دوسرے سے محبت رکھو، جیسا کہ لکھا ہے، ''۔۔۔اپنے ہمسایہ سے اپنی مانند محبت کرنا۔۔۔'' (احبار ۱۹: ۱۸)

اگرچہ پرانے عہدنامے میں پابندی یہ تھی کہ اِنسان اپنے ہمسائے سے محبت رکھے، لیکن اُس محبت کا معیار اپنی مانند محبت رکھنا تھا۔ اِس کے بالکل برعکس مسیح یسوع نے ایک نیا حکم دیتے ہوئے کہا، ''مَیں تمہیں ایک نیا حکم دیتا ہوں کہ ایک دوسرے سے محبت رکھو کہ جیسے مَیں نے تم سے محبت رکھی تم بھی ایک دوسرے سے محبت رکھو۔'' (یوحنا ۱۳: ۳۴)

مسیح کے دیئے ہوئے اِس حکم کے مطابق ہمیں بالکل اُسی طرح ایک دوسرے سے محبت رکھنا ہے جیسے مسیح نے ہم سے رکھی۔ جب ہم مسیح کی محبت کو

معیار بنا کر ایک دوسرے سے محبت رکھیں گے تو محبت اِنتہا کی بلندیوں کو چُھو لے گی۔ ہم جانتے ہیں کہ یہ محبت کا اعلیٰ ترین درجہ ہی ہے جیسا کہ لکھا ہے، "۔۔۔کسی نیک آدمی کیلئے کوئی اپنی جان تک دے دینے کی جرأت کرے۔" (رومیوں ۵:۷) لیکن مسیح نے اِس سے کہیں زیادہ کِیا یعنی، "۔۔۔جب ہم گناہگار ہی تھے تو مسیح ہماری خاطر مُؤا۔" (رومیوں ۵:۸) یوحنا رسول ہمیں بتاتا ہے کہ" پھر تمہیں ایک نیا حکم لکھتا ہوں اور یہ بات اُس پر اور تم پر صادق آتی ہے۔۔۔" (۱-یوحنا ۲:۸)

یہ ایک اَور پہلو ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ حکم نیا تھا۔ پہلی بات تو یہ کہ یہ حکم "اُس پر" نیا تھا، کیونکہ اُس نے اِس کو ہم پر ظاہر کِیا اور انسانی تاریخ میں پہلی مرتبہ اِس محبت کو عروج کے اعلیٰ ترین مقام پر لے گیا۔ دوسری بات یہ کہ یہ حکم "تم پر" یعنی مسیح کے پیروکاروں کیلئے نیا ہے۔ مسیح کی پیروی کرنے والی پہلی سماجی جماعت تھی جس نے ایک دوسرے کے ساتھ بہن بھائیوں والی محبت کا اعلیٰ ترین عملی نمونہ پیش کِیا، جیسا مسیح نے خود کر کے دکھایا اور دوسروں کو بھی کرنے کا حکم دیا تھا۔ اگرچہ یہ اُن میں سچ تھا، اعلیٰ ترین محبت کا یہ عملی نمونہ اُن میں کلیسیا کے شروع ہوتے ہی یونہی جاری رہا۔ اِسی لئے یوحنا نے جب یہ خط لکھا، اُس وقت مسیح کے پیروکاروں میں یہ کوئی انوکھی بات نہیں تھی۔ یوحنا آیت سات میں کہتا ہے کہ وہ کوئی "نیا حکم" نہیں لکھتا۔ اگلی آیت میں وہ کہتا ہے، "تاریکی مٹتی جاتی ہے اور حقیقی نور چمکنا شروع ہو گیا ہے۔" مسیح کے حکم کی تابعداری کرتے ہوئے اُس کے پیروکار آپس میں ایک دوسرے کے

ساتھ بہن بھائیوں والی اعلیٰ ترین محبت کا جو مظاہرہ کر رہے تھے، اُس کو دیکھتے ہوئے یوحنا رسول کہہ سکا کہ تاریکی مٹتی جاتی ہے اور "حقیقی نور چمکنا شروع ہو گیا ہے۔" اِس سے اُس کا مطلب یہ ہے کہ حقیقی نور اُن میں اور اُن کے ارد گرد چمک رہا ہے۔ وہ جو مسیح کی پیروی کرتے ہیں وہ اِس حقیقی نور کو خوش آمدید کہتے ہیں۔ وہ اِس سے منہ نہیں موڑتے اور نہ اِس کی مخالفت کرتے ہیں۔ یوحنا کی تاریکی سے مراد ہر وہ جھوٹ و دغا ہے جس سے نفرت و حقارت پیدا ہوتی ہے۔ نور وہ سچائی ہے جو محبت کے اعلیٰ ترین جذبے کو جنم دیتا ہے۔ یہ سچائی ہمیں بتاتی ہے کہ سب اِنسان خدا کی مخلوق ہیں، وہ اُن سب سے محبت رکھتا ہے، لیکن خدا اور اِنسان کے درمیان اِس محبت کا اصل دُشمن شیطان ہے، نہ کہ وہ جس نے ہمیں تکلیف دی یا دکھ دیا ہے۔

مسیح کے پیروکار آپس میں بہن بھائیوں والی لازوال محبت کا جو مظاہرہ کر رہے تھے وہ اُس اعلیٰ و افضل مکاشفہ کے سبب سے تھی جو خدا کی مرضی کے مطابق حقیقی نور ہے۔ مسیح کے پیروکار مکاشفہ کی سورج کی طرح چمکتی ہوئی روشنی میں رہتے ہیں۔ پہلے زمانے میں خدا نے اپنی سچائی اُتنی ہی تیزی سے نازل کی جتنی تیزی سے اِنسان اُسے لے سکتا تھا۔ اکثر اوقات خدا اپنا مکاشفہ بڑے صبر سے آہستہ آہستہ نازل کرتا ہے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ اِنسان سرکش و ضدی طبیعت کا مالک ہے۔ حقیقی نور چمک رہا تھا لیکن تاریکی مکمل طور پر ابھی مٹی نہ تھی۔ بد قسمتی سے ایسا اکثر آج بھی سچ ہے، لیکن نور آخر کار تاریکی پر غالب آئے گا۔ کیا آپ اُس حقیقی نور میں زندگی گزارنا چاہتے ہیں جو اُس وقت سے چمک رہا

کیا آپ اُس حقیقی نور میں زندگی گزارنا چاہتے ہیں جو اُس وقت سے چمک رہا ہے جب مسیح اِس دُنیا میں آیا؟

دسواں باب

نُور یا تاریکی میں چلنا

(۱-یوحنا ۲: ۹-۱۱)

ہم نے اپنے پچھلے پروگرام میں دیکھا کہ ہم کسی بھی مذہبی نظام کی سچائی کو کیسے پرکھ سکتے ہیں۔ آج کے پروگرام میں ہم خدا کے ساتھ اپنے ذاتی رشتے کا جائزہ لیں گے۔ اپنے پہلے عام خط کے دوسرے باب کی ۹ آیت میں مسیح کا خادم یوحنا ہمیں بتاتا ہے کہ ''جو کوئی یہ کہتا ہے کہ مَیں نور میں ہوں اور اپنے بھائی سے عداوت رکھتا ہے وہ ابھی تک تاریکی ہی میں ہے۔''

''مَیں نور میں ہوں'' اِن الفاظ سے یوحنا روحانی پختگی و مضبوطی کے تیسرے دعویٰ کے باضابطہ و جائز ہونے میں ہماری مدد کر رہا ہے۔ پہلا دعویٰ تھا کہ ''مَیں اُسے جان گیا ہوں'' (۱-یوحنا ۲: ۴)۔ دوسرا دعویٰ تھا کہ ''مَیں اُس میں قائم ہوں'' (۱-یوحنا ۲: ۶)۔ اور اَب تیسرا دعویٰ ہے کہ ''مَیں نور میں ہوں'' (۱-یوحنا ۲: ۹)۔

جیسا کہ ہم پہلے دیکھ چکے ہیں کہ نور، نفرت و عداوت کو ختم کر دیتا ہے، اور اگر نفرت ابھی تک ہمارے دِلوں میں جگہ بنائے ہوئے ہے تو پھر ہم نور میں نہیں ہیں۔ کیا ہم ابھی تک خاندانی، قبائلی، نسلی اور ذاتی نفرت و عداوت کے بے رحم پنجے میں جکڑے ہوئے ہیں؟ اگر ہمارا جواب ہاں میں ہے تو ہم

نے ابھی تک حقیقی نور کی چمک نہیں دیکھی۔ آیت ۹ اور ۱۰ میں ہمیں نور میں چلنے کا ایک روحانی اُصول و قائدہ اپنے بھائیوں سے محبت کی شکل میں دکھایا گیا ہے۔

ہم نے پچھلے پروگرام میں یوحنا کے پہلے عام خط کے پہلے باب کی ۶ آیت میں نور کی پوری طرح وضاحت دیکھی۔ اِس آیت میں ہمیں بتایا گیا کہ اگر ہم، ''تاریکی میں چلیں تو ہم جھوٹے ہیں اور حق پر عمل نہیں کرتے۔'' جس طرح تاریکی، نور کے برعکس، اُسی طرح جھوٹ سچ کے برعکس ہوتا ہے۔ لہذا اِس سے ہم یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ تاریکی، جھوٹ کو ظاہر کرتی ہے اور نور، سچ کو ظاہر کرتا ہے۔ یوحنا نے اِنجیل مقدس میں جِسے خدا نے اُسی کی معرفت لکھا، ہمیں بتایا کہ خدا کا کلام سچائی ہے (یوحنا ۱۷:۱۷)۔ خدا کے کلام، اور اُس کے پیغام کا کچھ حصہ اُس سچائی کے بارے میں ہے جو دوسرے لوگوں سے محبت و نفرت کی صورت میں ہم دِکھاتے ہیں۔ سچائی کا یہی وہ حصہ یہاں ہمارے لئے اِستعمال ہوا ہے تا کہ جان سکیں کہ ہم نور میں ہیں یا تاریکی میں۔

یوحنا اپنے پہلے عام خط کے دوسرے باب کی ۱۰ آیت میں کہتا ہے، ''جو کوئی اپنے بھائی سے محبت رکھتا ہے وہ نور میں رہتا ہے اور ٹھوکر نہیں کھانے کا۔'' یہ جملہ کہ وہ ''نور میں رہتا ہے'' نہایت اہم و ضروری ہے۔ کبھی کبھی نور میں رہنا کافی نہیں بلکہ ہمیں نور میں مستقل رہنا ہے۔ یہ ہمارا طرزِ زندگی، رہنے سہنے اور اُٹھنے بیٹھنے کا باقاعدہ حصہ ہونا چاہیے۔

جب اِنسان نور میں رہتا ہے تو پھر وہ ''ٹھوکر نہیں کھانے کا۔'' دوسرے بہن بھائیوں سے محبت رکھنے سے ایک مفید و فائدہ مند مثال پیدا ہوتی ہے، جس میں یہ محبت ہوتی ہے وہ نور میں رہتا ہے اور سچائی کی پیروی کرتا ہے۔ اگر ہم سچائی کی پیروی نہ کریں تو نہ صرف ہم اپنی ذات کو نقصان پہنچائیں گے بلکہ ہم اپنے بہن بھائیوں کے سامنے بھی ایک غلط نمونہ پیش کریں گے۔ اور اِس سے اُن کو ایک بہت بھاری نقصان ہونے کا اندیشہ ہو سکتا ہے۔ اور اِس کے برعکس وہ جو نور کو رد کر کے اپنے پڑوسی کے لئے ایک بُرا نمونہ پیش کرتا ہے، اِس بارے میں لکھا ہے، ''محبت اپنے پڑوسی سے بدی نہیں کرتی، اِس واسطے محبت شریعت کی تعمیل ہے۔'' (رومیوں ۱۳:۱۰)

اگر ہم نور میں نہ چلیں تو ممکن ہے کہ ہمارے نمونے سے دوسرے بھی نور کو رد کر دیں، اور یوں ہم دوسروں کیلئے ٹھوکر کا باعث بنیں۔ یہ ایک دوسرے سے بہن بھائیوں والی محبت کی کھلم کھلا خلاف ورزی ہو گی۔

یہ اہم بات ہر کسی کو جاننے کی ضرورت ہے کہ ''۔۔۔جو اپنے بھائی سے عداوت رکھتا ہے وہ تاریکی میں ہے اور تاریکی ہی میں چلتا ہے اور یہ نہیں جانتا کہ کہاں جاتا ہے کیونکہ تاریکی نے اُسکی آنکھیں اندھی کر دی ہیں۔'' (۱-یوحنا ۲:۱۱)

یہ جملہ کہ ''جو اپنے بھائی سے عداوت رکھتا ہے'' ہمارے سامنے ایک ڈر خوف سے بھرپور سچائی پیش کرتا ہے۔ یوحنا اِسی ایک سچائی کو مثبت اور منفی دونوں انداز و بیان سے ہمارے سامنے رکھتا ہے۔ ہم نے ابھی دیکھا کہ ''جو کوئی

اپنے بھائی سے محبت رکھتا ہے وہ نور میں رہتا ہے۔'' یہ اِس سچائی کا ایک مثبت پہلو ہے۔ دوسری طرف ''جو اپنے بھائی سے عداوت رکھتا ہے وہ تاریکی میں ہے۔'' یہ اِس سچائی کا ایک منفی پہلو ہے۔ اِن نہایت واضح اُصول و قواعد کے باوجود کیا ہم پورے طور پر اپنا جائزہ لے سکتے ہیں؟ یقیناً اِس کے لئے بہت زیادہ ایمانداری کی ضرورت ہے۔ ہمیں اپنی محبت کو بڑھا چڑھا کر پیش نہیں کرنا چاہیے، اور نہ ہی ہمیں اپنے دِل میں چھُپی نفرت سے کبھی اِنکار کرنا چاہیے۔

اگر کوئی شخص تاریکی ہی میں چلتا رہے تو تاریکی اُسے حد سے زیادہ نقصان پہنچاتی ہے۔ اِس حوالے سے یہ حقیقت صاف عیاں ہو جاتی ہے، ''تاریکی نے اُس کی آنکھیں اندھی کر دی ہیں۔'' اِس کا مطلب یہ ہوا کہ اپنے بھائی سے نفرت کے گناہ نے اُس شخص کی آنکھیں اندھی کر دی ہیں جس کے دِل میں نفرت کی چنگاری بھڑک رہی ہے۔ یہ صرف نفرت و عداوت کا گناہ ہی نہیں جو اندھا کر دیتا ہے بلکہ گناہ خواہ کسی بھی قِسم کا کیوں نہ ہو اُس کا انجام یہی ہے۔ یہ کہنا بالکل بجا ہو گا کہ گناہ ہمیشہ گناہ کا اِرتکاب کرنے والے کو اندھا کر دیتا ہے۔

ہم جب بھی سچائی کو رد کریں گے تو ہمارا اِنکار اور رد کرنا ہمیں اندھا کر دے گا کیونکہ ہم زندگی کی راہ میں سچائی کی مدد و سہارے کے بغیر اندھوں کی طرح ٹٹول ٹٹول کر چلیں گے۔ اگر اپنے بہن بھائیوں سے محبت رکھنے والی سچائی سے اِنکار کریں گے تو اِس کا اثر ہماری زندگی کے دوسرے پہلوؤں پر بھی پڑے گا۔ دوسرے بھائیوں سے محبت رکھنے کی اہم ترین سچائی و ذمہ داری کو رد

کرنے کی وجہ سے حق و سچائی کے دوسرے دروازے بھی ہم پر بند کر دیئے جائیں گے۔

پاک کلام میں لکھا ہے، ''۔۔۔اُنہوں نے حق کی محبت کو اِختیار نہ کِیا جس سے اُن کی نجات ہوتی۔ اِسی سبب سے خدا اُن کے پاس گمراہ کرنے والی تاثیر بھیجے گا تاکہ وہ جھوٹ کو سچ جانیں۔'' (۲۔تھسلنیکیوں۲:۱۰-۱۱، متی ۱۳:۱۰-۱۲)

اور پھر ہم اُس اندھے کی مانند بن جائیں گے جو ٹٹول ٹٹول کر اپنی راہ تلاش کرتا ہے۔ ہمیں کچھ پتہ نہیں چلے گا کہ ہم کہاں جا رہے ہیں اور کیا کر رہے ہیں۔ ایسی صورت میں ہم یقینی طور پر شیطان کے حملے سے بچ نہیں سکیں گے جو ہمیں مزید تاریکی و گمراہی میں دھکیلتا چلا جائے گا۔

نفرت و عداوت کی کئی شکلیں ہیں۔ جو لوگ بھری مارکیٹ، بازاروں، بسوں، ریل گاڑیوں، ہوائی جہازوں، عبادت گاہوں اور اِسی طرح کی دوسری جگہوں پر بم پھینک کر معصوم اِنسانوں کو بِلاامتیاز قتل ، معذور و اپاہج بنا دیتے ہیں، یہ نفرت و عداوت کی ہمارے سامنے زندہ مثال ہیں۔ بِلا شک و شبہ یہ لوگ نفرت و حقارت اور حسد و دُشمنی کے گہرے گھپ اندھرے میں چل رہے ہیں۔ لیکن بہت سے لوگ ایسے ہیں جو خدا کے ہاتھ سے بنے اپنے جیسے اِنسان سے اِتنے وسیع پیمانے پر نفرت و عداوت نہیں رکھتے کہ وہ بم پھینک کر قتل کر دیں یا اُنہیں معذور و اپاہج بنا دیں مگر پھر بھی دِل میں حسد و دُشمنی ضرور رکھتے ہیں۔ کسی ضرورت مند کی ضرورت کو پورا نہ کرنا، نفرت کی ایک مشہورِ عام شکل ہے۔

پاک کلام کی اِس چھوٹی سی کتاب میں آگے چل کر پوچھا گیا ہے کہ ''جس کسی کے پاس دُنیا کا مال ہو اور وہ اپنے بھائی کو محتاج دیکھ کر رحم کرنے میں دریغ کرے تو اُس میں خدا کی محبت کیونکر قائم رہ سکتی ہے؟'' (۱-یوحنا ۱۷:۳)

دِلوں میں حقیقی تبدیلی صرف اور صرف مسیح یسوع کو دِل میں جگہ دینے سے ہی آ سکتی ہے تا کہ ہم نفرت و عداوت نہیں بلکہ ہر کسی سے محبت و پیار کریں۔

گیارھواں باب

بچو، جوانو اور بُزرگو کے نام

(ا-یوحنا ۲:۱۲-۱۴)

ہماری مذہبی گہرائی و اُونچائی خواہ کتنی بھی کیوں نہ ہو خدائے بزرگ و برتر ہم سے ویسے ہی محبت رکھتا ہے، مگر پھر بھی خدا چاہتا ہے کہ ہم میں سے ہر ایک خدا کی قربت و پہچان میں ترقی کر کے اُس کا نہایت پختہ و مضبوط خادم بنے۔ مسیح کا رسول یوحنا اپنے پہلے عام خط میں ہماری مدد و راہنمائی کرتا ہے تاکہ ہم اپنی مذہبی گہرائی و اُونچائی کا جائزہ لے سکیں۔ وہ لکھتا ہے، ''اَے بچو! مَیں تمہیں اِس لئے لکھتا ہوں کہ اُس کے نام سے تمہارے گناہ مُعاف ہوئے۔ اَے بزرگو! مَیں تمہیں اِس لئے لکھتا ہوں کہ جو ابتدا سے ہے اُسے تم جان گئے ہو۔ اَے جوانو! مَیں تمہیں اِس لئے لکھتا ہوں کہ تم اُس شریر پر غالب آ گئے ہو۔ اَے لڑکو! مَیں نے تمہیں اِس لئے لکھا ہے کہ تم باپ کو جان گئے ہو۔ اَے بزرگو! مَیں نے تمہیں اِس لئے لکھا ہے کہ جو ابتدا سے ہے اُس کو تم جان گئے ہو۔ اَے جوانو! مَیں نے تمہیں اِس لئے لکھا ہے کہ تم مضبوط ہو اور خدا کا کلام تم میں قائم رہتا ہے، اور تم اُس شریر پر غالب آ گئے ہو۔'' (ا-یوحنا ۲:۱۲-۱۴)

جب یوحنا کہتا ہے کہ ''مَیں تمہیں اِس لئے لکھتا ہوں'' اِس سے اُس کی مراد یہ خط ہے جو وہ اُسی لمحے لکھ رہا تھا۔ لیکن جب آیت ۱۳ اور ۱۴ میں وہ کہتا ہے کہ'' مَیں نے تمہیں اِس لئے لکھا ہے''، وہ اُس تحریر کی طرف اشارہ کر رہا ہے جو وہ اُن کے نام پہلے لکھ چکا ہے۔ آیت ۱۲ اور ۱۴ میں زمانۂ حال اور زمانۂ ماضی کے اِسطرح آگے پیچھے اِستعمال سے مصنف یقینا ایک نمایاں فرق پیدا کرنا چاہتا ہے۔ اِس سے ہمیں اِس خط کے مصنف کے بارے میں بہت ہی واضح اور ٹھوس اشارہ ملتا ہے کہ یہ خط اُس شخص نے لکھا ہے جو اِس سے پہلے بھی لکھ چُکا ہے۔ زمانۂ ماضی کے اِستعمال سے شائد وہ چوتھی انجیل میں لکھی اپنی باتوں کی طرف اشارہ کر رہا ہے۔ اگر ہم اُس کے اِس خط کے اندازِ تحریر کا انجیل مقدس کی دوسری تحریروں سے مقابلہ کرنا چاہیں تو صرف یوحنا کی انجیل ہی ایسی ہے جو اِس سے ملتی جلتی ہے۔

لفظ ''اَے بچو'' دوسرے باب میں تین بار آیا ہے، یعنی آیت ۱، ۱۲، اور ۲۸ میں۔ اِن آیات میں یہ لفظ یونانی زبان کے لفظ ''ٹیکنین'' سے ترجمہ کِیا گیا ہے۔ آیت ۱۳ اور ۱۸ میں اِس سے ملتا جلتا لفظ ہے، جِس کا یونانی لفظ ''پیدایون'' کا اُردو میں لڑکو ترجمہ کِیا گیا ہے۔ یوحنا رسول بِلا شک و شبہ اِن دو لفظوں کو اِستعمال کر کے ایک نمایاں فرق ظاہر کر رہا ہے۔ لفظ لڑکو کا استعمال کر کے یوحنا رسول اُن سے مخاطب ہے جو ایمان میں ابھی نئے ہیں، اور جن سے اُس کا کوئی ذاتی رشتہ بھی نہیں۔ دوسری طرف جن کو یوحنا بچو کہہ کر مخاطب ہوتا ہے، لگتا ہے کہ اُس کا اُن سے ذاتی تعلق و رشتہ ہے۔ ایمانداروں کی یہ جماعت

بھی لڑکو کہلانے والی جماعت کی طرح مسیح یسوع پر ایمان لانے میں ابھی نئی تھی۔ شائد اُس کی ذاتی کوششوں سے یہ لوگ مسیح کی پہچان و ایمان تک پہنچے۔

لکھنے اور مخاطب کرنے کا یہ انداز ''اَے بچو'' یا '' اے لڑکو'' سے اُن کی عمر اور قد و قامت نہیں بلکہ اِس سے اُن کی مسیح کے ساتھ رفاقت و پیروی کی مدت کا پتہ چلتا ہے۔ اِن دو لفظوں کے اِستعمال سے یوحنا کے ذہن میں چھوٹے بچوں یا جوان لڑکوں کی عمر اور قد و قامت نہیں۔ یہ حقیقت اُس کے خط لکھنے سے ہی عیاں ہو جاتی ہے۔ ظاہر ہے کہ وہ چھوٹے بچوں کو یہ سب باتیں نہیں لکھ رہا۔ لہذا اِس میں شک و شبہ کی کوئی گنجائش نہیں کہ وہ لوگ اِس حد تک بالغ ضرور تھے کہ یا تو وہ خود اِس خط کو پڑھ سکتے یا کسی اَور کے پڑھ کر سنانے سے اِس کا مطلب بخوبی سمجھ سکتے۔

جیسا کہ ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں کہ لفظ لڑکو سے وہ لوگ مُراد ہیں جن کا ایمان ابھی نیا ہے اور جن سے لکھنے والے کا ذاتی تعلق و رشتہ نہیں۔ دوسری طرف جن کیلئے لفظ بچو اِستعمال ہوا، حالانکہ وہ بھی مسیح میں ایمان لانے میں ابھی نئے تھے مگر لکھنے والے کا اُن سے کسی حد تک تعلق و رشتہ ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ اُسی کی بدولت ایمانداروں کی یہ جماعت مسیح کی پہچان تک پہنچی۔ اور اِن سے مخاطب ہوتے ہوئے وہ کہتا ہے، ''اَے بچو! مَیں تمہیں اِس لئے لکھتا ہوں کہ اُس کے نام سے تمہارے گناہ معاف ہوئے۔'' (۱-یوحنا ۲:۱۲)

جب ایک شخص اپنے آپ کو مسیح کے حوالے کر دیتا ہے اور مسیح اُسے اپنا مان لیتا ہے تو اُس حالت میں وہ مسیح کے سائے تلے آ جاتا ہے، اور ایک

گناہگار کا مسیح کے ساتھ محبت و پیار سے بھرپور رشتہ قائم ہو جاتا ہے، اور خدا بھی اُس کی خطائیں اور قصور معاف کر دیتا ہے۔

دوسری طرف مسیح پر ایمان لانے والے نئے پیروکاروں سے جو یوحنا کی ذاتی کوششوں سے مسیح کی پہچان تک نہیں پہنچے، وہ کہتا ہے، ''اَے لڑکو! مَیں نے تمہیں اِس لئے لکھا ہے کہ تم باپ کو جان گئے ہو۔'' (۱-یوحنا ۲:۱۳)

مسیح یسوع نے ہمیں بڑی وضاحت و صفائی کے ساتھ بتایا ہے کہ صرف وہی ہے جو باپ یعنی خدا سے ہماری جان پہچان کروا سکتا ہے۔ اِس سلسلے میں مسیح نے فرمایا، ''۔۔۔کوئی باپ کو نہیں جانتا سِوا بیٹے کے اور اُس کے جس پر بیٹا اُسے ظاہر کرنا چاہے۔'' (متی ۱۱:۲۷)

یوحنا رسول مسیح کے اُن پیروکاروں کو جو عمر و ایمان میں پختہ ہیں ''بزرگ'' کہکر مخاطب ہوتا ہے، اور کہتا ہے کہ وہ اُنہیں اِس سے پہلے بھی خط لکھ چکا ہے، کیونکہ وہ اُسے جان گئے ہیں جو ابتدا سے ہے (۱-یوحنا ۲:۱۳-۱۴)۔ لگتا ہے کہ یہ لوگ مسیح کو ذاتی طور پر جانتے تھے۔ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ مسیحیت کے آغاز ہی میں مسیحی دین میں شامل ہو گئے تھے، اور اُنہوں نے خدا کے کلام کو جسم میں ظاہر ہوتے ہوئے دیکھا تھا۔

مسیح کے وہ پیروکار جو جسمانی اور روحانی طور پر مضبوط و طاقت ور تھے، یوحنا رسول کہتا ہے، ''اَے جوانو! مَیں تمہیں اِس لئے لکھتا ہوں کہ تم اُس شریر پر غالب آ گئے ہو۔'' (۱-یوحنا ۲:۱۳) اور یوحنا اُنہیں اپنے پچھلے پیغام کے بارے میں یاد دہانی کرواتے ہوئے کہتا ہے، ''اَے جوانو! مَیں نے تمہیں اِس

لئے لکھا ہے کہ تم مضبوط ہو اور خدا کا کلام تم میں قائم رہتا ہے، اور تم اُس شریر پر غالب آ گئے ہو۔" (۱-یوحنا ۲:۱۴)

جب اِنسان اپنی بھرپور جوانی کے عروج پر ہوتا ہے تو ہر خواہش مضبوط و طاقت ور ہوتی ہے۔ زندگی کا یہی وہ حصہ ہوتا ہے جب شیطان اُن کی جوان خواہشات کو شیطانی راستوں پر لگانے کی کوشش کرتا ہے۔ لیکن یہ مضبوط جوان مسیح کی اُس طاقت و قدرت کے وسیلے سے جو اُنہوں نے خدا کے کلام کو اپنے دلوں میں قائم رکھنے سے پائی، اُس شریر پر غالب آ گئے ہیں۔

یوحنا رسول کا مسیح پر ایمان رکھنے والے اِن تین مختلف جماعت کے لوگوں کو پیغام دینے کا مقصد یہ نہیں تھا کہ وہ کہیں اُن کی مسیح کے پیروکار کی حیثیت سے ترقی و مقام کو شک کی نظر سے دیکھتا تھا بلکہ وہ اُن کی مزید ترقی و پختگی کیلئے حوصلہ افزائی کرنا چاہتا تھا تا کہ وہ کہیں شریر کی آزمائشوں میں نہ پڑیں کیونکہ کوئی بھی اُن سے مکمل طور پر چھٹکارا نہیں پا سکتا تھا۔

جس طرح یوحنا رسول اُن لوگوں کو ترقی و پختگی کا مظاہرہ کرتے ہوئے دیکھنا چاہتا ہے جنہیں وہ یہ خط لکھ رہا ہے، اُسی طرح وہ ہمیں بھی مسلسل ترقی و مضبوطی کی طرف بڑھتے ہوئے دیکھنے کا آرزو مند ہے۔

یوحنا رسول کی یہ نصیحت و تنبیہ مسیح کے پیروکاروں کو خواہ وہ کسی بھی زمانے اور تاریخ کے کسی بھی حصے میں کیوں نہ ہوں، مجبور کرتی ہے کہ وہ نیکی و سچائی کے کام کریں اور مسیحی محبت کو اپنے دلوں میں قائم رکھیں۔

بارھواں باب

دُنیا یا خدا سے محبت

(۱-یوحنا ۲: ۱۵-۱۷)

ہم غیرجانب دار اور لاتعلق ماحول میں نہیں رہتے بلکہ ہمارے ارد گرد یعنی ہمارے رہنے سہنے کی جگہ بہت سے اثرات ہیں جو ہماری زندگی کو متاثر کرتے ہیں۔ اِس کا مطلب یہ ہوا کہ ہماری زندگی کے روحانی اور اخلاقی پہلوؤں پر ممکن ہے کہ صرف خدا ہی ہماری اولین پسند اور ہمارا مرکز نہیں بلکہ دُنیا میں اَور بہت سی دلکش چیزیں ہیں جو ہمیں اپنی طرف کھینچتی ہیں۔ لیکن ہمیں یہ سوچنا ضرور ہے کہ دُنیا کی دلکشی اور رنگینی میں کھو کر کہیں ہم خدا کو تو نہیں بھول بیٹھے؟

یہ ایک ایسی خطرناک حالت ہے جو ہم پر دُنیا کے کسی بھی کونے میں غالب آ سکتی ہے، اور خدا کو ماننے والا ہر ایماندار جانتا ہے کہ خدا ہی ہے جس نے ہمیں ایسی غیریقینی اور غیر مستحکم حالت میں رکھا ہے۔ اکثر اوقات ہم سوچنے پر مجبور ہو جاتے ہیں کہ خدا ہمارے ارد گرد اپنی ہی مخالف دلکشی و رنگینی کی خطرناک حالت کیوں پیدا ہونے دیتا ہے جو خدا سے ہمارے پیار اور وفاداری میں رکاوٹ بن کر ہمیں اپنے خالق و مالک سے دُور کر سکتی ہے۔ اِس کا جواب یہ ہے کہ اگر ہم خدا کی خدمت کرنا چاہتے ہیں تو وہ ہمیں ایسی ہی خطرناک، طاقت ور اور بہلانے پھسلانے والی حالت سے گزارتا ہے، ہمیں کبھی نہیں بھولنا

کہ ہم خدا کی خدمت اپنی مرضی و پسند سے کرتے ہیں، نہ کے اِس لئے کہ ہمارے اردگرد کے ماحول اور ہمارے حالات کے سامنے اِس کے علاوہ کوئی اَور رستہ یا چارہ ہے ہی نہیں۔

دھوکے سے بہلا پھسلا کر خدا سے دُور کرنے والی خطرناک آزمائشیں ہمارے سامنے بے شمار شکلوں میں جلوہ گر ہوتی ہیں، لیکن بنیادی طور پر یہ صرف تین حِصوں پر مشتمل ہوتی ہیں۔ خدا سے وفاداری قائم رکھنے کی کوشش میں کامیاب ہونے کیلیئے ہمارے لئے اِن بنیادی آزمائشوں کو جاننا نہایت ضروری ہے۔ مسیح کے رسول یوحنا نے اپنے عام خط میں دُنیا کی خطرناک رنگینیوں اور خواہشوں کی پہچان کیلیئے بیش بہا عقل و دانش دی ہے۔ خدا کی روح کی تحریک سے اُس نے لکھا، ''نہ دُنیا سے محبت رکھو نہ اُن چیزوں سے جو دُنیا میں ہیں۔ جو کوئی دُنیا سے محبت رکھتا ہے اُس میں باپ کی محبت نہیں، کیونکہ جو کچھ دُنیا میں ہے یعنی جسم کی خواہش اور آنکھوں کی خواہش اور زندگی کی شیخی وہ باپ کی طرف سے نہیں بلکہ دُنیا کی طرف سے ہے۔ دُنیا اور اُس کی خواہش دونوں مٹتی جاتی ہیں لیکن جو خدا کی مرضی پر چلتا ہے وہ ابد تک قائم رہے گا۔'' (۱-یوحنا ۲:۱۵-۱۷)

آپ نے دیکھا کہ اِن آیات میں ہمیں نصیحت کی گئی ہے کہ ہم ''دُنیا سے محبت نہ رکھیں'' مسیح کے رسولوں نے اپنی تحریر میں جِسے ہم نیا عہدنامہ یا انجیلِ مقدس کہتے ہیں، لفظ ''دُنیا'' کئی معنوں میں اِستعمال ہوا ہے۔ بعض اوقات یہ لفظ دُنیا کی تخلیق یا پیدایش کے طور پر استعمال کِیا گیا ہے، جیسا کہ یوحنا کی انجیل ۱۷ باب اُسکی ۵ آیت میں ذکر ہے۔ بعض اوقات یہ لفظ دُنیا میں رہنے

والی مخلوق یا رہنے والوں کیلئے استعمال ہوا ہے، جیسا کہ اِس مشہور آیت میں ذکر کِیا گیا ہے، ''۔۔۔خدا نے دُنیا سے ایسی محبت رکھی کہ اُس نے اپنا اِکلوتا بیٹا بخش دیا تاکہ جو کوئی اُس پر ایمان لائے ہلاک نہ ہو بلکہ ہمیشہ کی زندگی پائے۔'' (یوحنا ۱۶:۳)

بہر حال بائبل مقدس میں بہت مرتبہ اِس کا ذکر اِسی انداز سے کِیا گیا ہے جیسے ہمارے زیرِ مطالعہ بیان میں: اخلاقیات کی رو سے معاشرے کا وہ اخلاقی اور سماجی معیار جو خدا کے خلاف چلنے کی ترغیب دیتا ہے۔

''دُنیا سے محبت نہ رکھو'' یہ ایک عالمگیر ممانعت ہے، یا یوں کہہ لیں کہ ایک ایسی نصیحت و تنبیہ ہے جو دنیا بھر میں جانی پہچانی جاتی ہے۔ یہ ہم اِس لئے جانتے ہیں کہ ہر شخص کو کسی نہ کسی موقع پر اِس نصیحت و تنبیہ کا سامنا ضرور کرنا پڑتا ہے۔ لہذا اِس کا مطلب یہ ہوا کہ ہر اِنسان خواہ وہ کوئی بھی کیوں نہ ہو، اگر دُنیا سے محبت رکھے گا تو وہ خدا سے محبت نہیں رکھ سکتا۔ دُنیا کا مخالفِ خدا، اخلاقی اور سماجی کلچر بڑے ہی دلکش اور بہلانے پھسلانے والی شکل میں موجود ہوتا ہے، اور عین ممکن ہے ہم میں سے کوئی نادانی اور ناسمجھی سے گمراہی و برگشتگی کا شکار ہو کر حلقۂ گناہ میں جا پہنچے۔

دُنیا کی دلکشی و رنگینی کا یہ جال خواہ کسی بھی شکل میں کیوں نہ ہو، اِس سے صرف تین بنیادی تصور یا خیال پیدا ہوتے ہیں۔

نمبر۱، جسم کی خواہش۔

نمبر۲، آنکھوں کی خواہش۔

نمبر۳، زندگی کی شیخی۔

''جسم کی خواہش'' سے مراد ذہنی یا جسمانی طور پر شہوانی خواہشات کی تابعداری کرنا ہے۔ یہ وہ خواہش ہے جو جسم کی پیاس بجھانے کو اِسقدر اہمیت دیتی ہے کہ خدا کی دی ہوئی ساری حدیں اور ضبطِ نفس کے تمام ضابطے ٹوٹ جاتے ہیں۔ جسم کی خواہش میں حرامکاری، زناکاری، ذہنی پراگندگی اور شہوت پرستی اُبھارنے کے تمام طریقے شامل ہیں۔

''آنکھوں کی خواہش'' سے مراد ''لالچ و ہوس'' ہے، جس کا مقصد مال و دولت اپنے قبضے میں کر کے تسلی و خوشی پانا ہے۔

''دُنیا کی شیخی'' سے مراد ''شان و رتبہ'' بڑھانا ہے، جیسے کوئی خطاب یا شجرۂ نسب، اپنی ذات یا نسل، بڑے لوگوں سے خاندانی مراسم اور تعلقات اور بڑے بڑے عہدوں اور حیثیت کے بارے میں شیخی مارنا۔

یہ تینوں تصور یا خیال بالکل غلط ہیں، کیونکہ نہ تو اِن کا تعلق خدا سے اور نہ ہی یہ کسی کو خدا کی طرف لے کر ہی جاتے ہیں بلکہ اِن سے اِنسان، راستباز اور نیک مقاصد و تصورات سے بالکل محروم ہو جاتا ہے۔

یہ غلط اور خراب تصور و خیال ''باپ (یعنی خدا) کی طرف سے نہیں بلکہ دُنیا کی طرف سے ہے۔''

جیسا کہ شروع سے آخر تک پاک صحائف میں ''خدا'' کو ''باپ'' کہکر مخاطب کِیا گیا ہے، کیونکہ وہی ہے جس نے ہمیں زندگی بخشی ہے، وہی ہے جو ہماری حفاظت و نگہبانی کرتا ہے اور وہی ہے جو ہم بھٹکے ہوؤں کو ڈھونڈ کر سچائی

ہماری حفاظت و نگہبانی کرتا ہے اور وہی ہے جو ہم بھٹکے ہوؤں کو ڈھونڈ کر سچائی کی طرف لے چلتا ہے۔

اِس کے برعکس جسم کی خواہش، آنکھوں کی خواہش اور دُنیا کی شیخی کا مرکز و سرچشمہ خدا باپ نہیں ہے۔ یہ مخالفِ خدا دھوکہ اور فریب دُنیا سے نکلتا ہے۔ یہ اجتماعی نام ہے سماجی، سیاسی اور ذاتی تصور و خیالات کا۔ یہی بگڑے ہوئے تصور و خیالات اِنسان کے لطف و مزے۔ اُسکی خود پسندی، جسمانی خواہش اور منزلِ مقصود کو خدا سے کہیں زیادہ اعلیٰ و افضل بنا دیتے ہیں۔ لہٰذا اِس کا مطلب یہ ہوا کہ اُن کے نزدیک ''دُنیا'' ایک جھوٹا خدا ہے، جو چاہتا ہے کہ ہم اُس کی تابعداری کریں، حالانکہ وہ خدا ہے جو ہماری وفاداری اور تابعدای کا مستحق ہے۔

ظاہر ہے کہ سچا خدا جھوٹے خدا کو ہرگز برداشت نہیں کرے گا، اور ایک دِن ایسا آئے گا کہ ہر جھوٹا خدا نیست و نابود ہو جائے گا۔ اِسی لئے لکھا ہے کہ ''دُنیا اور اُس کی خواہش مٹتی جاتی ہیں لیکن جو خدا کی مرضی پر چلتا ہے وہ ابد تک قائم رہے گا۔''

لیکن جھوٹا خدا جس کو سچا خدا ''دُنیا'' کہتا ہے، بہت زیادہ دلکش و رنگین ہے۔ ہم میں سے کوئی بھی خود سے اِتنا مضبوط و طاقت ور نہیں کہ اِس زور آور بت پرستی پر غالب آ سکے، ہاں، صرف ایک مسیح یسوع ہے جس نے ہر آزمائش پر فتح پائی، اور وہی ہے جو ہماری شخصیت کو تبدیل کر کے ''دُنیا'' اور اُس کے بگڑے ہوئے تصور و خیالات کو ہم سے دُور کر سکتا ہے۔ صرف مسیح یسوع ہے جو

ہمیں اخلاقی اور روحانی طاقت سے مالا مال کر سکتا ہے تا کہ ہم اُن کے درمیان فتح و کامرانی سے رہ سکیں جو ہمیں بہلا پھسلا کر ''دُنیا'' کے تصور و خیالات میں الجھانا چاہتے ہیں۔

تیرھواں باب

اخیر وقت اور مخالفِ مسیح

(ا-یوحنا ۲:۱۵-۱۷)

ہم میں سے ہر ایک کیلئے نہایت ضروری ہے کہ ہم اِنسانی تاریخ میں اپنی جگہ، مقام اور وقت کو سمجھنے کی کوشش کریں، اور یہ سمجھ ہمیں صرف الٰہی مکاشفہ ہی سے حاصل ہو سکتی ہے۔ خدا نے مسیح کے رسول یوحنا کو اِستعمال کِیا ہے کہ وہ ہماری مدد و راہنمائی کرے تاکہ ہم تاریخ میں اپنی جگہ اور مقام کو سمجھ سکیں۔ وہ پاک کلام میں لکھتا ہے، ''اَے لڑکو! یہ اخیر وقت ہے اور جیسا کہ تم نے سُنا ہے کہ مخالفِ مسیح آنے والا ہے، اُس کے موافق اَب بھی بہت سے مخالفِ مسیح پیدا ہو گئے ہیں۔ اِس سے ہم جانتے ہیں کہ یہ اخیر وقت ہے۔'' (ا-یوحنا ۲:۱۸)

اپنے اِس بیان میں یوحنا رسول ''اَے لڑکو'' ''اَے بچو'' اور ''اَے بزرگو'' کہہکر نمایاں فرق پیدا نہیں کر رہا جیسا کہ اُس نے ۲ باب کی آیت ۱۲ سے ۱۴ میں کِیا۔ یہاں وہ ایک عام انداز اختیار کرتے ہوئے مسیح کے تمام پیروکاروں کو ''اَے لڑکو'' کہہکر مخاطب ہوتا ہے۔

یوحنا رسول، مسیح کے پیروکاروں کو یاد دلاتا ہے کہ وہ ''مخالفِ مسیح'' کے بارے میں پہلے ہی سُن چکے ہیں۔ مخالفِ مسیح سے مراد وہ ہستی ہے جو حقیقی مسیح

کی مخالفت کرتی ہے۔ وہ اپنے آپ کو حقیقی مسیح ظاہر کر کے حقیقی مسیح کی مخالفت کرتی ہے۔ ''وہ ہے جو دھوکے و فریب سے مسیح کی طرح بننے اور جعلسازی سے وہی کچھ کرنے کی کوشش کرتا ہے جو مسیح کرتا تھا۔''

بائبل مقدس میں لفظ ''مخالفِ مسیح'' صرف اِسی ایک بیان میں اِستعمال ہوا ہے، لیکن کئی سال پہلے خدا نے پولس رسول کو اِستعمال کِیا کہ وہ دوسرے لفظوں کے ذریعہ اِسی تصور کو بیان کرے۔ پولس رسول مخالفِ مسیح کو ''گناہ کا شخص یعنی ہلاکت کا فرزند'' کہتا ہے ''۔۔۔جو مخالفت کرتا ہے اور ہر ایک سے جو خدا یا معبود کہلاتا ہے اپنے آپ کو بڑا ٹھہراتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ خدا کے مقدس میں بیٹھکر اپنے آپ کو خدا ظاہر کرتا ہے۔'' (۲۔تھسلنیکیوں ۲:۳۔۴)

اُس کی ''۔۔۔آمد شیطان کی تاثیر کے موافق ہر طرح کی جھوٹی قدرت اور نشانوں اور عجیب کاموں کے ساتھ، اور ہلاک ہونے والوں کے لئے ناراستی کے ہر طرح کے دھوکے کے ساتھ ہو گی، اِس واسطے کہ اُنہوں نے حق کی محبت کو اِختیار نہ کِیا جس سے اُن کی نجات ہوتی۔'' (۲۔تھسلنیکیوں ۲:۹۔۱۰)

پولس رسول کے پیغام ہی کو سُن کر اُن لوگوں کو مخالفِ مسیح کے بارے میں معلوم ہوا جنہیں یوحنا رسول

یہ الہامی خط لکھ رہا ہے۔

تھسلنیکے میں رہنے والے مسیح کے پیروکاروں کو پیغام دیتے ہوئے پولس رسول واضح طور پر کہتا ہے کہ جب حقیقی مسیح دُنیا کی عدالت کرنے دوسری بار آئے گا تو وہ مخالفِ مسیح کو نیست و نابود کر کے دُنیا کی تاریخ ہمیشہ ہمیشہ کیلئے

بند کر دے گا۔ اِس کا مطلب یہ ہوا کہ مسیح کے جن پیروکاروں کے نام یہ خط لکھا گیا اُس کے بعد آئندہ کو اِنسانی تاریخ میں تاریخی وقت و زمانے نہ رہیں گے۔ لیکن یوحنا ہمیں یاد کرواتا ہے کہ جس زمانے میں ہم رہ رہے ہیں وہ اخیر وقت، اخیر زمانہ یا تاریخ کا آخری باب ہے جو بند ہونے کو ہے۔ تاریخ کا یہ زمانہ یا باب پاک صحائف میں ''آخری دِن'' بھی کہلاتا ہے (اعمال ۲:۱۷)۔

کیونکہ یہ ''اخیر وقت ہے'' لہذا یہ اِنسانی تاریخ میں انتہائی عروج کا زمانہ ہے۔ اِنسانی تاریخ کا یہ زمانہ اپنی انتہا کو اُس وقت پہنچا جب مسیح یسوع کی بیت لحم میں پیدائش ہوئی، اور اِس زمانے کا خاتمہ اُس وقت ہو گا جب مسیح دُنیا کی عدالت کرنے دوبارہ آئے گا۔

یوحنا رسول ہمیں بتاتا ہے کہ اصلی مخالفِ مسیح ابھی ظاہر نہیں ہوا، بلکہ آئے گا۔ لیکن اُس کے یہ الہامی خط لکھنے کے وقت بہت سے ''مخالفِ مسیح پیدا ہو گئے ہیں۔'' (۱-یوحنا ۲:۱۸)

وہ زور دیتے ہوئے کہتا ہے کہ ''بہت سے مخالفِ مسیح'' کی موجودگی ہی اصلی مخالفِ مسیح کا پیش خیمہ ہے۔ یوحنا ہمیں بتانے کی کوشش کرتا ہے کہ ہم اِنسانی تاریخ کے اُسی زمانے اور وقت میں رہتے ہیں جس میں مخالفِ مسیح یعنی گناہ کا شخص ظاہر ہو گا۔ اِس کا مطلب یہ ہوا کہ ہم تاریخ کے اُس آخری اور فائنل زمانے اور وقت میں رہتے ہیں جس کا خاتمہ مسیح کے فتح و کامرانی کے ساتھ دُنیا میں آنے سے ہو گا۔

خدا کی طاقت و قدرت سے یوحنا رسول، مسیح کے پیروکاروں کو نہ صرف بہت سے مخالفِ مسیح کی موجودگی کی خبر دیتا ہے بلکہ وہ اُن کے نکلنے کے اسباب کی بھی نشاندہی کرتا ہے۔ وہ لکھتا ہے، ''وہ نکلے تو ہم ہی میں سے مگر ہم میں سے تھے نہیں۔ اِس لئے کہ اگر ہم میں سے ہوتے تو ہمارے ساتھ رہتے، لیکن نکل اِس لئے گئے کہ یہ ظاہر ہو کہ وہ سب ہم میں سے نہیں ہیں۔'' (۱۔یوحنا ۱۹:۲)

یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے مسیح کے پیروکاروں کی رفاقت و میل جول کو چھوڑ دیا۔ اُنہوں نے اپنے آپ کو مسیح کے پیروکاروں کی رفاقت و سنگت سے اِس لئے دُور کر لیا کیونکہ بُنیادی طور پر اُن کے ایمان و تابعداری میں مطابقت و ہم آہنگی نہ تھی جس کا اظہار اِن الفاظ سے واضح طور پر ہو جاتا ہے کہ ''وہ ہم میں سے نہیں ہیں۔'' اور اُن کے الگ اور دُور ہونے کی وجہ یہ تھی کہ مسیح کی جماعت کے ساتھ صاف دِلی سے وہ کبھی چل ہی نہ سکے۔

''ہم میں سے'' یہ الفاظ پڑھکر ہی اِس بات کا اندازہ ہو جاتا ہے کہ مسیح کے پیروکار کِس قدر متحد و یک دِل تھے، اور یہ اتحاد و یک دِلی ''ہم میں سے'' جیسے الفاظ کو جنم دیتی ہے۔ بُنیادی مطابقت و ہم آہنگی کا ہونا لازم و ضروری ہے، کیونکہ اِس کے بغیر تفرقے اور جدائیاں ہر صورت پیدا ہوتی ہیں۔ اور یہ بھی ضروری نہیں کہ مطابقت و ہم آہنگی رکھنے کے باوجود ہم خود بخود باہمی اتحاد و یگانگت کی بھر پور منزل کو پا لیں، مگر محبت و بھائی چارے سے ایسا ہو بھی سکتا ہے۔

جس قِسم کا اتحاد و بھائی چارہ الفاظ ''ہم میں سے'' ظاہر ہوتا ہے۔ ایسی رفاقت و یگانگت کی راہ میں نااتفاقی اور ناموافق حالات پیدا کرنے والی کوئی بھی چیز نہیں آ سکتی۔ یوحنا رسول جب لفظ ''ہم'' استعمال کرتا ہے تو اِس سے اُس کی مراد کون لوگ ہیں، اور باہمی آہنگی اور مطابقت کی بنیادی وجہ یا سبب کیا ہے جس سے ''ہم'' بنتا اور پھلتا پھولتا ہے؟ وہ کیا چیز ہے جو ''ہم'' کو ایک ساتھ، بنیادی طور پر ایک جماعت کی صورت میں جوڑے رکھتی ہے؟ باب تین کی پہلی آیت میں یوحنا رسول واضح طور پر اپنے سمیت اُن لوگوں کی نشاندہی کرتا ہے جن کو وہ ''ہم'' کہتا ہے، ''دیکھو باپ نے ہم سے کیسی محبت کی ہے کہ ہم خدا کے فرزند کہلائے اور ہم ہیں بھی۔ دُنیا ہمیں اِس لئے نہیں جانتی کہ اُس نے اُسے بھی نہیں جانا۔'' (۱-یوحنا ۳:۱)

اِس کا مطلب یہ ہوا کہ ''ہم'' سے مراد وہ لوگ ہیں جو خدا کے فرزند کہلاتے ہیں۔ مسیح کے پیروکاروں کے باہمی اتحاد و یگانگت کی بنیاد ایک نیا وجود اور ایک نئی زندگی ہے جو اُن کو رُوحانی عمل یعنی نئی پیدائش کی شکل میں ملتی ہے۔ اِسے آپ نئے سِرے سے پیدا ہونا بھی کہہ سکتے ہیں۔ لہذا اِس کا مطلب یہ بھی ہے کہ مسیح کے پیروکاروں میں اتحاد و اتفاق سب کا ایک ہی باپ ہونے کے سبب سے پھلتا پھولتا ہے۔ اِسی لئے سب کے سب خدا کے خاندان کے ایک فرد بن جاتے ہیں۔

بُنیادی دُشمنی و مخالفت خدا اور دُنیا کے بیچ میں ہے۔ مسیح کا سچا اور حقیقی پیروکار دُنیا کو چھوڑ چکا ہے، کیونکہ اب وہ مسیح میں ایک ''نیا مخلوق ہے۔ پرانی

بُنیادی دشمنی و مخالفت خدا اور دُنیا کے بیچ میں ہے۔ مسیح کا سچا اور حقیقی پیروکار دُنیا کو چھوڑ چکا ہے، کیونکہ اب وہ مسیح میں ایک ''نیا مخلوق ہے۔ پرانی چیزیں جاتی رہیں۔'' (۲-کرنتھیوں ۵:۱۷)

چودھواں باب

مَسح کِیا جانا

(۱۔یوحنا ۲:۲۰۔۲۸)

پچھلے پروگرام میں یوحنا رسول نے ہمیں اپنے پہلے اِلہامی خط میں جھوٹے مسیحیوں سے خبردار رہنے کی تلقین کی جو لوگوں کو بہلا پھسلا کر گمراہی و برگشتگی میں لے جاتے ہیں۔ اِس اطلاع و تلقین کے بعد یوحنا رسول مسیح کے سچے پیروکاروں کو یاد دلاتا ہے کہ جب اُنہوں نے اپنی زندگی مسیح کو دینے کا فیصلہ کِیا تو اُن کو خدا کی طرف سے مَسح کِیا گیا تاکہ وہ جھوٹے مسیحیوں کے بارے میں، اور خاص طور پر حقیقی مسیح کے بارے میں سچائی جان سکیں۔ وہ لکھتا ہے، ''اور تم کو اُس قدوس کی طرف سے مَسح کِیا گیا ہے اور تم سب کچھ جانتے ہو۔ مَیں نے تمہیں اِس لئے نہیں لکھا کہ تم سچائی کو نہیں جانتے بلکہ اِس لئے کہ تم اُسے جانتے ہو اور اِس لئے کہ کوئی جھوٹ سچائی کی طرف سے نہیں ہے۔'' (۱۔یوحنا ۲:۲۰۔۲۲)

یوحنا رسول یہاں واضح طور پر کہتا ہے کہ وہ مَسح جس کے وسیلے سے مسیح کے پیروکار ''سچائی کو جانتے'' ہیں، وہ صرف ''قدوس'' کی طرف سے اُن کو حاصل ہوا۔ بِلا شک و شبہ ''قدوس'' سے یہاں مراد خدا ہے۔ ''قدوس'' خدا کے ناموں میں ایک نام ہے (یسعیاہ ۵:۱۶)۔

وہ لوگ جو اپنے آپ کو مسیح کا پیروکار بننے کیلئے وقف کر دیتے ہیں، اُن کے مَسح ہونے کے عمل و اثر میں خودبخود مسیح کی سچائی کے بارے میں ابتدائی تعلیم شامل ہوتی ہے۔ اور جب مسیح کے پیروکار کو جھوٹی تعلیم کے خطرے کا سامنا کرنا پڑتا ہے تو اُنہیں نصیحت و ہدایت ہوتی ہے کہ وہ راہنمائی و مدد کیلئے اُس بنیادی تعلیم کی طرف نظریں جمائے رکھیں جو اُنہوں نے شروع میں حاصل کی۔

مسیح کے بارے میں وہ ابتدائی تعلیم (''جو وہ سن چکے ہیں'') جسے مسیح کا پیروکار بننے والے ہر شخص کو حاصل کرنا ہوتا ہے، ہمیں زندگی بھر ہر طرح کی بدعتی اور جھوٹی تعلیم و تصورات سے محفوظ رکھتی ہے، بشرطیکہ مَسح کا عمل و اثر ہمارے اندر قائم رہے۔ پھر ہمیں معلوم ہو جائے گا کہ جھوٹا کون ہے، پھر ہمیں پتہ چلے گا کہ ''کون جھوٹا ہے سوا اُس کے جو یسوع کے مسیح ہونے کا اِنکار کرتا ہے۔'' (۱-یوحنا ۲:۲۲)

یوحنا رسول ہمیں بتاتا ہے کہ ''جو تم نے شروع سے سنا ہے اگر وہ تم میں قائم رہے تو تم بھی بیٹے اور باپ میں قائم رہو گے۔'' (۱-یوحنا ۲:۲۴)

لفظ باپ جو یہاں استعمال ہوا ہے اُس سے مراد خدا ہے، اور جب بھی خدا کیلئے لفظ باپ استعمال ہوتا ہے تو اِس میں باپ کے پدرانہ رشتے کا وہ تصور و خیال ہرگز شامل نہیں جو دُنیا میں اِنسانی شادی سے پیدا ہوتا ہے، بلکہ خدا کو باپ کہہکر اِس لئے مخاطب کِیا جاتا ہے کہ خدا اِنسانی زندگی کا منبع و سرچشمہ ہے اور وہی ہے جو زندگی بھر ہماری مدد، راہنمائی و پرورش کرتا ہے۔

مسیح یسوع کے دیگر ناموں میں ایک نام بیٹا ہے، جس سے اُس کا خدا سے رشتہ ظاہر ہوتا ہے۔ یہ نام نہ صرف خدا اور مسیح کے درمیان محبت و پیار بھرے رشتہ کا اظہار کرتا ہے بلکہ اِس سے مسیح اور خدا کے درمیان اتحاد و اتفاق کا بھی پتہ چلتا ہے۔ اِس کے علاوہ یہ رشتہ مسیح کی فرمانبرداری و تابعداری کو بھی ظاہر کرتا ہے جو اُس نے خدا سے تعلق و رشتے کی بِنا پر قبول کی۔ پاک کلام میں لکھا ہے کہ مسیح کی خدا سے فرمانبرداری و تابعداری اُس کی خود اِنکاری، حلیمی و فروتنی کا نتیجہ تھی، جیسا کہ لکھا ہے کہ ''ویسا ہی مزاج رکھو جیسا مسیح یسوع کا بھی تھا۔ اُس نے اگرچہ خدا کی صورت پر تھا خدا کے برابر ہونے کو قبضہ میں رکھنے کی چیز نہ سمجھا، بلکہ اپنے آپ کو خالی کر دیا اور خادم کی صورت اختیار کی اور اِنسانوں کے مشابہ ہو گیا۔'' (فلپیوں ۲:۵-۷)

اگر کوئی مسیح کا انکار کرتا ہے تو اُسے اپنے آپ کو خدا سے بھی دُور کرنا پڑے گا۔ اِسی لئے پاک کلام میں لکھا ہے، ''جو کوئی بیٹے کا اِنکار کرتا ہے اُس کے پاس باپ بھی نہیں۔ جو بیٹے کا اِقرار کرتا ہے اُس کے پاس باپ بھی ہے۔'' (۱-یوحنا ۲:۲۳)

مسیح کے ہر پیروکار کو سُن کر مَسح حاصل ہوتا ہے۔ یوحنا رسول کہتا ہے، ''جو تم نے شروع سے سُنا ہے وہی تم میں قائم رہے۔'' (۱-یوحنا ۲:۲۴)

مسیح کے ہر پیروکار نے جو بُنیادی پیغام سُنا، یہی ہے کہ حقیقت میں مسیح ہے کون۔ ہر ایک شخص جو مسیح کا پیروکار ہے، مسیح کی پیروی شروع کرنے سے پہلے یہ بنیادی پیغام ضرور سُنتا ہے۔ اور مسیح کے بارے میں اِس ابتدائی بنیادی

پیغام کا حتمی نتیجہ وہ ابدی برکت ہے جس کے ہم حقدار بن جاتے ہیں۔ یہی وہ ابدی برکت ہے جس کی طرف یوحنا رسول آیت ۲۵ میں اشارہ کر رہا ہے۔ لکھا ہے، ''اور جس کا اُس نے ہم سے وعدہ کِیا وہ ہمیشہ کی زندگی ہے۔'' (ا۔یوحنا ۲۵:۲)

یوحنا رسول کِس وعدے کی طرف اشارہ کر رہا ہے؟ بِلا شک و شبہ اگلی ہی آیت میں اُس وعدے کا ذکر ہے جس کے ساتھ ایک شرط بھی ہے، اور وہ شرط یہ ہے کہ ''اگر وہ تم میں قائم رہے تو۔۔۔''

جن لوگوں کے دِل میں مسیح کے بارے میں وہ بنیادی پیغام جو اُنہوں نے شروع سے سُنا قائم و دائم رہے تو اُن کے لئے ایک زبردست اُمیدِ کامل ہے یعنی، ''تم بھی بیٹے اور باپ میں قائم رہو گے۔''

یہاں آیت ۲۵ میں یوحنا رسول بیٹے اور باپ میں قائم رہنے کی اہمیت کو سمجھنے اور جاننے کے لئے ہماری مدد و راہنمائی کر رہا ہے، جس کا آخرِ کار نتیجہ ''ہمیشہ کی زندگی ہے۔''

مسیح کا ہر پیروکار جس کے اندر یہ ابتدائی مَسح سکونت کرتا ہے، وہ محتاج نہیں کہ اُسے ''کوئی تمہیں سکھائے بلکہ وہ مَسح جو اُس کی طرف سے کِیا گیا تمہیں سب باتیں سکھاتا ہے اور سچا ہے اور جھوٹا نہیں ۔'' (ا۔یوحنا ۲۷:۲)

مسیح کے پیروکار میں اِس تعلیم کا نتیجہ مسیح میں قائم و دائم رہنے سے نکلتا ہے۔ ''مَسح جو اُس کی طرف سے کِیا گیا'' سے مراد شروع کا وہ پیغام ہے جس کو سُن کر ہم نے خدا کو جانا اور پہچانا، اور وہ پیغام ہے کہ یسوع ناصری ''زندہ خدا

سُن کر ہم نے خدا کو جانا اور پہچانا، اور وہ پیغام ہے کہ یسوع ناصری ''زندہ خدا کا بیٹا مسیح ہے۔'' (متی ۱۶:۱۶)

شروع کا ابتدائی پیغام جو مَسح کہلاتا ہے، ایک نہایت بنیادی تحفہ ہے۔ جس کے وسیلے خدا نے ہر اُس شخص سے مسیح کی ابتدائی پہچان کروائی جو مسیح کا پیروکار بننا چاہتا ہے۔ جونہی کوئی یہ بنیادی تعلیم قبول کرتا ہے تو یہ سمجھ و حکمت سچ جھوٹ کو تولنے کا ایک ترازو بن جاتی ہے جس سے ہم ہر نئ تعلیم کی پرکھ و پہچان کر سکتے ہیں۔ مسیح کے پیروکار کی زندگی میں یہ مَسح ایک اہم کردار ادا کرتا ہے کیونکہ یہ ''سچا ہے اور جھوٹا نہیں۔'' (۱-یوحنا ۲:۲۷)

اور اگر کوئی تعلیم مسیح کے بارے میں شروع کے اِس بنیادی دستور و اعلان سے مطابقت نہیں رکھتی تو یقینا وہ تعلیم جھوٹ پر مبنی ہے۔ لازم ہے کہ مسیح کا پیروکار ''سب باتیں'' یعنی ہر نئ تعلیم اور ہر نیا تصور و خیال اِس لازوال دستور و اعلان کی روشنی میں پرکھے۔

ہر شخص جو اِس بنیادی اور ابتدائی مَسح کو راہنما بنا کر ضروری ہدایت پانا چاہے گا، اُسے معلوم ہو گا ''جس طرح اُس نے تمہیں سکھایا اُسی طرح تم اُس میں قائم رہتے ہو۔'' (۱-یوحنا ۲:۲۷)

مَسح کِئے جانے سے جو تعلیم لوگوں کو ملتی ہے اُسی کے سبب سے وہ ساری زندگی وفادار و تابعدار رہتے ہیں۔ ہر کوئی جو مسیح میں قائم و دائم رہتا ہے، اپنے آپ کو اُس اہم ترین دِن کیلئے تیار کرتا ہے جب مسیح دُنیا کا اِنصاف کرنے آئے گا۔ اور جو اُس میں قائم رہیں گے، اُنہیں دلیری ہو گی اور اُسکے آنے پر

آ ئے گا۔ اور جو اُس میں قائم رہیں گے، اُنہیں دلیری ہو گی اور اُسکے آنے پر شرمندہ نہ ہوں گے (ا-یوحنا ۲:۲۸)۔

ہم زندگی میں کسی بھی چیز کا انتخاب کیوں نہ کریں، اُس سے ہمیں اِتنی دلیری ضرور ہونی چاہیے کہ جب مسیح دُنیا میں آئے اور ہمیں اپنی حضوری میں بلائے تو ہم اُس کے سامنے شرمندگی محسوس نہ کریں۔ اور اگر آپ شرمندگی سے بچنے اور دلیری سے مسیح کا سامنا کرنا چاہتے ہیں تو ہمارا اگلا پروگرام سننا مت بھولیئے گا۔

پندرھواں باب

شخصی کِردار و سیرت

(ا-یوحنا ۲:۲۹-۳:۵)

اِنسان کے ایمان اور اُس کے طرزِ زندگی میں ایک گہرا رشتہ ہے، دونوں ایک دوسرے کے لئے لازم و ملزوم ہیں۔ یہ حقیقت یوحنا رسول کے اِس بیان سے بالکل واضح ہو جاتی ہے، ''اگر تم جانتے ہو کہ وہ راستباز ہے تو یہ بھی جانتے ہو کہ جو کوئی راستبازی کے کام کرتا ہے وہ اُس سے پیدا ہوا ہے۔'' (ا-یوحنا ۲:۲۹)

اپنے اِلہامی خط کے دوسرے باب کے شروع ہی میں یوحنا رسول پڑھنے والوں کو یاد دِلاتا ہے کہ '' یسوع مسیح راستباز'' ہے۔ ا-یوحنا ۲:۱)۔ اور اگر وہ راستباز ہے تو ہر وہ شخص جس میں وہ اپنی نئی زندگی ڈالتا ہے، اور جو اُس سے پیدا ہوا ہے، وہ بھی اُسی کی طرح راستبازی کے کام کرے گا۔ یہ کھلی حقیقت ہماری اُس وقت مدد و راہنمائی کرے گی جب کبھی ہم مسیح کی تعلیم دینے والے کے پیغام کی صحت و سچائی کو پرکھنے کی کوشش کریں گے۔ ہر اصولی یا نظریاتی کمزوری اور پستی کا اثر اِنسان کے طرزِ زندگی پر پڑتا ہے۔ اگر کسی کے اندر یسوع مسیح راستباز نے اپنی زندگی ڈالی ہے تو وہ اپنے رہنے سہنے اور اُٹھنے بیٹھنے سے اپنی نئی زندگی کو اُجاگر کرے گا۔

خدا کی طرف سے عطا کردہ نئی زندگی کا یہ تحفہ ایک ایسا نیا رشتہ وتعلق ہے جس کے دو پہلو ہیں۔ پہلا یہ کہ ہمارا خدا سے ایک نیا رشتہ قائم ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ مسیح کا رسول یوحنا کہتا ہے، ''دیکھو باپ نے ہم سے کیسی محبت کی ہے کہ ہم خدا کے فرزند کہلائے اور ہم ہیں بھی۔ دُنیا ہمیں اِس لئے نہیں جانتی کہ اُس نے اُسے بھی نہیں جانا۔'' (۱-یوحنا ۳:۱)

ہم جو مسیح کے پیروکار ہیں خدا کے فرزند ہیں، اِس لئے کہ ہم دوبارہ نئے سِرے سے پیدا ہوئے ہیں۔ جس طرح ہماری جسمانی پیدائش نے ہمیں جسمانی یعنی دُنیاوی باپ کی سیرت و کردار دیا ہے اُسی طرح ہماری دوسری پیدائش نے ہمیں رُوحانی یعنی آسمانی باپ کی صفات و خوبیاں دی ہیں۔ لہذا اگر ہم خدا کے فرزند ہیں تو ہمارے اندر رُوحانی یعنی آسمانی باپ کی فطرت و طبیعت ضرور شامل ہو گی۔

اگر کوئی دعویٰ کرتا ہے کہ مَیں خدا کا فرزند ہوں تو اُس کے اِس دعویٰ کا عملی امتحان دو باتوں سے لیا جا سکتا ہے۔ نمبرا ، اُس کی راستباز زندگی سے، کیونکہ خدا کے فرزندوں میں خدا کی سیرت و کردار ہونا چاہیے، اور یہ سیرت و کردار ایسا ہو جس میں گناہ کا نام و نشان نہ ہو۔ جیسا کہ لکھا ہے، ''اِسی سے خدا کے فرزند اور ابلیس کے فرزند ظاہر ہوتے ہیں۔ جو کوئی راستبازی کے کام نہیں کرتا وہ خدا سے نہیں اور وہ بھی نہیں جو اپنے بھائی سے محبت نہیں رکھتا۔'' (۱-یوحنا ۳:۱۰)

نمبر۲، نئی زندگی اور نئی پیدائش جو خدا، مسیح کے وسیلے سے دیتا ہے اُس کا نتیجہ ایک نئے اور اکثر خطرناک سماجی رشتہ میں نکلتا ہے۔ اِس کا مطلب یہ ہوا کہ ہر وہ اِنسان جو اپنے اندر الٰہی صفات و خوبیاں رکھتا ہے، اُس کو مشکل و دُشوار حالات سے گزرنا پڑے گا، اِسی لئے یوحنا کہتا ہے، ''دُنیا ہمیں اِس لئے نہیں جانتی کہ اُس نے اُسے بھی نہیں جانا۔''

ناراستی کو راستی سے اور بُرائی کو اچھائی سے نفرت ہے۔ مثال کے طور پر مسیح یسوع نے اپنے اُن بھائیوں کو جو ابھی اُس پر ایمان نہیں لائے تھے فرمایا، ''دُنیا تم سے عداوت نہیں رکھ سکتی لیکن مجھ سے رکھتی ہے کیونکہ مَیں اُس پر گواہی دیتا ہوں کہ اُس کے کام بُرے ہیں۔'' (یوحنا ۷:۷)

بنی نوع اِنسان کے رشتہ و تعلق میں یہ عداوت و نفرت اِنسانی تاریخ کے آغاز ہی سے چلی آ رہی ہے۔ قائن نے اپنے بھائی ہابل کا قتل بھی اِسی نفرت و عداوت کی بِنا پر کِیا، ''۔۔۔اِس واسطے کہ اُس کے کام بُرے تھے اور اُس کے بھائی کے کام راستی کے تھے۔'' (۱۔یوحنا ۳:۱۲) زبور کی کتاب میں اِسی بارے میں لکھا ہے، ''شریر صادق کی تاک میں رہتا ہے اور اُسے قتل کرنا چاہتا ہے۔'' (زبور ۳۷:۳۲)

نئی زندگی اور نئی پیدائش جو خدا نے مسیح یسوع پر ایمان لانے والوں کو دی ہے، اُس کا نتیجہ نہ صرف خدا اور معاشرے کے ساتھ ایک نئے تعلق و رشتہ کی صورت میں نکلتا ہے بلکہ اِس سے نئی اُمید اور نئی توقعات بھی پیدا ہوتی ہیں۔ مسیح کا رسول یوحنا کہتا ہے، ''عزیزو! ہم اِس وقت خدا کے فرزند ہیں اور

ابھی تک یہ ظاہر نہیں ہوا کہ ہم کیا کچھ ہوں گے۔ اِتنا جانتے ہیں کہ جب وہ ظاہر ہو گا تو ہم بھی اُس کی مانند ہوں گے کیونکہ اُس کو ویسا ہی دیکھیں گے جیسا وہ ہے۔'' (۱-یوحنا ۳:۲)

خدا کا فرزند کہلانا ایک عظیم ترین اعزاز ہے، اور ہم میں سے کوئی بھی اِس اعلیٰ وفضل اعزار و رتبہ کو کم تر نہ سمجھے جو خدائے بزرگ و برتر نے ہمیں بخشا ہے، کیونکہ جیسا کہ پولس رسول کہتا ہے، ''۔۔۔خدا نے مجھے مسیح یسوع میں اُوپر بُلایا ہے۔'' (فلپیوں ۳:۱۴)

یہ ایک اعلیٰ ترین مرتبہ و مقام ہے جس پر خدائے برحق نے ہمیں بٹھایا ہے۔ لکھا ہے، ''ادنیٰ بھائی اپنے اعلیٰ مرتبہ پر فخر کرے۔'' (یعقوب ۱:۹)

خدا کی بے شمار برکات میں سے یہ ایک اَور برکت ہے جو اُس کی طرف سے ہمیں ملی ہے۔ پولس رسول کہتا ہے، ''ہمارے خداوند یسوع مسیح کے خدا اور باپ کی حمد ہو جس نے ہم کو مسیح میں آسمانی مقاموں پر ہر طرح کی رُوحانی برکت بخشی۔'' (افسیوں ۱:۳)

اِس مقام و رتبہ کی بدولت ہم آزادانہ اپنے باپ یعنی خدا کے جلالی تخت کے سامنے حاضر ہو سکتے ہیں۔ اِس سے ہماری نگہبانی، حفاظت اور پرورش ہوتی ہے، اور ہم آسمان کی بادشاہی کے وارث بن گئے ہیں۔ اِسی لئے پاک کلام میں لکھا ہے، ''۔۔۔کیا خدا نے اِس جہان کے غریبوں کو ایمان میں دولتمند اور اُس بادشاہی کے وارث ہونے کے لئے برگزیدہ نہیں کِیا جِس کا اُس نے اپنے محبت کرنے والوں سے وعدہ کِیا ہے؟'' (یعقوب ۲:۵)

لیکن ابھی تک ہمارا آخری اور حتمی مستقبل ظاہر نہیں ہوا، مگر یہ ٹھوس اور واضح حقیقت ہے کہ جب مسیح ظاہر ہو گا تو ہم اُس کی مانند ہوں گے۔ وہ ہماری اُمید کی چٹان ہے۔

''۔۔۔جب وہ ظاہر ہو گا تو ہم بھی اُس کی مانند ہوں گے کیونکہ اُس کو ویسا ہی دیکھیں گے جیسا وہ ہے۔'' (۱-یوحنا ۳:۲) ہم اپنی موجودہ حالت میں اِس قابل نہیں کہ اُسے دیکھ سکیں۔ اِسی لئے یوحنا رسول لکھتا ہے، ''خدا کو کبھی کسی نے نہیں دیکھا۔۔۔'' (۱-یوحنا ۴:۱۲) مگر پھر بھی ہم ''اُس کو ویسا ہی دیکھیں گے جیسا وہ ہے۔'' اِس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ہم ایک نمایاں تبدیلی کے مرحلے سے گزریں گے، اور وہ تبدیلی اِسقدر نمایاں اور بھرپور ہو گی کہ ''ہم بھی اُس کی مانند ہوں گے''۔

یوحنا نے جب اپنے اِس اِلہامی خط کے یہ الفاظ لکھے، اُس نے مسیح یسوع کو اپنے پورے جلال اور شان و شوکت کے ساتھ ابھی نہیں دیکھا تھا، اور نہ ہی اُنہوں نے مسیح کی پوری جلالی شان کو دیکھا تھا جن کے نام اُس نے اپنا یہ خط لکھا۔ صرف اُس وقت جب ہم مُردوں میں زندہ ہو کر اُس کی مانند تبدیل ہو جائیں گے تو فتح و کامرانی کے گیت گاتے ہوئے اُسے ویسا ہی دیکھیں گے جیسا وہ ہے۔

ہمارے اندر اِس نمایاں تبدیلی کی اُمید و آرزو کہ ہم در حقیقت خدا کو دیکھیں گے، ہماری زندگی میں ایک اَور فائدے کا باعث بنتی ہے۔ یوحنا رسول کہتا ہے، ''اور جو کوئی اُس سے یہ اُمید رکھتا ہے اپنے آپ کو ویسا ہی پاک کرتا ہے

ہے، ’’اور جو کوئی اُس سے یہ اُمید رکھتا ہے اپنے آپ کو ویسا ہی پاک کرتا ہے جیسا وہ پاک ہے۔‘‘ (۱۔یوحنا ۳:۳)

یہ ایک اَور فائدہ کیا ہے؟ اُمید۔ لکھا ہے، ’’جو کوئی اُس سے یہ اُمید رکھتا ہے۔۔۔‘‘ مگر سوال یہ ہے کہ کون سی اُمید؟ اُس نمایاں تبدیلی کی اُمید جس کی بدولت ہم اُس کی مانند ہو جائیں گے۔

اِس اُمید کے ساتھ مسیح کے ہر پیروکار کی زندگی میں اخلاقی اور اصولی نتائج ہیں جن کا اُسے ہر حالت میں سامنا کرنا پڑے گا یعنی، ’’۔۔۔اپنے آپ کو ویسا ہی پاک کرتا ہے جیسا وہ پاک ہے۔‘‘

اگر ہم دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم خدا کے فرزند ہیں تو پھر ہم اپنا مقابلہ خدا کے فرزند مسیح کے ساتھ کر سکتے ہیں کیونکہ ہمارے اندر بھی وہی خاندانی صفات و خوبیاں اور سیرت و کردار ہے جو اِسقدر شدت کے ساتھ مسیح میں نظر آتا تھا۔ اِس اِلہامی خط میں یسوع کو ’’یسوع مسیح راستباز‘‘ کہا گیا ہے (۱۔یوحنا ۱:۲)۔ کردار کی یہی خوبی اور صفت ۳ باب کی ۵ آیت میں یوں بیان کی گئی ہے، ’’۔۔۔اُس کی ذات میں گناہ نہیں۔‘‘

اَب سوال یہ ہے کہ اگر خدا کے ساتھ مسیح اور ہمارا پدرانہ رشتہ و تعلق ہے تو یہ افضل و اعلیٰ ترین خاندانی صفات و خوبیاں اور سیرت و کردار خودبخود ہمارے اندر بھی ظاہر ہو گا۔

خدا کا فرزند اپنی عادت سے مجبور جان بوجھ کر کبھی خدا کے ضابطۂ اخلاق کی خلاف ورزی نہیں کرے گا۔ لیکن، ’’جو کوئی گناہ کرتا ہے وہ شرع کی

خدا کا فرزند اپنی عادت سے مجبور جان بوجھ کر کبھی خدا کے ضابطۂِ اخلاق کی خلاف ورزی نہیں کرے گا۔ لیکن، ''جو کوئی گناہ کرتا ہے وہ شرع کی مخالفت کرتا ہے اور گناہ شرع کی مخالفت ہی ہے۔'' (۱۔یوحنا ۳:۴)

مسیح کے پیروکار خدا کی تابعداری کرنا چاہتے ہیں کیونکہ ہر پیروکار جانتا ہے کہ ''۔۔۔وہ اِس لئے ظاہر ہوا تھا کہ گناہوں کو اُٹھا لے جائے اور اُس کی ذات میں گناہ نہیں۔'' (۱۔یوحنا ۳:۵)

ہماری یہ خواہش و آرزو کہ ''اُس کی مانند ہوں'' اُس وقت تک پایۂ تکمیل تک نہیں پہنچ سکتی جب تک ہم گناہ کے بغیر زندگی گزارنا نہ سیکھ لیں، کیونکہ مسیح گناہ اُٹھا لے جانے آیا تھا، اور اُس کی ذات میں گناہ نہیں تو ہماری ذات بھی گناہ سے بالکل خالی ہونی چاہیے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ ''ہمیں اُس چیز میں شامل نہیں ہونا جس سے وہ ہمیں چھڑانے آیا ہے۔'' بلکہ پاک کلام میں پطرس رسول، مسیح کے حوالے سے لکھتا ہے، ''۔۔۔پاک ہو اِس لئے کہ مَیں پاک ہوں۔'' (۱۔پطرس ۱:۱۶)

''۔۔۔اُس کی ذات میں گناہ نہیں۔'' مسیح کی گناہ پر مکمل فتح کی بدولت ہی۔ اِس اِلہامی خط میں اُسے، ''یسوع مسیح راستباز'' کا نام دیا گیا ہے (۱۔یوحنا ۲:۱)۔

گناہ سے مکمل طور پر دُوری اور پاکیزگی و معصُومیت ہی کی وجہ سے وہ اِس قابل ہوا کہ ''ہمارے گناہوں کا کفارہ'' ادا کر سکے (۱۔یوحنا ۲:۲)۔

کیا آپ بھی چاہتے ہیں کہ مسیح آپ کے گناہوں کا کفارہ ادا کر کے آپ کی زندگی راستبازی اور پاکیزگی سے بھر دے؟

سولھواں باب

گناہ پر فتح

(۱-یوحنا ۳:۶-۱۰)

کیا کوئی ایسا راستہ ہے جس پر چل کر ہم اپنی خواہش کے مطابق اپنے فعل و عمل کو قابو میں رکھتے ہوئے مُقدس و پاکیزہ زندگی گزار سکیں؟ خوش قسمتی سے مسیح یسوع نے ہم سب کو وہ سیدھا راستہ دکھایا ہے جس پر گامزن ہو کر ہم اپنی منزل کے اِس اہم ترین مقام تک پہنچ سکتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ''جو کوئی اُس میں (یعنی مسیح میں) قائم رہتا ہے وہ گناہ نہیں کرتا۔ جو کوئی گناہ کرتا ہے نہ اُس نے اُسے دیکھا ہے اور نہ جانا ہے۔'' (۱-یوحنا ۳:۶)

چلیئے آج آپ کو گناہ پر فتح پانے کا اہم ترین راز بتاتے ہیں! جو کوئی مسیح میں قائم رہتا ہے وہ گناہ نہیں کرتا۔ اِس آیت سے صاف واضح ہو جاتا ہے کہ جو شخص خدا کا فرزند ہونے کا دعویٰ کرتا ہے مگر گناہ کرتا رہتا ہے، اُس نے ابھی تک مسیح کی ذرا سی جھلک بھی نہیں دیکھی۔ اِس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ خدا کے سچے اور حقیقی فرزند نے مسیح کو کسی نہ کسی حد تک دیکھا ہے۔ ۳ باب کی ۲ آیت کی روشنی میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ مسیح کو دیکھنے سے مُراد اُس کے بارے میں فہم و فراست رکھنا ہے۔

اَب جو کوئی مسلسل گناہ کرتا رہتا ہے اُس نے درحقیقت مسیح کو دیکھا ہی نہیں، بلکہ یہ کہنا زیادہ مناسب ہو گا کہ اُس نے اُسے ابھی تک جانا ہی نہیں۔ لگتا ہے کہ جاننے میں عقل و سمجھ کا جو گہرا ترین معیار ہے وہ فہم و فراست کے اُس معیار میں نہیں جو الفاظ ''نہ اُس نے اُسے دیکھا ہے'' میں ہے۔

گناہ پر فتح بذاتِ خود ہمارے روزمرہ کے فعل و عمل سے ظاہر ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ لکھا ہے کہ ''اَے بچو! کسی کے فریب میں نہ آنا۔ جو راستبازی کے کام کرتا ہے وہی اُس کی طرح راستباز ہے۔'' (۱-یوحنا ۳:۷)

یوحنا رسول کے اِلہامی خط کے یہ الفاظ کہ ''کسی کے فریب میں نہ آنا'' ہمیں صاف صاف اشارہ دیتے ہیں کہ مسیح کے پیروکاروں میں جھوٹے استاد بڑی سرگرمی سے اپنا کام دِکھا رہے ہیں۔ اِسی لئے یہ خط لکھا گیا کہ اُن کو دھوکے بازوں کے مکر و فریب اور جھوٹی تعلیم سے محفوظ رکھا جائے۔ '' ظاہر ہے کہ یہ جھوٹے استاد یہ تعلیم پھیلا رہے تھے کہ آدمی بُرے کام کرنے کے باوجود راستباز ٹھہرایا جا سکتا ہے،'' لیکن یوحنا رسول کے یہ الفاظ کہ ''جو راستبازی کے کام کرتا ہے وہی اُس کی طرح راستباز ہے،'' ایک ایسا تیز دھار والا اصول ہے جو جھوٹی و فریبی تعلیم و تصور کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیتا ہے، اور واضح طور پر کہتا ہے کہ ایک راستباز کی صفت و خوبیاں اور سیرت و کردار صرف راستبازی کے کام کرنے سے ظاہر ہوتا ہے۔

جس طرح مسیح کی راستبازی اُس کی زندگی کے راستباز کاموں سے خود بخود ظاہر ہو گئی، اُسی طرح ہماری راستبازی بھی ہمارے راستباز کاموں سے

نمایاں ہونی چاہیے۔ ہمارے ہر فعل و عمل سے راستبازی نظر آنی چاہیے، جیسا وہ پاک و راستباز ہے۔

اِنسان کے طرزِ زندگی سے اُس کی رُوحانی تابعداری و ذمہ داری کی سچائی کا پتہ چل جاتا ہے کہ وہ مسیح کے تابع ہو یا شیطان کے۔ اِس لئے ہمیں بتایا گیا ہے کہ ''جو شخص گناہ کرتا ہے وہ ابلیس سے ہے کیونکہ ابلیس شروع ہی سے گناہ کرتا رہا ہے۔ خدا کا بیٹا اِسی لئے ظاہر ہوا تھا کہ ابلیس کے کاموں کو مٹائے۔'' (۱-یوحنا ۳:۸)

یوحنا رسول نے ہمیں دکھایا ہے کہ مسیح کے پیروکار خدا سے اپنا پدرانہ تعلق ظاہر کرتے ہیں جب وہ اپنے بڑے بھائی یسوع مسیح راستباز کی طرح زندگی بسر کرتے ہیں۔ لیکن جو گناہ ''کرتا'' ہے وہ بھی اپنے پدرانہ تعلق کو ظاہر کرتا ہے، کہ ''وہ ابلیس (یعنی شیطان) سے ہے۔''

شیطان کوئی ہمیشہ رہنے والی ابدی ہستی نہیں ہے۔ یقیناً اُس کا آغاز تو تھا، جو اِس بیان سے بالکل واضح ہو جاتا ہے، ''ابلیس شروع ہی سے گناہ کرتا رہا ہے۔'' اِس میں کوئی شک و شبہ نہیں کہ خدا نے شیطان کو تخلیق کِیا، لیکن خدا نے شیطان کی شکل میں کوئی گناہ آلودہ ہستی پیدا نہیں کی تھی۔ شیطان، شیطان تب بنا جب اُس نے اپنی آزادانہ مرضی کا غلط اِستعمال کِیا۔ اِسی واسطے اُس کو اکثر گرا ہوا بھی کہتے ہیں۔ (لوقا ۱۰:۱۷-۲۰)

اگر وہ تخلیق کے وقت ہی سے شیطان ہوتا تو کبھی آسمان کے جاہ و جلال سے نیچے نہ گرتا، کیونکہ ایسی صورت میں اُس کی جگہ آسمان پر ہو ہی نہیں

سکتی تھی۔ لیکن یہاں جو ''شروع ہی سے'' کا اِستعمال کِیا گیا ہے اِس سے مُراد خدا کے خلاف اُس کی باغیانہ روش کا آغاز ہے۔ ابلیس یعنی شیطان کی یہ باغیانہ روش کامیاب نہیں ہو گی کیونکہ ''خدا کا بیٹا اِسی لئے ظاہر ہوا تھا کہ ابلیس کے کاموں کو مٹائے۔'' (۱-یوحنا ۳:۸)

لگتا ہے کہ یوحنا رسول اُن دو بیانات کا نچوڑ پیش کرتا ہے جو شیطان پر فتح پانے کیلئے مسیح یسوع نے دیئے۔ پہلا بیان وہ ہے جو یوحنا نے بذاتِ خود چوتھی انجیل میں قلمبند کِیا ہے۔ مسیح نے فرمایا، ''۔۔۔دُنیا کا سردار مجرم ٹھہرایا گیا ہے۔'' (یوحنا ۱۱:۱۶)

دوسرا بیان وہ ہے جو مرقس نے اپنی انجیل میں مسیح کے حوالے سے قلمبند کِیا، ''لیکن کوئی آدمی کسی زور آور کے گھر میں گھس کر اُس کے اسباب کو لوٹ نہیں سکتا جب تک وہ پہلے اُس زور آور کو نہ باندھ لے۔ تب اُس کا گھر لوٹ لے گا۔'' (مرقس ۳:۲۷) زور آور سے یہاں شیطان مراد ہے۔

مسیح یسوع نے یہاں صاف طور پر واضح کِیا ہے کہ اُس نے شیطان کو باندھ دیا ہے، اور بہت مرتبہ اُسکا گھر لوٹ لیا ہے۔

جب خدا، مسیح یسوع کے وسیلے سے نئی زندگی دیتا ہے تو وہ رُوحانی بیج یا تخم سے اِس کی نشو و نما کرتا ہے۔ مسیح کے پیروکار کی ساری زندگی یہ رُوحانی بیج یا تخم اُس کی نشو و نما کرتا اور اُسے قوت و طاقت بخشتا ہے کہ وہ گناہ پر فتح پا سکے۔ پاک کلام میں لکھا ہے، ''جو کوئی خدا سے پیدا ہوا ہے وہ گناہ نہیں کرتا کیونکہ اُس کا تخم اُس میں بنا رہتا ہے بلکہ وہ گناہ کر ہی نہیں سکتا کیونکہ خدا سے

کیونکہ اُس کا تخم اُس میں بنا رہتا ہے بلکہ وہ گناہ کر ہی نہیں سکتا کیونکہ خدا سے پیدا ہوا ہے۔'' (۱۔یوحنا ۹:۳)

جو خدا سے پیدا ہوا ہے اُس میں نہ صرف رُوحانی بیج یا تخم ظاہر ہو گا بلکہ جس نے اِس رُوحانی بیج کو اپنے اندر جگہ دی وہ زندگی کی نشو و نما کا بھی باعث بنے گا۔ رُوحانی بیج یا تخم خدا کا کلام ہے، اور جو شخص الٰہی کلام کو اپنے اندر جگہ دیتا ہے اور چاہتا ہے کہ اِس سے نئی زندگی وجود میں آئے، اُس کو اخلاقی طور پر بڑے فائدے حاصل ہوتے ہیں، کیونکہ لکھا ہے کہ ''جو کوئی خدا سے پیدا ہوا ہے وہ گناہ نہیں کرتا۔''

اُس شخص کو اخلاقی طور پر فائدے اِس لئے حاصل ہوں گے، ''کیونکہ اُس کا تخم اُس میں بنا رہتا ہے۔'' خدا کے پاک کلام کی طاقت، اور رُوحانی بیج یا تخم کے فائدے اُس شخص میں ظاہر نہیں ہوں گے جو صرف اِسے سرسری طور پر سُنتا ہے، لیکن صرف وہی یہ طاقت اور فائدہ حاصل کرے گا جس میں زندگی سے بھرپور کلام پورے طور پر جگہ بناتا ہے، اور جو اِسے اپنے اندر کام کرنے دیتا ہے۔

رُوحانی بیج یا تخم جو اِنسان کے اندر رہ کر کام کرتا ہے اُس کے نتائج مستقل اور پائدار ہیں، اور جس شخص میں یہ بیج اور تخم اپنی پکی جگہ بنا لیتا ہے وہ ''گناہ کر ہی نہیں سکتا کیونکہ خدا سے پیدا ہوا ہے۔''

یوحنا رسول ''یہ تعلیم نہیں دیتا کہ خدا کا فرزند یا بچہ کامل اور گناہ سے بالکل پاک ہے، اور اُسے خدا کے ساتھ چلنے کیلئے محتاط ہونے یا نصیحت و تنبیہ کی

ضرورت نہیں۔ ''بچہ'' ایک ایسا لفظ ہے جو نامکمل یا ادھوری نشو و نما، تجربے اور نظم و ضبط کی ضرورت کو ظاہر کرتا ہے، لیکن خدا کے بچوں پر ایک خاص برکت ہے کہ وہ گناہ سے نفرت کرتے ہیں اور جان بوجھ کر گناہ ہی نہیں کرتے رہتے۔''

ہمارا رُوحانی سلسلۂ خاندان چھپا نہیں رہ سکتا کیونکہ ''اِسی سے خدا کے فرزند اور ابلیس کے فرزند ظاہر ہوتے ہیں۔ جو کوئی راستبازی کے کام نہیں کرتا وہ خدا سے نہیں اور وہ بھی نہیں جو اپنے بھائی سے محبت نہیں رکھتا۔'' (۱-یوحنا ۱۰:۳)

ہم یا تو ''خدا کے فرزند'' ہیں یا ''ابلیس کے فرزند'' ہیں۔ حقیقت تب کھلے گی جب ہمارے فعل و عمل ''ظاہر'' ہوں گے۔ اِس کا مرکزی اور بُنیادی اُصول یہ ہے کہ ''جو کوئی راستبازی کے کام نہیں کرتا وہ خدا سے نہیں۔''

اور یہ اُصول مسیح یسوع کے اُس بیان سے بالکل مطابقت رکھتا ہے جو اُنہوں ''یہودیوں'' کو مخاطب کرتے ہوئے دیا کہ ''۔۔۔جو کوئی گناہ کرتا ہے گناہ کا غلام ہے۔'' (یوحنا ۸:۳۴)

اِس بیان کی روشنی میں جو شخص گناہ کرتا رہتا ہے خدا کا فرزند یا بچہ تو کیا، خدا کا غلام کہلانے کا حقدار بھی نہیں۔ اور اگر وہ خدا کا فرزند یا بچہ نہیں تو اُس میں خدا کی محبت بھی نہیں، اور اگر اُس میں خدا کی محبت نہیں تو وہ دوسروں کیلئے محبت و قربانی کا سبب بھی نہیں بن سکتا، اور اگر دِل میں محبت و قربانی کا انمول جذبہ نہیں تو وہ ابھی تک نئ زندگی میں نہیں بلکہ موت کی حالت میں ہے۔

سترھواں باب

محبت اور نفرت

(۱-یوحنا ۳:۱۱-۱۶)

شروع میں مسیح کی اِنجیل کے سُننے والوں کیلئے رُسولوں کے پرچار و پیغام کے دو بُنیادی اور اہم موضوع ہوا کرتے تھے، اور دونوں موضوع اہم ترین حقائق سے پردہ اُٹھاتے ہیں۔ پہلی حقیقت مسیح کی پہچان تھی (۱-یوحنا ۲:۲۴) اور دوسری اہم حقیقت اِن الفاظ سے ظاہر ہوتی ہے، ''۔۔۔جو پیغام تم نے شروع سے سُنا وہ یہ ہے کہ ہم ایک دوسرے سے محبت رکھیں۔'' (۱-یوحنا ۳:۱۱)

اگر ہم واقعی نئے سِرے سے پیدا ہوئے ہیں تو ناممکن سی بات ہے کہ ہم اپنے دوسرے ایماندار بھائیوں سے محبت نہ رکھیں، اور اپنے بھائیوں سے محبت رکھنا اِس لئے ممکن و ضروری ہے کہ ہم خدا کی قدرت و طاقت سے نئے سِرے سے پیدا ہوئے ہیں۔ پہلی حقیقت تسلیم کرنے سے ایمان لانے والوں کو عقیدے و اعتقاد کی پاکیزگی و سچائی کا پتہ چلتا ہے، اور دوسری حقیقت تسلیم کرنے سے ایمان لانے والوں کو محبت و بھائی چارے اور باہمی یک دِلی و یگانگت کا احساس ہوتا ہے۔

ہم یہاں قائن کی مثال پیش کرتے ہیں کہ ''۔۔۔جو اُس شریر سے تھا اور جس نے اپنے بھائی کو قتل کِیا۔'' (۱-یوحنا ۳:۱۲) دو وجوہات کی بِنا پر قائن

نے اپنے بھائی کو قتل کِیا۔ پہلی وجہ تو یہ ہے کہ وہ ''شریر سے تھا'' اور یہ اُس بیان سے بالکل مطابقت رکھتا ہے جس کا ذکر ۳ باب کی ۸ آیت میں کِیا گیا ہے اور جس کا ہم پہلے ہی مطالعہ کر چُکے ہیں کہ ''جو شخص گناہ کرتا ہے وہ ابلیس (یعنی شیطان) سے ہے۔۔۔''

اپنے بھائی کو قتل کرنے کی دوسری وجہ یہ تھی کہ ''۔۔۔اُس کے کام بُرے تھے اور اُس کے بھائی کے کام راستی کے تھے۔'' (۱۔یوحنا ۳:۱۲) ہر وہ فعل و عمل جو جان بوجھ کر کسی کی زندگی ختم کرنے کا سبب بنتا ہے اُس میں محبت و پیار نام کی کوئی چیز نہیں ہوتی۔ قتل کی بُنیاد نفرت ہے جو دھیرے دھیرے دُشمنی اور پھر قتل کا سبب بنتی ہے۔ مگر سوال یہ ہے کہ ایک قاتل، ایک راستباز سے نفرت کیوں کرتا ہے؟ اِس لئے کہ ایک راستباز کا طرزِ زندگی گناہ آلودہ شیطانی کام کرنے والے کے چال چلن پر لعنت ملامت کرتا ہے۔ پاک کلام میں اِس بارے میں صاف صاف لکھا ہے، ''شریر صادق کی تاک میں رہتا ہے اور اُسے قتل کرنا چاہتا ہے۔'' (زبور ۳۷:۳۲) صرف وہی فعل و عمل جو ہمارے بھائیوں کی زندگی میں اضافہ کرتے ہیں، محبت و پیار کی بلندی کو چُھو سکتے ہیں۔

قائن اور ہابل دونوں بھائی تھے، اور جیسا کہ ہم سب جانتے ہیں کہ دو سگے بھائیوں میں قدرتی طور پر پیار و محبت کا ایک مضبوط رشتہ ہوتا ہے۔ بھائی بھائی میں پیار کا رشتہ نہائت مضبوط و پکا ہوتا ہے۔ خواہ یہ پیار ہماری جسمانی پیدائش کے سبب سے پروان چڑھتا ہو یا ہماری نئی رُوحانی پیدائش کے سبب سے پروان چڑھتا ہو، عین ممکن ہے کہ حسد، نفرت اور دُشمنی اِس پر غالب آ

جائے۔ ہمیں ایسے رہنا چاہیے کہ ہمارے بھائی کا راستباز طرزِ زندگی ہمارے طرزِ زندگی کو لعنت ملامت نہ کرے۔ اور جب کبھی ہمارے بھائی کا راستباز طرزِ زندگی ہماری سیرت و کردار کو ملامت کرے تو بہت حد تک خطرے کا امکان ہے کہ ہمارے اندر حسد کی آگ بھڑک اُٹھے، اور یہ حسد بڑی آسانی سے نفرت و دُشمنی میں بدل سکتی ہے، اور پھر قتل و خون کا باعث بن سکتی ہے۔

قائن اور ہابل ہمارے سامنے دو ایک دوسرے سے بالکل ہی برعکس طرزِ زندگی رکھنے والے کردار ہیں۔ جس طرح ہابل کے راستباز چال چلن نے قائن کے دِل میں نفرت و حقارت پیدا کر دی، اُسی طرح ہمارے راستباز طرزِ زندگی سے ''دُنیا'' کے دِل حسد و نفرت سے بھر جائیں گے۔ مگر پھر بھی ہمیں تعجب نہیں کرنا چاہیے کہ دُنیا ہم سے نفرت و عداوت رکھتی ہے (۱-یوحنا ۳:۱۳)۔

یہ دُنیا ایک دُنیاوی اور جسمانی سوچ رکھنے والی سوسائٹی اور معاشرے پر مشتمل ہے۔ اِس نے اپنے آپ کو ایسے طرزِ زندگی میں غرق کر دیا ہے جس کی بُنیاد و مرکز آنکھوں کی خواہش، جسم کی خواہش اور زندگی کی شیخی ہے (۱-یوحنا ۲:۱۵-۱۷)۔

یہ دُنیا اُس راستباز مثالی طرزِ زندگی کو برداشت نہیں کر سکتی جو اُس کے بُنیادی ڈھانچے کو ہِلا کر رکھ دے۔ پھر بھی مسیح کے پیروکار کو دُنیا کی نفرت و عداوت سے حیرت و تعجب کا اظہار نہیں کرنا چاہیے۔

قائن بھی ہماری پُرانی طبیعت کی عکاسی کرتا ہے، وہ پُرانی طبیعت ہماری زندگی کی ایک خصوصیت تھی اِس سے پہلے کہ ہم مسیح یسوع کی قوت و طاقت کے

سبب سے موت سے نکل کر زندگی میں داخل ہو گئے۔ جیسا کہ لکھا ہے، ''ہم جانتے ہیں کہ موت سے نکل کر زندگی میں داخل ہو گئے کیونکہ ہم بھائیوں سے محبت رکھتے ہیں۔ جو محبت نہیں رکھتا وہ موت کی حالت میں رہتا ہے۔'' (۱-یوحنا ۱۴:۳)

ہماری جسمانی طبیعت میں سب سے زیادہ طاقت ور، سب سے زیادہ عام اور سب سے زیادہ نمایاں جذبہ دوسروں سے نفرت و حقارت رکھنا تھا۔ اِس پُرانی طبیعت کی روشنی میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ ''نفرت اِسقدر قدرتی اور اِسقدر عالمگیر ہے کہ اگر کسی کے دِل میں محبت و پیار نظر آ جائے تو یہ ثبوت ہے کہ اُس شخص میں نئ زندگی، نئ پیدائش اور نئ اخلاقی طبیعت موجود ہے۔'' موت سے زندگی میں آنے کا یہ سفر اِن الفاظ میں، ''موت سے نکل کر زندگی میں داخل ہو گئے'' اِتنا بُنیادی اور مرکزی تصور ہے کہ لگتا ہے کہ ہم کسی دوسرے مُلک کے شہری بن گئے ہیں۔

ممکن ہے کہ ایک شخص یہ دعویٰ کرے کہ اُس کے پاس مسیح یسوع کے وسیلے سے نئ زندگی ہے، لیکن اگر اُس میں اپنے دوسرے ایماندار بھائیوں کیلئے محبت و پیار نہیں ہے تو وہ ابھی تک موت ہی میں ہے۔ وہ ابھی تک اپنے پہلے مُلک کا شہری ہی ہے، جہاں موت کے سوا اَور کچھ نہیں۔ اُس نے ابھی تک نئے مُلک کی طرف ہجرت شروع نہیں کی۔ وہ ابھی مسیح کی بادشاہی کا شہری نہیں بنا۔

لکھا ہے، ''جو کوئی اپنے بھائی سے عداوت رکھتا ہے وہ خونی ہے اور تم جانتے ہو کہ کسی خونی میں ہمیشہ کی زندگی موجود نہیں رہتی۔'' (۱-یوحنا ۱۵:۳) جو

شخص اپنے بھائی سے نفرت رکھتا ہے، ''وہ خونی ہے'' کیونکہ وہ ایسے مقصد کو پروان چڑھا رہا ہے جس کا انجام قتل ہے۔ ضروری ہے کہ ساری رکاوٹیں اور بندشیں دُور کر دی جائیں اور نیا مناسب موقع اُبھر کر سامنے آئے۔

جب ہمارے دِل نفرت سے بھرے ہوں گے، '' تو قتل پر اُکسانے والی رُوح بھی موجود ہو گی تو خدا اِس فعل و عمل کی ساری ذمہ داری ہم پر ڈالے گا۔۔۔ خدا آدمیوں کا اِنصاف اُن کے دِل کی حالت دیکھکر کرتا ہے۔''

یوحنا رسول، مسیح کے پیروکاروں کو یاد دِلاتا ہے، ''۔۔۔کسی خونی میں ہمیشہ کی زندگی موجود نہیں رہتی۔'' (۱-یوحنا ۳:۱۵) اُن کو اِس ازلی سچائی کا کیسے علم ہے؟ لگتا ہے کہ یہ پہاڑ پر دیئے گئے مسیح کے پیغام کی یاد دہانی ہے جہاں اُنہوں نے فرمایا، ''۔۔۔جو کوئی اپنے بھائی پر غصے ہو گا وہ عدالت کی سزا کے لائق ہو گا۔۔۔'' (متی ۵:۲۲) ممکن ہے کہ مسیح کے پیروکاروں میں سے اکثر نے جو رسولوں کے زمانے میں تھے، یاد دہانی کے طور پر یہ سُنا ہو کہ مسیح نے ایسے موقع پر کیا پیغامات دیئے تھے۔ اور یہ ممکن ہے کہ اُنہوں نے جبلی طور پر جان لیا ہو کہ قاتل ہمیشہ کی زندگی نہیں پا سکتے، کیونکہ خدا نے ہم سب کو اِتنی قابلیت و اہلیت ضرور بخشی ہے کہ ہم سب سے عام بُنیادی اخلاقی باتیں جان سکیں۔ لگتا ہے کہ یہ باتیں الہامی طور پر خود بخود ہمارے شعور میں داخل ہو جاتی ہیں۔

مثال کے طور پر پولس رسول رومیوں کے رہنے والوں کے نام اپنے خط میں لکھتا ہے، ''۔۔۔وہ قومیں جو شریعت نہیں رکھتیں اپنی طبیعت سے شریعت کے کام کرتی ہیں تو باوجود شریعت نہ رکھنے کے وہ اپنے لئے خود ایک شریعت

ہیں۔ چنانچہ وہ شریعت کی باتیں اپنے دِلوں پر لکھی ہوئی دِکھاتی ہیں اور اُن کا دِل بھی اُن باتوں کی گواہی دیتا ہے، اور اُن کے باہمی خیالات یا تو اُن پر الزام لگاتے ہیں یا اُن کو معذور رکھتے ہیں۔" (رومیوں ۲: ۱۴)

محبت و پیار کو مسیح یسوع کو سامنے رکھ کر واضح کِیا گیا ہے، کیونکہ "۔۔۔اُس نے ہمارے واسطے اپنی جان دے دی اور ہم پر بھی بھائیوں کے واسطے جان دینا فرض ہے۔" (۱۔یوحنا ۳:۱۶)

حسد و نفرت کا قائن نے مظاہرہ کِیا، اور حسد اور نفرت نے دوسروں کی زندگیاں ختم کر دیں۔ اِس کے بالکل برعکس محبت و پیار جیسا کہ مسیح میں ظاہر کِیا گیا ہے، دوسروں کے لئے اپنی جان قربان کر دیتا ہے۔

محبت و پیار ہمارے فعل و عمل سے نظر آنا چاہیے، "ہم پر بھائیوں کے واسطے جان دینا فرض ہے۔" یہی ایک طریقہ ہے جس سے ہم دوسروں سے اپنی محبت و پیار کا اظہار کر سکتے ہیں۔ نہ کہ دوسروں کیلئے دِل میں نفرت و حقارت رکھیں جس کا انجام قتل و خون ہے۔ جب کبھی اپنی جان دینے سے ہمارے بھائی کی جان بچ سکتی ہے تو ہمیں اُس کے لئے یہ جان ضرور دینا ہے۔

اٹھارھواں باب

محبت کا عملی مظاہرہ

(ا۔یوحنا ۳:۱۷-۲۰)

اسرائیل کا بادشاہ داؤد نبی خدا کے الہام کی تحریک سے کہتا ہے، ''صادق چلائے اور خداوند نے سُنا اور اُن کو اُن کے سب دُکھوں سے چُھڑایا۔'' (زبور ۳۴:۱۷) لیکن سوال یہ ہے کہ خدا ایک صادق و راستباز کو جو دُکھ تکلیف میں چِلاتا ہے کِس طرح چُھڑاتا ہے؟

یوحنا رسول بڑی صفائی سے اِس کا جواب دیتا ہے کہ جب ہم خدا کو اپنے اندر کام کرنے دیتے ہیں کہ وہ ہمارے وسیلے سے دوسروں کے دُکھ تکلیف دُور کرے۔ وہ لکھتا ہے، ''جس کسی کے پاس دُنیا کا مال ہو اور وہ اپنے بھائی کو محتاج دیکھکر رحم کرنے میں دریغ کرے تو اُس میں خدا کی محبت کیونکر قائم رہ سکتی ہے؟'' (ا۔یوحنا ۳:۱۷)

ہمیں یہ اِنتظار نہیں کرنا کہ ہمارا محتاج بھائی ہمارے پاس مدد کی درخواست لے کر آئے، بلکہ ہمیں نہائت چوکس و چوکنا رہنا چاہیے اور اپنے بھائی کی حالت پر نظر رکھنی چاہیے۔ اور اگر ہم اپنے ''بھائی کو محتاج'' دیکھیں تو فوراً کوئی ایسا قدم اُٹھانا چاہیے جس سے اُس کی ضرورت پوری ہو۔ ممکن ہے کہ ضرورت مند آدمی ضرورت پوری ہونے کی اُمید کے سہارے آگے بڑھ رہا ہے،

اور اگر اِسی انتظار میں اُس کی حالت بد سے بد تر ہو گئی تو شائد پھر وہ سنبھل ہی نہ سکے۔ اگر ہم دیکھیں کہ ہمارا بھائی محتاجی کی حالت میں ہے اور اگر ہم اُس کی مدد کرنے کے قابل ہیں تو محبت کا تقاضا یہی ہے کہ ہم ہر حال میں اُس کی ضرورت پوری کریں۔ لیکن بِلا شک و شبہ شیطان ہمارے سامنے بڑے ہی معقول و مناسب عذر رکھے گا تاکہ ہم کوئی سخت فیصلہ کریں۔ ممکن ہے ہم اپنے دِل میں یہ کہیں کہ ہمارے اِس بھائی کی ناکامی و محتاجی کی وجہ اُس کی اپنی نااہلیت اور لاپرواہی ہے، اور اگر ہم اِس فیصلے یا نتیجے پر پہنچ گئے تو ہم کبھی بھی اُس کی ضرورت کو محسوس نہیں کر سکیں گے، اور سوچیں گے کہ وہ ہماری مدد کے قابل نہیں۔ لیکن محبت کہتی ہے کہ اگر ہم اپنے بھائی کو ضرورت و محتاجی میں دیکھیں تو اُس پر رحم و مہربانی کرنے سے دریغ نہ کریں (۔یوحنا ۳:۱۷)۔

اگر شیطان کے پیچھے چل کر اپنے دُکھی اور محتاج بھائی کی مدد نہ کرنے کا سخت فیصلہ کریں گے تو ایسی صورت میں ہمیں ایک نہائت مشکل سوال کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اور سوال یہ ہے کہ ہم میں ''خدا کی محبت کیونکر قائم رہ سکتی؟'' محبت رحم کا تقاضا کرتی ہے یا کہہ لیں کہ محبت رحم سے پرکھی جاتی ہے۔ محبت چاہتی ہے کہ ہاتھ بڑھا کر کسی دُکھی و محتاج اِنسان کی مدد کی جائے۔ محبت چاہتی ہے کہ خدا نے ہمیں دُنیا کا جو مال دیا ہے اُس میں دُکھیوں اور محتاجوں کو بھی شامل کریں تاکہ اُن کی حاجت مندی پوری ہو۔ اور اگر ہم محتاج اِنسان کی ضرورت کے وقت اپنے دِل کو سخت کر لیں گے تو یہ محبت کا اِنکار ہو گا یعنی خدا کی محبت ہم میں قائم نہیں ہے۔ لیکن بات یہیں ختم نہیں ہو جاتی بلکہ اِس کا

مطلب یہ بھی ہے کہ اگر ہم اپنے بھائی پر رحم کرنے میں دریغ کریں گے تو نہ ہم نئے سِرے سے پیدا ہوئے ہیں اور نہ ہی ہم خدا کے فرزند ہیں۔

وہ محبت جو ہماری زندگیوں میں مسیح کی طاقت و قدرت کے ساتھ نئی پیدائش پانے سے پروان چڑھتی ہے وہ عمل سے خالی نہیں ہے، بلکہ عمل و ایکشن سے بھرپور محبت ہے۔ یوحنا رسول ہمیں نصیحت و ہدایت کرتے ہوئے کہتا ہے کہ ''اَے بچو! ہم کلام اور زبان ہی سے نہیں بلکہ کام اور سچائی کے ذریعہ سے بھی محبت کریں۔'' (۱۔یوحنا ۳:۱۸)

اِس کا مطلب یہ ہوا کہ ہم محض لفظوں سے زبانی کلامی ہی محبت کا اظہار نہ کریں۔ ہاں، ہم ''لفظوں'' کے اِستعمال سے بھی اپنی محبت ظاہر کر سکتے ہیں۔ شائد ہم ایک چھوٹا سا نوٹ یا خط لکھ سکتے ہیں یا شائد ہم اپنی زبان سے حوصلہ و اُمید دِلانے والا کوئی لفظ نکال سکتے ہیں۔ ہمیں اِس طرح اپنے دُکھی و محتاج بھائی کی حوصلہ افزائی کرنی چاہیے۔ ''۔۔۔مضبوط ہو جا اور حوصلہ رکھ۔ خوف نہ کھا اور بیدل نہ ہو کیونکہ خداوند تیرا خدا جہاں جہاں تُو جائے تیرے ساتھ رہے گا۔'' (یشوع ۱:۹)

لیکن ہماری محبت کا اظہار صرف زبانی کلامی ہی نہیں ہونا چاہیے۔ محبت مال و دولت اور عملی طور پر بھی نظر آنی چاہیے۔ حوصلہ اور اُمید دِلانے والے لفظ صرف اُسی صورت میں مددگار ثابت ہوں گے جب اُن کے ساتھ رحم و محبت سے بھر پور عمل و ایکشن بھی ہو گا۔

یوحنا رسول دُکھیوں اور محتاجوں کی مدد کیلیۓ آسمان سے بھیجا ہوا پیغام جاری رکھتے ہوئے کہتا ہے، ''اِس سے ہم جانیں گے کہ حق کے ہیں اور جس بات میں ہمارا دِل ہمیں الزام دے گا اُس کے بارے میں ہم اُس کے حضور اپنی دِلجمعی کریں گے۔'' (۱۔یوحنا ۳: ۱۹)

مسیح یسوع کے نام پر محتاج و دُکھی اِنسان کی مدد کرنے سے نہ صرف ہم اپنی محبت ظاہر کرتے ہیں بلکہ اِس سے ہم سچائی کے پابند و تابع بھی نظر آتے ہیں۔ ''اِس سے'' کا مطلب ہے، عملی طور پر محبت کرنا، اور کسی گرے ہوئے محتاج اِنسان کو ''دُنیا کے مال'' سے اُٹھانا جو خدا نے ہمیں عطا کیا ہے۔ یوں ہم اپنے آپ کو اور دوسروں کو ثابت کر دِکھائیں گے کہ ہم ''حق کے ہیں۔'' اور یہ ہے وہ طریقہ جس سے ہماری سچائی کے ساتھ وابستگی و تابعداری ظاہر ہو گی۔

یوحنا رسول ابھی تک ہمیں یہ بتانے کی کوشش کر رہا ہے کہ ''خدا کے فرزند'' کِس طرح ظاہر ہوتے ہیں (۱۔یوحنا ۳: ۱۰)۔ پہلا یہ کہ خدا کے فرزند وہ ہیں جو ''موت سے نکل کر زندگی میں داخل ہو گئے۔'' (۱۔یوحنا۳: ۱۴)

یہاں یوحنا ہمیں بتا رہا ہے کہ خدا کے فرزند وہ بھی ہیں جو ''حق کے ہیں۔'' اِس طرح یہاں سچائی نے ایک ایسی شکل اختیار کر لی ہے جو روپیہ پیسے یا مال اسباب کی صورت میں خرچ ہو گی۔ ہمارا بھائی یا بہن انتہائی ضرورت کی حالت میں ہمارے سامنے کھڑے ہیں۔ اُس محتاجی و ضرورت کی موجودگی میں ہمارا سچائی کے پابند و تابع رہنا محض لفظی یا عمل سے خالی نہیں ہونا چاہیے۔ ہمیں

اپنے محتاج بھائی یا بہن کی ضرورت میں ضرور شامل ہونا ہے۔ ہمیں اُس کا بُوجھ ضرور اُٹھانا ہے۔ جب ہم دیکھیں گے کہ ہم ایک خود غرض اِنسان سے ایک رحم دِل اِنسان میں بدل گئے ہیں جو ضرورت مندوں کی طرف محبت کا ہاتھ بڑھا کر اُن کا بُوجھ اپنے اُوپر اُٹھا رہا ہے تو ہمارے دِل یقین و بھروسے سے بھر جائیں گے کہ ہم واقعی خدا کے فرزند ہیں۔ یہ ایسا یقین و بھروسہ ہے جو ''خدا کے سامنے'' یا ''خدا کی موجودگی میں'' ہی نہیں بلکہ آدمیوں کے سامنے بھی ظاہر ہو گا۔

خدا کا فرزند اپنے ضرورت مند بھائی یا بہن کی مدد غیر ارادی یا جبلی طور پر کرتا ہے۔ اور جب خدا کا فرزند اپنے دُکھی و محتاج بھائی کی تکلیف میں جواب نہیں دیتا تو اپنے آپ ہی کی تصدیق و توصیف نہیں کر رہا، ''کیونکہ خدا ہمارے دِل سے بڑا ہے اور سب کچھ جانتا ہے۔'' (۱-یوحنا ۳:۲۰)

اِنسانی شخصیت کی یہ ذہنی قوت و لیاقت جس کی بدولت ہم اپنے فعل و عمل کی تصدیق و پرکھ کر سکتے ہیں، درحقیقت ایک عظیم الٰہی برکت ہے۔ ہمارے اندر کے پوشیدہ ترین حِصے میں یہ قابلیت و اہلیت ہے کہ بالکل غیر جانب دار رہ کر اپنی عدالت، پرکھ و پہچان خود کرے۔ بنی نوع اِنسان کے اندر ڈالی گئی اِس خاصیت و خُصوصیت کو ضمیر یا شعور کہتے ہیں۔ اِنسان کی یہ ایک خاصیت و خُصوصیت ہے جو اُسے جانوروں سے الگ کرتی ہے۔ یہی نہیں بلکہ یہ خوبی اِنسان کے اخلاقی حُسنِ سلوک کی اہم ترین بُنیاد و ستون ہے۔

پولس رسول کی اِس سے یہ مُراد ہے کہ اِنسان جبلی طور پر ایک اخلاقی ضابطے کے تحت پیدا ہوا ہے، اور اِس کا بیان وہ کچھ یوں کرتا ہے، ''اِس لئے

کہ جب وہ قومیں جو شریعت نہیں رکھتیں اپنی طبیعت سے شریعت کے کام کرتی ہیں تو باوجود شریعت نہ رکھنے کے وہ اپنے لئے خود ایک شریعت ہیں۔ چنانچہ وہ شریعت کی باتیں اپنے دِلوں پر لکھی ہوئی دِکھاتی ہیں اور اُن کا دِل بھی اُن باتوں کی گواہی دیتا ہے اور اُن کے باہمی خیالات یا تو اُن پر الزام لگاتے ہیں یا اُن کو معذور رکھتے ہیں۔" (رومیوں ۲: ۱۴)

لہٰذا اِس کا مطلب یہ ہوا کہ اِنسان کے اندر قدرتی طور پر ایک ایسا اندرونی پیغام پہلے سے موجود ہے جو اُسے اچھے اور بُرے میں تمیز کرنا سِکھاتا ہے۔ اِس کے ساتھ ساتھ خدا ہمیں باہر سے بھی پاک کلام کا پرچار کرنے والوں اور الٰہی تعلیم دینے والوں کے ذریعہ اپنا پیغام دیتا ہے۔ ہماری سب سے پہلی ذمہ داری یہ ہے کہ ہم اپنے اندرونی پیغام کو پوری توجہ سے سُنیں۔ لیکن ہمارے اندر کا پیغام بڑی آسانی سے بگڑ سکتا یا خراب ہو سکتا ہے۔ لہٰذا نہایت ضروری ہے کہ ہم جائزہ لیں کہ ہمارے اندر کا پیغام خدا کے کلام کے مطابق دُرست و صحیح ہے۔

اِس کے باوجود کے ہمارے دِل سے اُٹھنے والا پیغام خدا کے بندوبست کے عین مطابق ہوتا ہے، مگر یہ ممکن ہے کہ وہ پیغام مکمل نہ ہو یا اُس میں پوری طرح آگاہی نہ ہو یا اُس میں لاپرواہی شامل ہو۔ لیکن قادرِ مطلق، "۔۔۔خدا ہمارے دِل سے بڑا ہے اور سب کچھ جانتا ہے۔" (۱۔یوحنا ۳: ۲۰)

مثال کے طور پر پولس رسول کہتا ہے، "کیونکہ میرا دِل تو مجھے ملامت نہیں کرتا مگر اِس سے مَیں راستباز نہیں ٹھہرتا بلکہ میرا پرکھنے والا خداوند ہے۔"

مثال کے طور پر پولس رسول کہتا ہے، ''کیونکہ میرا دِل تو مجھے ملامت نہیں کرتا مگر اِس سے مَیں راستباز نہیں ٹھہرتا بلکہ میرا پرکھنے والا خداوند ہے۔'' (۱۔کرنتھیوں ۴:۴)

خدا ہمارے دِل سے بڑا ہے کیونکہ وہ فرماتا ہے، ''مَیں خداوند دِل و دماغ کو جانچتا اور آزماتا ہوں تاکہ ہر ایک آدمی کو اُس کی چال کے موافق اور اُس کے کاموں کے پھل کے مطابق بدلہ دُوں۔'' (یرمیاہ ۱۷:۱۰)

خدا اِس لئے ہمارے دِل سے بڑا ہے کیونکہ اُس نے ہمیں جانچ لیا اور پہچان لیا (زبور ۱۳۹:۱)۔ لیکن ہمارے دِلوں میں اندرونی پیغام کے ساتھ ساتھ، ہمیں باہر کے پیغام کی بھی سخت ضرورت ہے جو خدا کے کلام سے ہم تک پہنچتا ہے۔

اُنّیسواں باب

خُدا کے تخت کے سامنے دلیری

(۱-یوحنا ۳:۲۱-۲۴)

بادشاہ اور نبی داؤد نے پُوچھا، ''اَے خداوند تیرے خیمے میں کون رہے گا؟ تیرے کوہِ مقدس پر کون سکونت کرے گا؟'' (زبور۱۵:۱) خدا کے پاک رُوح سے معمُور ہو کر اُس نے جواب دیا، ''وہ جو راستی سے چلتا اور صداقت کے کام کرتا اور دِل سے سچ بولتا ہے۔ وہ جو اپنی زبان سے بُہتان نہیں باندھتا اور اپنے دوست سے بدی نہیں کرتا اور اپنے ہمسایہ کی بدنامی نہیں سُنتا۔ وہ جس کی نظر میں رذیل آدمی حقیر ہے، پر جو خداوند سے ڈرتے ہیں اُن کی عزت کرتا ہے۔ وہ جو قَسم کھا کر بدلتا نہیں خواہ نقصان ہی اُٹھائے۔ وہ جو اپنا روپیہ سُود پر نہیں دیتا اور بے گناہ کے خلاف رشوت نہیں لیتا۔ ایسے کام کرنے والا کبھی جنبِش نہیں کھائے گا۔'' (زبور ۱۵:۱-۵)

داؤد بادشاہ کے سوال کا یوحنا رسول مزید گہرائی، کاملیت و وضاحت سے جواب دیتا ہے۔ خدا کی تحریک سے وہ کہتا ہے، ''اَے عزیزو! جب ہمارا دِل ہمیں الزام نہیں دیتا تو ہمیں خدا کے سامنے دلیری ہو جاتی ہے۔'' (۱-یوحنا۳:۲۱)

یہ الفاظ کہ ''جب ہمارا دِل ہمیں الزام نہیں دیتا'' کا مطلب یہ ہے کہ خدا کے فرزند کیلئے نہایت ضروری ہے کہ وہ اِس طرح زندگی گزارے کہ اُس کا باطن اُسے لعنت ملامت نہ کرے بلکہ مطمئن و دلیر اور قائم و مضبوط رہے۔ اگر اُس کا چال چلن ایسا ہو کہ وہ خود ہی محسوس کرے کہ اُس کا ضمیر اُس کو لعنت ملامت کر رہا ہے تو خدا کے سامنے دلیری و مضبوطی تو ایک طرف وہ خود اعتمادی سے بھی نہیں چل سکتا۔

خدا چاہتا ہے کہ ہم اُس کے سامنے دلیری سے چلیں کیونکہ جب ہم دلیری سے اُس کے تخت کے سامنے حاضر ہوں گے تو صرف اُسی حالت میں وہ ہم پر اپنا رحم و فضل کر سکتا ہے۔ پاک کلام میں لکھا ہے، ''پس آوٴ ہم فضل کے تخت کے پاس دلیری سے چلیں تا کہ ہم پر رحم ہو اور وہ فضل حاصل کریں جو جو ضرورت کے وقت ہماری مدد کرے۔'' (عبرانیوں ۴:۱۶)

خدا نہیں چاہتا کہ ہم خوف اور ڈر کی حالت میں اُس کے سامنے آئیں، جس طرح آدم حُکم عدولی کرنے کے بعد اپنے ہی سائے سے چھُپتا پھرتا تھا۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ ''اگر ہماری زندگی کا راہنما اُصول محبت ہو تو کبھی کبھی ناکامی، دانستہ اور نادانستہ غلطی ہو جانے کے باوجود ہمیں پورا بھروسہ اور اُمید ہونی چاہیے کہ ہم خدا کے فرزند ہیں، اور ہماری نئی پیدائش ایک حقیقت ہے کہ ہم حق کے ہیں۔''

اگر ہم نے اپنی زندگی اِسطرح گزاری ہے کہ بڑی دلیری سے خدا کے سامنے حاضر ہوں تو پھر، ''۔۔۔جو کچھ ہم مانگتے ہیں وہ ہمیں اُس کی طرف سے

ملتا ہے کیونکہ ہم اُس کے حُکموں پر عمل کرتے ہیں اور جو کچھ وہ پسند کرتا ہے اُسے بجا لاتے ہیں۔'' (۱-یوحنا ۳:۲۲)

اگر ہم خدا کے ''حُکموں پر عمل کرتے ہیں اور جو کچھ وہ پسند کرتا ہے اُسے بجا لاتے ہیں'' تو اِس کا مطلب ہرگز نہیں کہ ہم نے نیک کام کر لئے ہیں لہذا نجات یافتہ بن گئے ہیں۔ یہ باپ اور بچے کے درمیان ایک نہائت مناسب و معقول رشتہ و تعلق ہے، کیونکہ ایک سچا اور حق پرست بچہ اپنے باپ کی تابعداری کرتا اور اُسے خوش رکھتا ہے۔ اور جس طرح اِنسانی باپ اپنے تابعدار و فرمانبردار بچے کو جس نے اُس کا دِل خوشی سے بھر دیا، ہر طرح سے عزیز رکھتا اور اُسے اہمیت دیتا ہے اُسی طرح آسمانی باپ بھی اپنے تابعدار بچوں کو جو کچھ وہ مانگتے ہیں دیتا ہے۔

اُس کے حُکموں کی بجا آوری کرتے ہوئے دو ایسے احکام ہیں جو خاص طور پر اہمیت رکھتے ہیں، ''۔۔۔اُس کا حکم یہ ہے کہ ہم اُس کے بیٹے یسوع مسیح کے نام پر ایمان لائیں اور جیسا اُس نے ہمیں حکم دیا اُس کے موافق آپس میں محبت رکھیں۔'' (۱-یوحنا۳:۲۳)

اِس دوہرے حکم کا پہلا حِصہ واضح کرتا ہے کہ ''ہم اُس کے بیٹے یسوع مسیح کے نام پر ایمان لائیں''۔ یہ غالباً خدا کے اُس حکم کی طرف اشارہ ہے جب، ''۔۔۔یسوع نے پطرس اور یعقوب اور اُس کے بھائی یوحنا کو ہمراہ لیا اور اُنہیں ایک اُونچے پہاڑ پر لے گیا۔ اور اُن کے سامنے اُس کی صورت بدل گئی اور اُس کا چہرہ سورج کی مانند چمکا اور اُس کی پوشاک نور کی مانند سفید ہو گئی۔

اور دیکھو۔۔۔ ایک نورانی بادل نے اُن پر سایہ کر لیا اور اُس بادل میں سے آواز ائی کہ یہ میرا پیار بیٹا ہے جس سے مَیں خوش ہوں، اِس کی سُنو۔'' (متی ۱۷:۱-۵)

یہاں ''اُس کی سُنو'' سے مُراد اُس کی تابعداری کرنا ہے۔

حکم کا دوسرا حصہ واضح کرتا ہے کہ ''جیسا اُس نے ہمیں حکم دیا اُس کے موافق آپس میں محبت رکھیں۔'' ''اُس نے'' سے مُراد مسیح یسوع ہے، اور یہ اُن کے اُس حکم کی طرف اشارہ ہے جب اُنہوں نے کہا، ''مَیں تمہیں ایک نیا حکم دیتا ہوں کہ ایک دوسرے سے محبت رکھو کہ جیسے مَیں نے تم سے محبت رکھی تم بھی ایک دوسرے سے محبت رکھو۔'' (یوحنا ۱۳:۳۴)

اِن دوہرے حکموں پر عمل کرنے سے نہائت اہم نتائج نکلتے ہیں۔ یوحنا رسول ہمیں بتاتا ہے کہ ''۔۔۔جو اُس کے حکموں پر عمل کرتا ہے وہ اِس میں اور یہ اُس میں قائم رہتا ہے، اور اسی سے یعنی اُس رُوح سے جو اُس نے ہمیں دیا ہے ہم جانتے ہیں کہ وہ ہم میں قائم رہتا ہے۔'' (۱-یوحنا ۳:۲۴)

اِس دوہرے حکم پر عمل کرنے کا پہلا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ''وہ اِس میں اور یہ اُس میں قائم رہتا ہے۔'' کیا کسی کو اِس سے افضل و اعلیٰ برکت مِل سکتی ہے؟ ہمارا خدا میں رہنا اور خدا کا ہم میں رہنا، ایک عظیم ترین برکت ہے۔

''وہ اِس میں اور یہ اُس میں قائم رہتا ہے،'' اِس وعدے کی تصدیق خدا کی طرف سے عطا کردہ اُس تحفہ سے ہوتی ہے جو وہ اپنے وفادار و تابعدار بندوں کو بخشتا ہے۔ ''اور اِسی سے یعنی اُس رُوح سے جو اُس نے ہمیں دیا ہے

بندوں کو بخشتا ہے۔ ’’اور اِسی سے یعنی اُس رُوح سے جو اُس نے ہمیں دیا ہے ہم جانتے ہیں کہ وہ ہم میں قائم رہتا ہے۔‘‘ (۱۔یوحنا۳: ۲۴)

اگر ہم یہ سوال کریں کہ پاک رُوح کون دیتا ہے؟ تو یقیناً اِس کا جواب ہے خدا، کیونکہ یوحنا رسول کہتا ہے، ’’۔۔۔اگر ہم ایک دوسرے سے محبت رکھتے ہیں تو خدا ہم میں رہتا ہے اور اُس کی محبت ہمارے دِل میں کامِل ہو گئی ہے، چونکہ اُس نے اپنے رُوح میں سے ہمیں دیا ہے اِس سے ہم جانتے ہیں کہ ہم اُس میں قائم رہتے ہیں اور وہ ہم میں۔‘‘ (۱۔یوحنا۴: ۱۲۔۱۳)

یوحنا رسول سے ملتے جلتے بیان میں پولس رسول کہتا ہے، ’’۔۔۔چونکہ تم بیٹے ہو اِس لئے خدا نے اپنے بیٹے کا رُوح ہمارے دِلوں میں بھیجا جو اَبا یعنی اَے باپ! کہہ کر پُکارتا ہے۔‘‘ (گلتیوں۴: ۶)

جو مسیح کی تابعداری کرتا ہے وہ نہ صرف مسیح میں بلکہ خدا میں بھی قائم رہتا ہے۔ مسیح کے پیروکار کو یہ بھی یقین دہانی کرائی گئی ہے کہ وہ خدا کا بچہ اور فرزند ہے۔ محض ’’اُس کے حکموں پر عمل کرتے‘‘ رہنے کی بدولت اُس کے رجُوع کرنے سے نہیں بلکہ ’’اُس رُوح سے جو اُس نے ہمیں دیا ہے‘‘ یعنی باپ کے اُس کی طرف رجُوع کرنے سے۔ جو لوگ مسیح کی پیروی کرتے ہیں خوب جانتے ہیں جب سے اُنہوں نے اِنجیلِ مقدس کے پیغام کو قبول کرکے خدا اور مسیح کے ساتھ تعلق و رشتہ قائم کِیا ہے اُس وقت سے ایک لاثانی طاقت اُن کے اندر کام کر رہی ہے۔ اِنجیلِ مقدس کے عظیم تر وعدوں میں ایک وعدہ وہ تحفہ یا اِنعام ہے جو بپتسمہ لینے کے وقت ہمیں پاک رُوح کی شکل میں ملتا ہے

ہے جو بپتسمہ لینے کے وقت ہمیں پاک رُوح کی شکل میں ملتا ہے (اعمال ۲:۳۶-۳۹)۔

اگرچہ یوحنا رسول رُوح کے پھلوں کی فہرست تو نہیں دیتا جس طرح پولس رسول نے گلتیوں کے نام اپنے الہامی خط میں دی ہے، مگر وہ بڑی صفائی و وضاحت سے اشارہ کرتا ہے کہ وہ محبت جو مسیح کے پیروکار کی زندگی میں مثالی اور نمایاں کردار ادا کرتی ہے اِس کا براہٗ راست تعلق ہمارے اندر بسے خدا کے رُوح سے ہے۔ وہ کہتا ہے، ''خدا کو کبھی کسی نے نہیں دیکھا۔ اگر ہم ایک دوسرے سے محبت رکھتے ہیں تو خدا ہم میں رہتا ہے، اور اُسکی محبت ہمارے دِل میں کامِل ہو گئی ہے۔ چونکہ اُس نے اپنے رُوح میں سے ہمیں دیا ہے، اِس سے ہم جانتے ہیں کہ ہم اُس میں قائم رہتے ہیں اور وہ ہم میں۔'' (۱-یوحنا ۴:۱۲-۱۳)

بیسواں باب

جھوٹے نبیوں کی پہچان

(۱-یوحنا ۴:۱-۲)

مسیح یسوع نے فرمایا، "۔۔۔سچائی سے واقف ہو گے اور سچائی تم کو آزاد کرے گی۔" (یوحنا ۸:۳۲) بِلا شک و شبہ سب سے اہم و ضروری سچائی، خدا کے بارے میں اور ہماری زندگیوں میں خدا کی مرضی کے بارے میں سچائی ہے۔ یہ وہ سچائی ہے جس کو خدا نے اپنے نبی پیغمبروں کے وسیلے سے ہم تک پہنچایا۔ لیکن شیطان ہماری طرف جھوٹے نبی بھیج کر ہمیں سچائی سے دُور کر دیتا ہے۔ ہمارے لئے یہ نہائت ضروری ہے کہ ہم خدا کے سچے نبی اور شیطان کے جھوٹے نبی میں بخوبی پہچان حاصل کریں۔ خدا نے مسیح کے رسول یوحنا کو اِستعمال کِیا کہ وہ ہمیں بتائے کہ کِس طرح سچے نبی اور جھوٹے بنی میں فرق معلوم کر سکتے ہیں۔ وہ کہتا ہے، "اَے عزیزو! ہر ایک رُوح کا یقین نہ کرو بلکہ رُوحوں کو آزماؤ کہ وہ خدا کی طرف سے ہیں یا نہیں کیونکہ بہت سے جھوٹے نبی دُنیا میں نکل کھڑے ہوئے ہیں۔" (۱-یوحنا۴:۱)

یوحنا رسول کے لکھنے کی وجہ یہ تھی کہ "رُوحوں کو آزماؤ کہ وہ خدا کی طرف سے ہیں یا نہیں۔" کیونکہ جھوٹے نبیوں کے پیچھے شیطانی رُوحیں ہوتی ہیں جو اُنہیں تحریک دیتی، اُبھارتی اور بھڑکاتی ہیں۔

یقیناً یہ خدا کے پاک رُوح کے کام کی جو سچی نبوت کیلئے اثر پیدا کرتا ہے، ایک نقل ہے۔ مثال کے طور پر یُوایل نبی الٰہی طاقت سے معمور ہو کر کہتا ہے، ''خدا فرماتا ہے کہ آخری دِنوں میں ایسا ہو گا کہ مَیں اپنے رُوح میں سے ہر بشر پر ڈالوں گا اور تمہارے بیٹے اور تمہاری بیٹیاں نبوت کریں گی۔۔۔'' (اعمال ۲:۱۷)

یوحنا رسول ہمیں یہاں باخبر کر رہا ہے کہ ہم، ''مخالفِ مسیح کی رُوح'' اور گمراہی کی رُوح سے ہوشیار اور چوکنے رہیں۔ مسیح کے رسول پولس نے اپنے ساتھی تیمتھیس کو اِس خطرناک اور دُھوکے باز شیطانی رُوح سے خبردار کرتے ہوئے کہا، ''۔۔۔رُوح صاف فرماتا ہے کہ آیندہ زمانوں میں بعض لوگ گمراہ کرنے والی رُوحوں اور شیاطین کی تعلیم کی طرف متوجہ ہو کر ایمان سے برگشتہ ہو جائیں گے۔ یہ اُن جھوٹے آدمیوں کی ریاکاری کے باعث ہو گا۔۔۔'' (۱۔تیمتھیس ۴:۱۔۲)

یوحنا رسول ہمیں ہدایت و نصیحت کرتا ہے کہ ہم نہ صرف ''نبیوں'' کو جانچیں اور پرکھیں بلکہ اُس رُوح کی بھی اچھی طرح سے چھان بین کریں جو اُنہیں اُبھارتی اور بھڑکاتی ہے۔ جھوٹے بنی سچائی جاننے میں سخت غلطی کرتے ہیں کیونکہ وہ خلوصِ دِل اور پوری نیک نیتی کے ساتھ سچائی جاننے اور سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے بلکہ ریاکاری اور دھوکے سے کام لیتے ہیں جس کی وجہ سے شیطانی اثر و رسوخ بڑی آسانی سے اُن پر غلبہ پا لیتا ہے۔ وہ نبی جنہیں اپنی غلطی کا احساس ہو جاتا ہے، وہ حکمت و سمجھ حاصل کر کے اپنی غلطی کو دُور کر سکتے ہیں۔

اور وہ نبی جن کی نیت صاف نہیں ہوتی، بالکل لاعلاج ہوتے ہیں، حکمت، سمجھ اور نصیحت کا اُن پر کچھ اثر نہیں ہوتا کیونکہ اُنہوں نے ریاکاری و گمراہی کا دامن تھام کر اپنے آپ کو شیطانی اثر و رسوخ کے حوالے کر دیا ہے۔ ایسے نبی یقیناً دھوکے باز اور فریبی ہوتے ہیں۔ ایسے نبیوں سے اُن لوگوں کو بچنا اور محفوظ رہنا چاہیے جو حق و سچائی کی تلاش میں ہیں۔

ہمیں جھوٹے نبیوں کے وجود سے حیران نہیں ہونا چاہیے کیونکہ شیطان بھی اپنے آپ کو نورانی فرشتے کا ہمشکل بنا لیتا ہے۔ پس اگر اُس کے خادم بھی راستبازی کے خادموں کے ہمشکل بن جائیں تو کچھ بڑی بات نہیں (۲-کرنتھیوں ۱۱: ۱۴-۱۵)۔

پولس رسول بھی ہمیں خدا کے رُوح اور مخالفِ مسیح کے رُوح میں فرق و تمیز کرنے کیلئے پرکھنے و جانچنے کا ایک اُصول بتاتے ہوئے کہتا ہے، "پس مَیں تمہیں جتاتا ہوں کہ جو کوئی خدا کے رُوح کی ہدایت سے بولتا ہے وہ نہیں کہتا کہ یسوع ملعُون ہے اور نہ کوئی رُوح اُلقدس کے بغیر کہہ سکتا ہے کہ یسوع خداوند ہے۔" (۱-کرنتھیوں ۱۲: ۳)

یوحنا رسول کے وسیلے سے خدا نے پرچار کرنے اور تعلیم دینے والوں کو پرکھنے اور جانچنے کیلئے چار اُصول دیئے ہیں جن کی روشنی میں ہم اُن کی تعلیم و پیغام کی بُنیادی اور اہم ترین روحانی باتوں کو پہچان سکتے ہیں۔ پرکھنے کا پہلا اُصول، ہم پوچھیں کہ مسیح یسوع کے بارے میں اُس کی تعلیم کیا ہے۔ جان پہچان حاصل کرنے کے اِس اُصول کا ذکر یوحنا کے پہلے الہامی خط کے ۵ باب کی ۲

سے ۵ آیت میں ہے۔ آج کے پروگرام میں ہم صرف پہلے اُصول پر بات چیت کریں گے جس پر عمل کر کے ہم پرچار کرنے اور تعلیم دینے والے کو پرکھ سکتے ہیں، اور باقی کے تین اُصول، پہلا یہ کہ تعلیم دینے والا مسیح کے رسولوں کی تعلیم و پیغام کی تابعداری و اطاعت کرتا ہے (۱-یوحنا۴:۶)۔ دوسرا، یہ کہ اُس کے طرزِ زندگی میں خدا کی سیرت و کردار کی خوبیاں نظر آتی ہیں (۱-یوحنا۴:۷-۱۲)۔ اور الٰہی تعلیم دینے والے ہر مُبلغ کو جانچنے اور پرکھنے کا آخری اُصول یہ ہے، کیا اُس کی اپنی زندگی میں خدا کے پاک رُوح کے پھل نظر آتے ہیں (۱-یوحنا۴:۱۳)۔

یوحنا رسول کے زمانے میں جب اُس نے یہ الہامی خط لکھا، اور آج کے زمانے میں بھی یہ کوئی ایسا مسئلہ نہیں جس کا اتفاقاً یا کبھی کبھار اُن کو سامنا کرنا پڑتا ہے جو خدا کی مرضی کو پوری ایمانداری و وفاداری سے پورا کرنا چاہتے ہیں، بلکہ کل بھی اور آج بھی، ''بہت سے جھوٹے نبی دُنیا میں نکل کھڑے ہوئے ہیں۔'' (۱-یوحنا۴:۱) لہٰذا ہر اِنسان گمراہ و برگشتہ ہونے کے خطرے میں ہے۔ اِسی لئے اُسے سخت ضرورت ہے کہ وہ پرکھنے و جانچنے کے کسی ایسے اُصول پر عمل کرے جس کی روشنی میں وہ اُن لوگوں کو پہچان سکے جو دعوٰی کرتے ہیں کہ وہ خدا کی طرف سے بول رہے ہیں۔

ہر جھوٹے نبی یا جھوٹی تعلیم دینے والے کا تعلق ''دُنیا سے'' ہے (۱-یوحنا۴:۵)۔ دُنیا ایک ایسی جگہ ہے جو خدا سے دُور کرنے والی نہایت بُنیادی چیزوں کا مرکز ہے، مثلاً جسم کی خواہش، آنکھوں کی خواہش اور زندگی کی شیخی

(۱-یوحنا۲:۱۶)۔ دُنیا ایک ایسی جگہ ہے جہاں جھوٹے نبی یا جھوٹی تعلیم دینے والے، اپنی رُوحانی، فلسفیاتی اور اخلاقی تعلیم کی وجہ سے دُنیا کے شریک بن جاتے ہیں۔ لیکن پھر بھی وہ خدا کی خدمت کرنے والے ہر شخص کیلئے ایک ایسا خطرہ ثابت ہوتے ہیں جس کا انجام ہلاکت ہے، کیونکہ عین ممکن ہے کہ اُن کی دغابازی اور دھوکے بازی سے بھرپور چکنی چپڑی خوشامدانہ باتیں اُس کی آنکھوں میں دھول جھونک دیں۔

جھوٹی اور بُرائی سے بھرپور شیطانی طاقتوں کی پرکھ و پہچان کیلئے نہایت ضروری ہے کہ ہم خدا کے پاک رُوح کی موجودگی کو پہچاننے اور جاننے کی کوشش کریں۔ یوحنا رسول کے وسیلے سے خدائے بزرگ و برتر نے فرمایا، ''خدا کے رُوح کو تم اِس طرح پہچان سکتے ہو کہ جو کوئی رُوح اِقرار کرے کہ یسوع مسیح مجسم ہو کر آیا ہے وہ خدا کی طرف سے ہے۔'' (۱-یوحنا۴:۲)

صرف گمراہی کی رُوح کو پہچاننا ہی ضروری و اہم نہیں۔ دوسرے لفظوں میں یہ کہ ''جھوٹے نبیوں'' کی پرکھ و پہچان ہی ضروری نہیں بلکہ یہ جاننا بھی ضروری ہے کہ جو وہ کہہ رہے ہیں کیا وہ صحیح اور سچ ہے، اور اِس سے بھی زیادہ اہم بات یہ ہے کہ ''خدا کے رُوح'' کو پہچانیں (۱-یوحنا۴:۲)۔ کیونکہ اگر ہم خدا کے رُوح کو پہچان لیں تو تب ہمیں ''مخالفِ مسیح کی روح '' کو پہچاننے میں مشکل پیش نہیں آئے گی (۱-یوحنا۴:۳)۔ ''مخالفِ مسیح کی رُوح'' کو گمراہی کی رُوح بھی کہتے ہیں (۱-یوحنا۴:۶)۔

پہلا طریقہ جس سے ہم ''خدا کی رُوح'' اور ''مخالفِ مسیح کی رُوح'' کو پہچان سکتے ہیں یہ ہے کہ مسیح کے بارے میں اُن کی تعلیم و عقیدہ کیا ہے۔ یہ ایک نہایت اہم اور ضروری بات ہے کیونکہ مسیح، بنی نوع اِنسان کیلئے خدا کے ابدی منصوبے کا مرکزی کردار یا بُنیادی نکتہ ہے۔ یوحنا رسول کہتا ہے، ''۔۔۔جو کوئی رُوح اقرار کرے کہ یسوع مسیح مجسم ہو کر آیا ہے وہ خدا کی طرف سے ہے۔'' (۱-یوحنا۴:۲)

مسیح کو اپنا نجات دہندہ قبول کرنے کیلئے ہمارے لئے نہایت ضروری ہے کہ مسیح کے متعلق سچائی اور حق کو تسلیم کریں۔ اِن بُنیادی سچائیوں میں سے ایک سچائی یہ ہے کہ ''یسوع مسیح مجسم ہو کر آیا۔'' (۱-یوحنا۴:۲) اگر مسیح ''گناہ آلودہ جسم کی صورت میں'' (رومیوں۸:۳) نہ آتا تو ہمارے لئے گناہوں کی قربانی بھی نہ ہوتی، کیونکہ مسیح جسم کی شکل اختیار کرنے سے پہلے غیرفانی تھا۔ بیت لحم میں پیدا ہونے سے پہلے وہ خدا کی صورت پر غیرفانی حالت میں موجود تھا۔ (فلپیوں ۲:۵، ۱-تیمتھیس۶:۱۵-۱۶)

اگر مسیح یسوع جسم کی صورت میں دُنیا میں نہ آتا، اور اِنسان کی شکل اختیار نہ کرتا تو وہ غیرفانی ہی رہتا، اور خدا کا بنی نوع اِنسان کی نجات کا منصوبہ کبھی پایہ تکمیل تک نہ پہنچتا۔ اگر مسیح صلیب پر بنی نوع اِنسان کے لئے اپنی جان کا نذرانہ پیش نہ کرتا تو وہ کبھی بھی ہمارے گناہوں کا کفارہ ادا نہ کر سکتا، اور نہ ہی وہ ہمارا نجات دہند بن سکتا، یعنی اُس کی قربانی ہمارے گناہوں کی معافی کا سبب بنی اور یوں وہ ہمارا نجات دہندہ بن گیا۔ یوحنا رسول کہتا ہے،

"۔۔۔وہی ہمارے گناہوں کا کفارہ ہے اور نہ صرف ہمارے ہی گناہوں کا بلکہ تمام دُنیا کے گناہوں کا بھی۔" (۱-یوحنا۲:۲)

لیکن سوال یہ ہے کہ کیا ہم خدا کا بنی نوع اِنسان کی نجات کیلئے منصوبہ جو مسیح کی قربانی، ہمارے گناہوں کی معافی، کفارے و نجات کی صورت میں پایہ تکمیل تک پہنچتا ہے قبول کرنا چاہتے ہیں؟ کیا ہم تسلیم کرتے ہیں کہ مسیح ہمیں گناہوں سے بچانے کیلئے خدا کی طرف سے مجسم ہو کر دُنیا میں آیا؟

اکیسواں باب

مسیح یسوع زندگی کا محور و مرکز

(۱-یوحنا ۴:۳-۴)

ہم رُوحانی تعلیم کو صحیح طور پر کیسے پرکھ سکتے ہیں؟ یوحنا رسول اِس کا ایک ایسا جواب دیتا ہے جس کی ہم سب کو ضرورت ہے۔ مذہب کے بارے میں سچائی جاننے اور پرکھنے کا اہم ترین نکتہ و مرکز بذاتِ خود مسیح ہے۔ یوحنا رسول کا پہلا خط، چار باب اور اُس کی تین آیت میں لکھا ہے، ''اور جو کوئی رُوح یسوع کا اقرار نہ کرے وہ خدا کی طرف سے نہیں اور یہی مخالفِ مسیح کی رُوح ہے جس کی خبر تم سن چکے ہو کہ وہ آنے والی ہے بلکہ اَب بھی دُنیا میں موجود ہے۔''

''جو کوئی رُوح'' یہ الفاظ ہماری توجہ اُس ''نبی'' کی طرف نہیں جو خدا کے پیغام کے پرچار کا دعویٰ کرتا ہے بلکہ قوت و طاقت دینے والی اُس رُوح کی طرف دِلاتی ہے جو اُسے اُبھارتی اور تحریک دیتی ہے۔ ممکن ہے کہ ایک اُستاد بہت پُرتعریف اور قابلِ تحسین تعلیم دیتا ہے، لیکن ہمیں اُس کی تعلیم کی صحت و سچائی تنقیدی نکتۂ نظر سے پرکھنے اور جانچنے کی ضرورت ہے کہ مسیح کے بارے میں اُس کا مرکزی اور بُنیادی تصور کیا ہے۔ بہت سے نبی اور پیغام دینے والے زبانی کلامی تو تسلیم کرتے ہیں کہ مسیح یسوع کنواری مریم سے پیدا ہوا، لیکن ساتھ ساتھ وہ اِس حقیقت کا بھی اِنکار کرتے ہیں کہ مسیح کو صلیب دیا گیا یا وہ مُردوں

میں سے جی اُٹھا۔ کچھ نبی اور پیغام دینے والے کہتے ہیں کہ مسیح نے کبھی وفات نہیں پائی بلکہ وہ تو موت کے تجربہ سے گزرے بغیر ہی آسمان پر اُٹھا لیا گیا۔ اِس طرح وہ مسیح کی موت، دفن کِئے جانے اور مُردوں میں سے جی اُٹھنے کا جو مسیح یسوع کی اپنی تعلیم کا بنیادی اور مرکزی پیغام ہے اِنکار کرتے ہیں۔

کچھ نبیوں کی تعلیم سے نجات دہندے کے اِس کام کا بھی انکار ہوتا ہے کہ وہ دُنیا کے گناہ اُٹھانے کیلئے ہماری خاطر صلیب پر قربان ہوا۔ اُن کی نظر میں یسوع محض خدا کا مسیح ہے، نہ کہ خدا کا برہ ہے جو دُنیا کے گناہ اُٹھا لے جاتا ہے (یوحنا ۱:۲۹)۔ وہ عظیم قربانی جو خدا نے ابرہام کے بیٹے کو چھڑانے کیلئے دی، اُس سے بھی عظیم تر قربانی کی طرف اشارہ دیتی ہے جو خدا نے مسیح کے وسیلے سے دُنیا کو چھڑانے کیلئے دی۔ اِسی لئے یوحنا اصطباغی نے مسیح یسوع کو لوگوں سے خدا کا برہ کہکر متعارف کروایا جو دُنیا کا گناہ اُٹھا لے جاتا ہے۔

جھوٹے نبی نہ صرف یسوع کے مجسم ہونے کا اِنکار کرتے ہیں بلکہ اُس کی ذات کا اِنکار بھی کرتے ہیں کہ وہ کون ہے اور اُس نے کیا کِیا جب وہ بنی نوع اِنسان کے بیچ میں رہا۔ وہ مسیح کے بارے میں اُن حقائق کا اِنکار بھی کرتے ہیں جو مسیح کے مسیح ہونے کے متعلق ہیں۔ یہی ایک پرکھ و پہچان بہت سے نبیوں اور پیغام دینے والوں کی سچائی و ایمانداری کو کھول کر ہمارے سامنے رکھ دیتی ہے، اور اِس سے ہم اُس تحریک دینے اور اُبھارنے والی رُوح کو بھی پہچان سکتے ہیں جو اُن کے سارے نظام کو چلاتی ہے۔

جب یوحنا رسول کہتا ہے کہ ''۔۔۔یہی مخالفِ مسیح کی رُوح ہے جس کی خبر تم سن چکے ہو کہ وہ آنے والی ہے۔۔۔'' (۱-یوحنا ۴:۳) وہ پھر اُسی موضوع کو دہراتا ہے جس کا ذکر اُس نے ۲ باب کی ۱۸ سے ۱۹ آیت میں کِیا۔ مگر یہاں وہ اِس نہایت نازک و باریک موضوع کے بارے میں بہت ہی ضروری و اہم معلومات فراہم کرتا ہے۔ یوحنا رسول نے جس مخالفِ مسیح کا ذکر کِیا ہے پولس رسول نے اُسے تھسلنیکیوں کے نام دوسرے خط کے دو باب کی تین آیت میں ''گناہ کا شخص'' اور ''ہلاکت کا فرزند'' کہکر مخاطب کِیا ہے۔ بِلا شک و شبہ تھسلنیکیوں میں مسیح کے پیروکاروں کے نام پولس رسول کے خط سے ہی یسوع کے پیروکاروں نے جن کے نام یوحنا رسول اپنا یہ الہامی خط لکھ رہا ہے مخالفِ مسیح کے بارے میں سُنا کہ وہ آ رہا ہے۔

یوحنا رسول نے اپنے اِس خط کے دوسرے باب کی ۱۸ آیت میں بتایا کہ ''۔۔۔اَب بھی بہت سے مخالفِ مسیح پیدا ہو گئے ہیں۔'' یہ پیش رو ہیں، اِس سے پہلے کہ حتمی و آخری مخالفِ مسیح ظاہر ہو۔ یہاں باب چار کی تین آیت میں یوحنا رسول ہمیں مزید بتاتا ہے کہ مسیح کی مخالف اِس بڑی تحریک کے پیچھے بھڑکانے اور اُبھارنے والی وہ رُوح ہے جس کو وہ ''مخالفِ مسیح کی رُوح'' کہتا ہے۔ اِس کا صاف مطلب یہ ہوا کہ شیطانی رُوحیں پوری طرح اپنا کام کر رہی ہیں تاکہ پورے زور و طاقت سے نجات دہندے کے خلاف کھڑی ہو جائیں۔

جب یوحنا رسول کہتا ہے کہ ''۔۔۔بلکہ اَب بھی دُنیا میں موجود ہے۔'' (۱-یوحنا۴:۳) جو چیز موجود ہے اُس سے اُس کی مُراد ''مخالفِ مسیح کی رُوح''

ہے۔ یوحنا رسول کا یہ دعویٰ کہ شیطانی رُوحیں، ''اَب بھی دُنیا میں موجود ہیں،'' پولس رسول کے اِس بیان سے بالکل ملتا جلتا ہے کہ ''۔۔۔بے دینی کا بھید تو اَب بھی تاثیر کرتا جاتا ہے۔۔۔'' (۲۔تھسلنیکیوں۲:۷)

جونہی مسیح یسوع نے اپنی عظیم ترین عالمگیر تحریک کا آغاز کِیا، شیطان نے بھی اپنے جھوٹے اور پُرفریب پیغامات بھیجنے شروع کر دیئے۔ شیطان کے پیغام رساں جھوٹے نبیوں نے لوگوں کو مسیح کے بارے میں غلط اور گمراہ کن پیغامات سے بہکانا شروع کر دیا۔ وہ جھوٹے نبی حتمی اور آخری مخالفِ مسیح کا پیش رو تھے۔

مسیح کے سچے پیروکار کے بارے میں یوحنا رسول کہتا ہے، ''اَے بچو! تم خدا سے ہو اور اُن پر غالب آ گئے ہو کیونکہ جو تم میں ہے وہ اُس سے بڑا ہے جو دُنیا میں ہے۔'' (۱۔یوحنا۴:۴) مسیحیوں کی اُن جماعتوں کو جن کے نام یوحنا رسول نے پہلے پہل اپنا یہ الہامی خط لکھا، بُرے عناصر سے پاک صاف کِیا جا رہا تھا۔ ''بہت سے مخالفِ مسیح'' جن کا یوحنا کے پہلے خط کے دو باب کی اٹھارہ آیت میں، اور ''بہت سے جھوٹے نبی'' جن کا یوحنا کے پہلے خط کے چار باب کی پہلی آیت میں ذکر ہے، مسیح کے سچے اور ایماندار پیروکاروں کی جماعت کو چھوڑ کر دُنیا میں نکل کھڑے ہوئے۔

یوحنا رسول مسیح کے پیروکاروں کو بتاتا ہے کہ جھوٹے نبی کیوں سچے اور باایمان لوگوں کی پاک جماعت کو چھوڑ گئے ہیں۔ وہ کہتا ہے، ''اَے بچو! تم خدا سے ہو اور اُن پر غالب آ گئے ہو۔۔۔'' (۱۔یوحنا۴:۴)

وہ مخالفِ مسیح جھوٹے ارادے اور مقصد کے تحت مسیح کے سچے پیروکاروں کی جماعت میں شامل ہو گئے تھے، اور اَب وہ "۔۔۔دُنیا میں نکل کھڑے ہوئے ہیں۔" (۱۔یوحنا۴:۱) کیونکہ دُنیا ہی وہ جگہ ہے جہاں اُن کو واقعی رہنا چاہیے۔ یہی وہ جگہ ہے جہاں اُن کے تصورات، مقاصد اور خیالات دوسروں سے پورے طور پر بالکل ملتے جلتے ہیں۔ اور جو مسیح کے پیروکاروں کی جماعت میں پیچھے رہ گئے، وہ درحقیقت خدا سے ہیں۔

مسیح کے پیروکار، "اُن پر غالب آ گئے" ہیں۔ کوئی شک و شبہ نہیں کہ یہاں "اُن پر" سے مُراد "بہت سے جھوٹے نبی" ہیں (۱۔یوحنا۴:۱)۔ ایسا لگتا ہے کہ ایک کشمکش تھی جس کے تحت جھوٹے نبیوں نے مسیح کے پیروکاروں کی جماعت پر غالب آنے کی کوشش کی، اور یہ ممکن ہے کہ اُن مخالفِ مسیح نے مسیح کے بارے میں اپنی جھوٹی تعلیم مسیح کی جماعت میں پھیلانے کی کوشش کی تا کہ وہ مسیح کے پیروکاروں کی جماعت کے باقاعدہ پروگرام میں شامل ہو جائے۔ لیکن خدا کا شکر ہو کہ وہ لوگ جنہوں نے شروع سے سنا اور شروع ہی سے اُن میں وفاداری و تابعداری سے قائم تھا، فتح مند ہو کر اُن پر غالب آئے (۱۔یوحنا۲:۲۴، ۳:۱۱)، اور اِس طرح مسیح کے پیروکاروں کی جماعت مخالفِ مسیح سرگرمیوں کا مرکز و نشانہ بننے سے بچ گئی۔ اِسی لئے مسیح کے اُن پیروکاروں کو کہا گیا کہ تم غالب آئے ہو، "۔۔۔کیونکہ جو تم میں ہے وہ اُس سے بڑا ہے جو دُنیا میں ہے۔" (۱۔یوحنا۴:۴)

مسیح کے سچے پیروکار فتح مند ہوئے اُس ہلاک ہونے والی کشمکش میں جو تاریکی کی طاقتوں اور اُن کے اِنسانی چیلوں کے ساتھ تھی جو جھوٹے نبی کہلاتے ہیں۔ اِس فتح کی حتمی وقطعی وجہ اُن کا ذاتی استحکام و مضبوطی، ذاتی ایمانداری و سچائی یا ذاتی حلیمی و فروتنی نہ تھی (بِلاشک و شبہ یہ تمام خوبیاں اُن میں تھیں، جو وہ مسیح کی مخالف طاقتوں پر غالب آنے کیلئے اِستعمال کرتے تھے) لیکن اُن کی فتح کا بنیادی مقصد یہ تھا کہ ''خدا کی رُوح '' اُن میں کام کر رہی تھی۔

مگر اِس کے برعکس ''مخالفِ مسیح کی رُوح'' اور ''گمراہی کی رُوح'' تھی جو اُن جھوٹے نبیوں میں کام کر رہی تھی جو دُنیا میں نکل کھڑے ہوئے تھے۔ لیکن یہ ''خدا کی رُوح'' ہے جو ''خدا کے بچوں'' میں کام کر رہی ہے۔ یہ وہ رُوح ہے ''جو اُس نے ہمیں دیا ہے'' (۱-یوحنا۳: ۲۴)۔ خدا، خدا ہے، ''خدا کی رُوح'' جو خدا کے بچوں میں کام کرتی ہے، ''مخالفِ مسیح کی رُوح'' اور ''گمراہی کی رُوح'' سے بڑی ہے جو جھوٹے نبیوں اور دُنیا میں کام کرتی ہے۔

کیا آپ مخالفِ مسیح کی رُوح اور گمراہی کی رُوح پر غالب آنا چاہتے ہیں؟ کیا آپ چاہتے ہیں کہ خدا کی رُوح آپ کے اندر بھی اپنا عجیب کام کرے؟

بائیِسواں باب

نبیوں کی پرکھ و پہچان

(۱-یوحنا ۴:۵-۶)

جھوٹے نبیوں سے خطرہ اِس قدر زیادہ ہے کہ یوحنا رسول ہمیں اُن کے بارے میں مزید معلومات فراہم کرتا ہے۔ سب سے پہلے وہ ہمیں بتاتا ہے کہ ''وہ دُنیا سے ہیں۔ اِس واسطے دُنیا کی سی کہتے ہیں۔۔۔'' (۱-یوحنا ۴:۵)

وہ اپنے پیغام و تعلیم کو کسی طرح بھی چھپانے کی کوشش کیوں نہ کریں، ''بہت سے جھوٹے نبیوں'' کا جو ''مخالفِ مسیح'' کہلاتے ہیں بُنیادی پیغام واضح کرتا ہے کہ وہ دُنیا سے ہیں۔ مسیح اُن کی تعلیم و پیغام کا مرکز و بُنیاد نہیں ہے۔

اُن کی تعلیم و پیغام کی سب سے بُنیادی باتیں دُنیا کی بُنیادی باتوں سے بالکل ملتی جلتی ہیں۔ اُن کی بُنیادی باتیں یہ ہیں، ''جسم کی خواہش اور آنکھوں کی خواہش اور زندگی کی شیخی'' (۱-یوحنا ۲:۱۶)۔ جھوٹے نبی بھی اِسی طرح سے ملتی جلتی باتیں کرتے ہیں جو کہ ایک اہم ترین اُصول ہے جس پر دُنیا اور عام تصور و فلاسفی کی بُنیاد قائم ہے۔

جھوٹے نبی اِس لئے خاص و عام میں پسند کِئے جاتے ہیں کیونکہ ''۔۔۔دُنیا اُن کی سُنتی ہے۔'' (۱-یوحنا ۴:۵) لفظ ''دُنیا'' سے مُراد معاشرہ، سماج یا عام لوگ ہیں جن کی زندگی کا بُنیادی تصور و اُصول ہے ''جسم کی خواہش اور

یا عام لوگ ہیں جن کی زندگی کا بُنیادی تصور و اُصول ہے ''جسم کی خواہش اور آنکھوں کی خواہش اور زندگی کی شیخی۔''

یہ دُنیا شعوری طور پر بڑی حساس ہے، اور اِس میں رہنے والے لوگ جھوٹے نبیوں کے پیغام و تعلیم سے متاثر ہوتے ہیں کیونکہ اُن کے پیغام و تعلیم کی بُنیادی باتیں آپس میں بالکل ملتی جلتی ہیں۔ یہ دُنیا اُس پیغام و تعلیم کو خواہ وہ کتنی ہی احمقانہ اور پیچیدہ کیوں نہ ہو پسند کرتی ہے کیونکہ وہ اُس کے خود غرض، شہوت پرست، بے اُصول عقائد سے مطابقت رکھتی ہے۔

یقیناً دُنیا ایسے پیغام و تعلیم دینے والے کو بڑی عزت و قدر کی نگاہ سے دیکھے گی جو اُس کے بُنیادی تصورات اور خیالات سے ملتا جلتا ہو گا۔ دُنیا مسلسل تصدیق و تائید، قبولیت و خوشنودی اور قدر و احترام چاہتی ہے تاکہ اپنے مجرمانہ اور گناہ آلودہ ضمیر کو تسلی و اطمینان دے سکے۔ دُنیا اُن کی بڑی عزت و قدر کرتی ہے جو دُنیا کی ہر بات کو قبول کرتے ہیں، اور جس کی تلاش میں یہ ہر دم رہتی ہے۔ اِس کے برعکس، جو اِس کی باتوں کو قبول نہیں کرتے بلکہ الٹا چیلنج کر دیتے ہیں، اُن کے خلاف عداوت و دُشمنی رکھتی ہے۔ اِسی لئے مسیح یسوع نے فرمایا، ''دُنیا تم سے عداوت نہیں رکھ سکتی لیکن مجھ سے رکھتی ہے کیونکہ مَیں اُس پر گواہی دیتا ہوں کہ اُس کے کام بُرے ہیں۔'' (یوحنا ۷:۷)

جب یوحنا رسول کہتا ہے کہ ''دُنیا اُن کی سُنتی ہے'' ممکن ہے اِس سے اُس کا اشارہ اُن جھوٹے نبیوں کی طرف ہے جو مسیح کے سچے پیروکاروں میں اپنا اثر و رسوخ ختم ہونے کے بعد دُنیا کی بڑی تعداد کو اپنا پیغام سنانے میں کامیاب

ہو گئے۔ خواہ کچھ بھی کیوں نہ ہو مسیح کے سچے پیروکار جھوٹے نبیوں کی دُنیا میں جھوٹی شہرت و عزت سے خوف زدہ نہیں ہوں گے کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ وہ کون سی جھوٹی بُنیاد ہے جس پر دُنیا نے اُن کو اپنے ہاتھوں پر اُٹھا رکھا ہے۔

''بہت سے جھوٹے نبیوں'' اور ''بہت سے مخالفِ مسیح'' کا بُنیادی پیغام و تعلیم خواہ وہ کسی بھی طرح کے جال میں لپٹی ہوئی کیوں نہ ہو ظاہر کرتی ہے کہ ''نبی'' اور ''مخالفِ مسیح'' بذاتِ خود ''۔۔دُنیا سے ہیں۔ اِس واسطے دُنیا کی سی کہتے ہیں اور دُنیا اُن کی سُنتی ہے۔'' (۱-یوحنا ۴:۵)

مسیح اُن کی تعلیم و پیغام کا مرکز و بُنیاد نہیں ہے۔ اُن کا سب سے مرکزی اور بُنیادی پیغام ''جسم کی خواہش اور آنکھوں کی خواہش اور زندگی کی شیخی'' سے بالکل ملتا جلتا ہے۔ یقیناً اُن کے پیغام و تعلیم کی نہائت اہم بنیادی باتیں دُنیا کی فلاسفی اور طرزِ زندگی سے بالکل ملتی جلتی اور مطابقت رکھتی ہیں۔

اِس کے باوجود کہ جھوٹے نبیوں کا پیغام و تعلیم جھوٹ و فریب پر مبنی ہے، مگر پھر بھی ''دُنیا اُن کی سُنتی ہے۔'' اُن کے جھوٹے اور پُرفریب پیغام و تعلیم کو اِتنی شدت سے قبول کرنے کی وجہ بالکل واضح اور صاف ہے، کیونکہ دُنیا اور اُس میں رہنے والے لوگوں کی بُنیادی ترجیح اور باتیں، ''جسم کی خواہش اور آنکھوں کی خواہش اور زندگی کی شیخی'' پر مبنی ہیں۔ وہ ہر اُس تعلیم و پیغام کو خواہ وہ کتنا ہی احمقانہ اور تاریک و پیچیدہ کیوں نہ ہو پہچان لیتی ہے جو در حقیقت اُس کے اپنے خود غرض، شہوت پرست اور بے اُصول عقائد سے مطابقت رکھتا ہے۔

یقیناً دُنیا اُس پیغام و تعلیم کو جو اُس کے تصورات و خیالات کی عکاسی کرتی ہے عزت و قدر کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔ دُنیا مسلسل تصدیق و تائید، قبولیت و خوشنودی اور قدر و عزت چاہتی ہے، اور وہ جو دُنیا کی جھوٹی باتوں کو قبول و پسند کرتے ہیں اُنہیں شہرت اور تعریفی کلمات بلکہ اکثر روپیہ پیسے سے بھی نوازتی ہے۔

اِس کے برعکس، دُنیا ہر اُس تصور و خیال سے عداوت و دُشمنی رکھتی ہے جو اُس کے جھوٹے اور پُرفریب عقائد اور اُصولوں کے خلاف ہوتا ہے۔ اِسی لئے مسیح یسوع نے فرمایا، ''دُنیا تم سے عداوت نہیں رکھ سکتی لیکن مجھ سے رکھتی ہے کیونکہ مَیں اُس پر گواہی دیتا ہوں کہ اُس کے کام بُرے ہیں۔'' (یوحنا ۷:۷)

جب یوحنا رسول کہتا ہے کہ ''دُنیا اُن کی سُنتی ہے'' تو ممکن ہے کہ اُس کا اشارہ اُن جھوٹے نبیوں کی طرف ہے جو کلیسیا یعنی چرچ سے رشتہ و تعلق توڑ کر دُنیا کو اپنا پیغام سُنانے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ لیکن مسیح کے سچے پیروکار جھوٹے نبیوں کی شہرت و عزت کو دیکھکر قطعی متاثر اور خوف زدہ نہیں ہوں گے کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ کِس جھوٹی بُنیاد پر اُنہوں نے دُنیا میں اپنی جھوٹی شان و مقبولیت حاصل کی ہے۔

اپنے پہلے الہامی خط کے ۴ باب کی ۶ آیت میں یوحنا رسول ہمارے سامنے دوسرا اُصول اور ٹیسٹ رکھتا ہے جس کی روشنی میں ہم نبی یا پیغام دینے والے کو حقیقی طور پر پہچان سکتے ہیں کہ وہ جو خدا کی طرف سے بولنے کا دعویٰ کر رہا ہے۔ کیا وہ واقعی خدا کی طرف سے بول رہا ہے؟ یوحنا رسول کہتا ہے،

''ہم خدا سے ہیں۔ جو خدا کو جانتا ہے وہ ہماری سُنتا ہے۔ جو خدا سے نہیں وہ ہماری نہیں سُنتا۔ اِسی سے ہم حق کی رُوح اور گمراہی کی رُوح کو پہچان سکتے ہیں۔'' (۱۔یوحنا ۶:۴)

نبی اور پیغام دینے والے کو پہچاننے کا پہلا اُصول اور ٹیسٹ یہ ہے کہ مسیح کے بارے میں اُس کی تعلیم کیا ہے۔ دوسرا اُصول اور ٹیسٹ یہ ہے کہ ''نبی'' جب مسیح کے رسولوں کی تعلیم کو سُنتا ہے تو اُس کا جواب یا ردِعمل کیا ہوتا ہے۔ لفظ ''ہم'' جو چھ آیت میں استعمال ہوا ہے اُس کی وضاحت یوحنا رسول اِسی باب کی ۱۴ آیت میں کرتا ہے۔ وہ کہتا ہے، ''اور ہم نے دیکھ لیا ہے اور گواہی دیتے ہیں کہ باپ نے بیٹے کو دُنیا کا منجی کر کے بھیجا ہے۔'' (۱۔یوحنا ۱۴:۴)

رسولوں کی یہ گواہیاں ایک مثالی اور اہم ترین حیثیت رکھتی ہیں۔ پطرس رسول ہمیں بتاتا ہے، ''اُس کو (یعنی مسیح کو) خدا نے تیسرے دِن جلایا اور ظاہر بھی کر دیا، نہ کہ ساری اُمت پر بلکہ اُن گواہوں پر جو آگے سے خدا کے چُنے ہوئے تھے یعنی ہم پر جنہوں نے اُس کے مُردوں میں سے جی اُٹھنے کے بعد اُس کے ساتھ کھایا پیا۔ اور اُس نے ہمیں حکم دیا کہ اُمت میں مُنادی کرو اور گواہی دو کہ یہ وہی ہے جو خدا کی طرف سے زندوں اور مُردوں کا منصف مقرر کِیا گیا۔'' (اعمال ۱۰:۴۰-۴۲)

یہی وہ پیغام ہے جس کی کسوٹی پر ہم پرکھ سکتے ہیں کہ وہ نبی خدا کو جانتے ہیں یا نہیں۔ جو کوئی خدا کے بارے میں تعلیم و پیغام دینے کا دعویٰ کرتا

ہے مگر مسیح کے رسولوں کی مستند، ٹھوس اور جامع الہامی گواہی رد کرتا ہے، اُس کو خدا کے ہاں سے قبولیت و خوشنودی حاصل نہیں ہوتی۔ بِلا شک و شبہ وہ ''نبی'' یا پیغام دینے والا خدا کی طرف سے ہرگز نہیں۔

سچائی آنکھوں دیکھی گواہی سے مستند، جامع اور ٹھوس ہوتی ہے۔ مسیح یسوع کے معاملے میں گواہی دینے والے، ''آگے کو خدا کے چُنے ہوئے تھے۔'' پھر خدا نے اُن کو نہائت قیمتی اور انمول موقع فراہم کِیا کہ ساڑھے تین سال تک اُس عظیم ہستی کے ساتھ قریبی تعلق و رفاقت رکھیں جس کے بارے میں اُن کو آگے چل کر گواہی دینا تھی۔ ایسی حالت میں گواہوں کیلیئے غلط پہچان اور جھوٹ پر مبنی گواہی دینے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ رُوح جو ایک ''نبی'' یا پیغام دینے والے کو رسولوں کی گواہی پر مبنی مستند و جامع پیغام و تعلیم کو رد کرنے پر مجبور کرتی ہے، وہ خدا کی طرف سے ہرگز نہیں ہو سکتی بلکہ وہ ''گمراہی کی رُوح اور ''مخالفِ مسیح کی رُوح'' ہے، اور یہی وہ ترازو ہے جس پر رکھ کر ''۔۔۔ہم حق کی رُوح اور گمراہی کی رُوح کو پہچان لیتے ہیں۔'' (۱-یوحنا ۶:۴)

تیئیسواں باب

محبت کی اِبتدا و آغاز

(۱-یوحنا ۴:۷-۱۱)

یوحنا رسول نے ہمیں دو اُصول یا ٹیسٹ دیئے ہیں جن کی کسوٹی پر ہم نبی یا پیغام دینے والے کی پرکھ کر سکتے ہیں کہ وہ خدا سے ہے یا نہیں۔ اور اِس پروگرام میں وہ تیسرا اُصول یا ٹیسٹ پیش کرتا ہے جس کو اِستعمال کر کے ہم اُس رُوح کو پہچان سکتے ہیں جس سے ''نبی'' یا پیغام دینے والا بولتا ہے۔ اگر وہ واقعی خدا کی طرف سے بولتا ہے تو سب سے پہلے یہ دیکھنا نہایت ضروری ہے کہ مسیح کے بارے میں وہ کیا تعلیم دیتا ہے۔ دوسرا یہ کہ مسیح کے رسولوں کی تعلیم کو وہ عزت و قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہے یا نہیں۔ اور تیسرا اُصول یا ٹیسٹ یہ ہے کہ اُس کی اپنی زندگی اور پیغام و تعلیم میں خدا کی سیرت و کردار اور اُوصاف و خوبیوں کا عکس نظر آتا ہے۔ اِسی لئے یوحنا رسول کہتا ہے، ''اَے عزیزو! آؤ ہم ایک دوسرے سے محبت رکھیں کیونکہ محبت خدا کی طرف سے ہے اور جو کوئی محبت رکھتا ہے وہ خدا سے پیدا ہوا ہے اور خدا کو جانتا ہے۔'' (۱-یوحنا ۴:۷)

خدا کے بے شمار اُوصاف میں سے محبت ایسی خوبی اور وصف ہے جو عظیم ترین ہے۔ اِسی لئے یوحنا رسول کہتا ہے، ''محبت خدا کی طرف سے ہے۔''

''مخالفِ مسیح'' کو ''جھوٹے نبی'' بھی کہتے ہیں، اُنہوں نے اپنا ایک گروپ یا جماعت بنا لی جس کا انجام آخرِ کار مسیح کے پیروکاروں سے علیحدگی کی صُورت میں نکلا (۱-یوحنا ۲:۱۹)۔ یہاں یوحنا رسول ہمیں بتانے کی کوشش کر رہا ہے کہ ''جو کوئی محبت رکھتا ہے وہ خدا سے پیدا ہوا ہے اور خدا کو جانتا ہے۔''

ایک نبی یا پیغام دینے والا اگر دعویٰ کرتا ہے کہ وہ خدا کی طرف سے بولنے کی صلاحیت رکھتا ہے تو اُس کے لئے نہایت ضروری و اہم ہے کہ وہ اپنی تعلیم و پیغام اور اپنی زندگی سے خدا کی سیرت و کردار اور وصف و خوبیاں پیدا کرے۔ اور اگر وہ اپنی تعلیم و پیغام اور اپنی زندگی سے خدا کی محبت ظاہر نہیں کرتا تو وہ خدا کو نہیں جانتا، اور ایسی حالت میں وہ خدا کے نبی کی حیثیت سے کام کیسے کر سکتا ہے؟

مخالفِ مسیح یا جھوٹے نبیوں کی سیرت و کردار کی بُنیادی کمزوری جس نے اُن کو مسیح کے پیروکاروں کی جماعت سے الگ ہونے پر مجبور کِیا، خدا کی محبت سے بالکل مختلف و برعکس ہے۔ جن لوگوں نے مسیح کے پیروکاروں کی جماعت سے الگ ہونے کا منصوبہ بنایا، وہ خدا کی طرف سے پیدا نہیں ہوئے اور نہ ہی خدا کو جانتے ہیں، اِس کے باوجود کہ وہ دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ خدا کے نبی ہیں۔

ایک بہت ہی آسان سا اُصول یا ٹیسٹ ہے جس کی بِنا پر ہم خدا کے نبی ہونے کا دعویٰ کرنے والوں کو پرکھ سکتے ہیں، اور وہ اُصول اور ٹیسٹ یہ ہے کہ ''جو محبت نہیں رکھتا وہ خدا کو نہیں جانتا۔۔'' (۱-یوحنا ۴:۸) وہ جو نبی یا

پیغام دینے والے بن کر خدا کی طرف سے بولنے کا دعویٰ کرتے ہیں، اُنہوں نے اپنے بارے میں سچائی خود ہی کھول کر رکھ دی ہے۔ اُنہوں نے خدا کی محبت کا مظاہرہ نہیں کِیا، بلکہ اِس کے برعکس وہ مسیح کے پیروکاروں سے الگ ہونے کے جُرم میں شریک ہیں۔ جیسا کہ یوحنا رسول کہتا ہے، ''۔۔۔وہ نکلے تو ہم ہی میں سے۔۔۔'' (۱۔یوحنا ۲:۱۹) اور آج بھی وہ خدا کے بچوں کو بڑی مکاری و فریب سے خدا سے دُور کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ جو لوگ خدا کو جانتے ہی نہیں وہ خدا کی طرف سے بول کیسے سکتے ہیں۔

خدا کے بارے میں زبانی یا لفظی ظہور و مکاشفہ کا اعلیٰ ترین نکتۂ عروج ہمیں بتاتا ہے کہ ''۔۔۔خدا محبت ہے۔'' (۱۔یوحنا ۴:۸) یہ خوبی خدا کی ہستی و ذات کی خوبیوں اور اُوصاف میں سے اتنی اہم و ضروری ہے کہ یوحنا رسول نے اُس کو اپنے الہامی خط کے ۴ باب کی ۱۶ آیت میں پھر دہرایا ہے۔ صرف خدا کا مسیح یسوع میں شخصی یا ذاتی ظہور و مکاشفہ اِس اعلیٰ ترین زبانی ظہور و مکاشفہ پر فوقیت لے جا سکتا ہے۔

یوحنا کی معرفت خدائے بزرگ و برتر نے ہمیں اپنے بارے میں تین تعریفی بیان دیئے ہیں۔ پہلا، یوحنا کی انجیل ۴ باب اُس کی ۲۴ آیت میں ہے، جہاں لکھا ہے، ''خدا رُوح ہے۔۔۔'' اِس کے بعد یوحنا کا پہلا الہامی خط اُس کے پہلے باب کی ۵ آیت میں ہمیں بتایا گیا ہے کہ ''۔۔۔خدا نُور ہے۔۔۔'' اور آخر میں ہم اُس نکتۂ عروج پر پہنچ جاتے ہیں جہاں ظاہر کِیا گیا ہے کہ ''۔۔۔خدا محبت ہے۔''

اَب وہ جو نبی یا پیغام دینے والا ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں، اگر اُن میں خدا کی اِن اعلیٰ ترین، افضل ترین اور اہم ترین خوبیوں اور اُوصاف کی محض ایک جھلک بھی نظرنہیں آتی تو وہ خدا کی طرف سے بولنے کا دعویٰ کیسے کر سکتے ہیں؟ یقیناً ایسے لوگ جھوٹے نبی اور جھوٹا پیغام دینے والے ہیں۔

خدا کی محبت نبی نوع اِنسان کی تخلیق سے بہت پہلے موجود تھی۔ یہ حقیقت ہم اِس لئے جانتے ہیں کیونکہ یہ خدا کی فطرت و طبیعت کا ایک لازمی حصہ ہے۔ خدا محبت ہے، اِسی لئے جب سے دُنیا تخلیق ہوئی ہے خدا کی محبت ہمیں کئی رنگ و انداز میں نظر آتی ہے۔ مثال کے طور پر دُنیا میں قِسم قِسم اور رنگ رنگ کے خوشبودار، ذائقہ دار اور منہ میں پانی بھر آنے والے کھانوں پر ایک نظر ڈالیئے۔ یہ نعمت کہاں سے آء؟، صاف ظاہر ہے کہ یہ سب کچھ اُس نے بنایا جو اپنے بندوں سے محبت رکھتا ہے۔ اِسی طرح ذرا موسم کے خوبصورت رنگوں پر ایک نظر ڈالیئے۔ کِس باقاعدگی اور پیشین گوئی سے موسم بدلتے ہیں۔ سمندر کا اُتار چڑھاؤ اور نظامِ کائنات بھی اپنے تخلیق کار کی محبت ظاہر کرتا ہے۔ اِس طرح اُس نے بنی نوع اِنسان کیلئے سہولت و آسانی پیدا کر دی کہ وہ موسم کو دیکھ کر اپنی منصوبہ بندی کر سکے اور موسم کے بارے میں پیشین گوئی کر سکے۔ لیکن بنی نوع اِنسان نے اپنے آپ کو اِس حد تک بے رحم و سنگدل بنا لیا ہے کہ قدرتی ظہور و مکاشفہ کے ذریعہ خدا کا پیغام اُس پر کچھ اثر نہیں کرتا (زبور ۷۳:۲۲)۔ لیکن خدا کے پاس اپنی عظیم ترین محبت کو کاملیت تک پہنچانے کیلئے عظیم ترین ظہور و مکاشفہ موجود تھا۔ اُس نے اپنی عظیم ترین محبت ہم پر اِس طرح ظاہر کی

کہ ’’۔۔۔خدا نے اپنے اکلوتے بیٹے کو دُنیا میں بھیجا ہے تاکہ ہم اُس کے سبب سے زندہ رہیں۔‘‘ (۱-یوحنا ۹:۴)

آیت ۹ اور ۱۰ میں پولس رسول اور یوحنا رسول کی آسمانی محبت کے بارے میں تفسیر و تشریح ملتی جلتی ہیں۔ خدا کی عظیم محبت کی عظمت و وسعت کو سمجھنے کیلئے خدا نے ہمیں پولس رسول کے وسیلے سے یاد دِلایا، ’’کسی راستباز کی خاطر بھی مشکل سے کوئی اپنی جان دے گا مگر شاید کسی نیک آدمی کیلئے کوئی اپنی جان تک دے دینے کی جرأت کرے۔ لیکن خدا اپنی محبت کی خوبی ہم پر یوں ظاہر کرتا ہے کہ جب ہم گنہگار ہی تھے تو مسیح ہماری خاطر مُؤا۔‘‘ (رومیوں ۵:۷-۸)

اِسی طرح خدا کی رُوح نے یوحنا رسول کے وسیلے سے ہمیں بتایا کہ ’’جو محبت خدا کو ہم سے ہے وہ اِس سے ظاہر ہوئی کہ خدا نے اپنے اکلوتے بیٹے کو دُنیا میں بھیجا ہے تاکہ ہم اُس کے سبب سے زندہ رہیں۔‘‘ (۱-یوحنا ۹:۴)

اِس کے باوجود کہ خدا نے ہمارے لئے بہت کچھ کِیا ہے، مگر ہم ابھی تک خدا کی عظیم محبت کے خلاف بغاوت کرنے کے سبب سے نتیجے کے طور پر موت کی سزا کے تحت ہیں۔ موت کی سزا سے چھڑا کر زندگی بخشنے کیلئے، ’’خدا نے اپنے اکلوتے بیٹے کو دُنیا میں بھیجا ہے تاکہ ہم اُس کے سبب سے زندہ رہیں۔‘‘

یہ بڑی حیران کن بات ہے کہ ہم اِنسانوں نے خدا کو اُس کے پیار و محبت کا پیار و محبت سے جواب نہیں دیا۔ ظاہر ہے کہ ہم خود بخود وجود میں نہیں

آئے۔ ہم تخلیق کی ہوئی مخلوق ہیں، اور یہ بھی صاف ظاہر ہے کہ ہم خود اپنی پرورش و نگہبانی نہیں کر سکتے۔ ہماری پرورش و نگہبانی اُوپر سے ہوتی ہے۔ ہماری زندگیاں ایسے حالات پر تکیہ و بھروسہ کرتی ہیں جن کو نہ تو ہم تخلیق کر سکتے ہیں اور نہ ہی اپنے اختیار میں کر سکتے ہیں۔ اِسی لئے، ''۔۔۔اُس نے ہم سے محبت کی۔۔۔'' (۱-یوحنا ۴:۱۰) لیکن ہم نے پھر بھی اُس کی محبت کا جواب محبت سے دینے کیلئے کوئی قدم نہیں اُٹھایا۔ یہ خدا ہی ہے جو ہم سے محبت کرنے کیلئے ہماری طرف قدم بڑھاتا رہا۔ ہماری حالت دیکھ کر آخرِ کار اُس نے محبت و قربانی سے بھرپور ایک حتمی و قطعی قدم اُٹھایا، ''محبت اِس میں نہیں کہ ہم نے خدا سے محبت کی بلکہ اِس میں ہے کہ اُس نے ہم سے محبت کی اور ہمارے گناہوں کے کفارے کیلئے اپنے بیٹے کو بھیجا۔'' (۱-یوحنا ۴:۱۰)

خدا نے بنی نوع اِنسان سے اپنی عظیم محبت و قربانی کا ایک اعلیٰ اور افضل ترین نمونہ اپنے بیٹے کو ہمارے گناہوں کے کفارے کیلئے دُنیا میں بھیج کر دیا۔

خدا نے ماضی میں ہمارے لئے اِتنا کچھ بھیجا کہ ہم شمار میں نہیں لا سکتے۔ لیکن اپنی الٰہی محبت کو نکتۂ عروج تک پہنچانے کیلئے اُس نے اپنے بیٹے کو بھیجا۔ اُس نے اُسے ہمیں مجرم یا قصوروار ٹھہرانے یا ہماری عدالت کرنے کیلئے دُنیا میں نہیں بھیجا، حالانکہ وہ پورے اِنصاف سے ایسا کر سکتا تھا (یوحنا ۱۲:۴۷)۔ ظاہر ہے کہ خدا نے اُسے دُنیا میں عزت و قدر پانے کیلئے بھی نہیں بھیجا، بلکہ اُس نے اپنے بیٹے مسیح کو، ''۔۔۔ہمارے گناہوں کے کفارے کے

بھیجا، بلکہ اُس نے اپنے بیٹے مسیح کو، "۔۔۔ہمارے گناہوں کے کفارے کے لئے۔۔۔ بھیجا۔" (۱۔یوحنا ۴:۱۰)

اِس کا مطلب یہ ہوا کہ خدا نے مسیح کو دُنیا میں اِس لئے بھیجا کہ وہ خدا سے اِنسان کی صلح و ملاپ کروانے کیلئے اُن شرائط کو پورا کر سکے جس کا آسمانی عدل و انصاف تقاضا کرتا ہے۔ خدا نے اپنے بیٹے مسیح کو ہم سے اپنی عظیم محبت کے آخری و حتمی اظہار کو نکتۂ عروج تک پہنچانے کیلئے بھیجا۔

اخلاقی رویے اور اخلاقی حسنِ سلوک کی بُنیاد خدا کی سیرت و کردار ہے، کیونکہ "۔۔۔جب خدا نے ہم سے ایسی محبت کی تو ہم پر بھی ایک دوسرے سے محبت رکھنا فرض ہے۔" (۱۔یوحنا ۴:۱۱) یہ اُصول ایک نہایت طاقتور اور پُرزور طریقے سے مسیح یسوع نے بے رحم نوکر کی تمثیل سے اَور بھی وضاحت سے بیان کِیا ہے (متی ۱۸:۲۱۔۳۵)۔ بے رحم نوکر سے پوچھا گیا کہ "کیا تجھے لازم نہ تھا کہ جیسا مَیں نے تجھ پر رحم کِیا تُو بھی اپنے ہمخدمت پر رحم کرتا؟"

جھوٹے نبی اور جھوٹا پیغام دینے والے جو دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ خدا کی طرف سے بول رہے ہیں، اُنھوں نے اپنے ذاتی اور شخصی کردار و رویے سے خدا کی سیرت و خوبیاں ظاہر نہیں کیں۔ لہٰذا اُن کا دوسروں سے سلوک و رویہ دیکھکر ہم اندازہ لگا سکتے ہیں خدا کے کردار و سیرت نے اُن پر کیا اثر کِیا ہے۔ اِسی سے ہم اُن کے اندر اُس رُوح کو بھی پرکھ و پہچان سکتے ہیں جس کے وسیلے سے وہ خدا کی طرف سے بولنے اور تعلیم دینے کا دعویٰ کرتے ہیں۔

چوبیسواں باب

دِل و جان سے خُدا کی پہچان

(۱۔یوحنا ۴:۱۲۔۱۴)

ہر شخص کو خدا کے بارے میں کچھ نہ کچھ پتہ ضرور ہے۔ مگر سوال یہ ہے کہ بنی نوع اِنسان خالقِ کائنات کے کتنا اور کِس قدر قریب ہو سکتا ہے؟ یوحنا رسول اِس کا جواب دیتے ہوئے لکھتا ہے، ''خدا کو کبھی کسی نے نہیں دیکھا۔ اگر ہم ایک دوسرے سے محبت رکھتے ہیں تو خدا ہم میں رہتا ہے اور اُس کی محبت ہمارے دِل میں کامل ہو گئی ہے۔'' (۱۔یوحنا ۴:۱۲)

بائبل مقدس میں چوتھی اِنجیل میں مسیح یسوع کے بارے میں اُسی یوحنا نے یہ الہامی خط لکھنے سے کافی عرصہ پہلے جس کا آج ہم مطالعہ کر رہے ہیں، ظاہر کِیا کہ ''خدا کو کسی نے کبھی نہیں دیکھا۔ اکلوتا بیٹا جو باپ کی گود میں ہے اُسی نے ظاہر کیا۔'' (یوحنا ۱:۱۸) یہاں باپ سے مراد خدا ہے۔

شائد جھوٹے نبیوں اور جھوٹا پیغام دینے والوں کا ایک دعویٰ یہ تھا کہ اُنہوں نے خدا کو دیکھا ہے اور اِس لئے اُن کے پاس مسیح کے عام پیروکاروں سے زیادہ اہم اور گہرا علم ہے۔ غالباً یہی وجہ ہے کہ یوحنا رسول نے اپنا وہی بیان اپنے پہلے الہامی خط میں پھر دہرایا ہے کہ ''خدا کو کبھی کسی نے نہیں دیکھا۔''

آخرِ کار خدا کو دیکھنا ہی ہر مسیحی کی اُمید اور آس ہے۔ جیسا کہ یوحنا نے ہمیں پہلے ہی بتایا ہے کہ "۔۔۔اُس کو ویسا ہی دیکھیں گے جیسا وہ ہے۔" (ا-یوحنا ۳:۲) لیکن یہ وعدہ زمانۂ حال میں نہیں بلکہ مستقبل میں پورا ہو گا۔ لہذا وہ لوگ جو خدا کو زمانۂ حال میں دیکھنے کا دعویٰ کرتے ہیں نہ صرف جھوٹ بولتے ہیں بلکہ وہ مسیح کے پیروکاروں کی آس و اُمید کو خاک میں مِلانے کی کوشش کرتے ہیں۔

خدا کے ساتھ اعلیٰ و افضل تعلق و تجربہ صرف اُن لوگوں کو ہے جن کی زندگی میں خدا کی محبت بھرپور طور پر کام کر رہی ہوتی ہے، کیونکہ محبت خدا کی فطرت و طبیعت کا اہم و لازمی حصہ ہے۔ اِس لئے یوحنا رسول کہتا ہے، "۔۔۔اگر ہم ایک دوسرے سے محبت رکھتے ہیں تو خدا ہم میں رہتا ہے۔۔۔" خدا کی فطرت و طبیعت ہم میں خود بخود ظاہر ہو گی جب، "ہم ایک دوسرے سے محبت رکھتے ہیں۔"

جھوٹے نبی اور جھوٹا پیغام دینے والوں نے مسیح کے پیروکاروں کو اپنے پیچھے لگانے کی کوشش کی مگر وہ اپنی اِس چال میں کامیاب نہ ہو سکے۔ یوحنا رسول اپنے مسیحی بہن بھائیوں کو یاد دِلاتا ہے کہ جھوٹے نبی اور جھوٹا پیغام و تعلیم دینے والے ناکام ہو چکے ہیں، "وہ نکلے تو ہم ہی میں سے۔۔۔" (ا-یوحنا ۲:۱۹) اُنہوں نے مسیح کے پیروکاروں میں تفرقہ و جدائی ڈالنے کی بہت کوشش کی، جو یقیناً محبت کا نشان نہیں تھا۔ ظاہر ہے کہ اُن کو خدا کے بارے میں زیادہ گہرا علم اور پُختہ تجربہ نہ تھا۔ لہذا اُن کا یہ دعویٰ کہ اُنہوں نے خدا کو دیکھا ہے بالکل

اور پُختہ تجربہ نہ تھا۔ لہذا اُن کا یہ دعویٰ کہ اُنہوں نے خدا کو دیکھا ہے بالکل جھوٹ کا پلندہ ہے۔

یوحنا رسول مزید کہتا ہے، ''۔۔۔اُس کی محبت ہمارے دِل میں کامِل ہو گئی ہے۔'' کیونکہ مسیح کے سچے پیروکار محبت سے منہ نہیں موڑتے بلکہ محبت ہی کرتے رہتے ہیں اِس کے باوجود کہ کئی ایک نے مسیح کے پیغام و تعلیم اور اغراض و مقاصد کو بدلنے اور مسخ کر کے پیش کرنے کی کوشش کی، اِس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ خدا کی محبت اُن میں کامِل تھی۔ مسیح کے پیروکار میں محبت کے کامِل ہونے کا ثبوت اِس سے ملتا ہے کہ وہ دوسرے مسیحیوں سے کتنی محبت رکھتا ہے۔ جھوٹے نبی کامِل محبت کا مظاہرہ نہیں کر سکتے۔ وہ صرف ''۔۔۔چرانے اور مار ڈالنے اور ہلاک کرنے کو۔۔۔'' آئے ہیں (یوحنا ۱۰:۱۰)۔ وہ مسیح کے پیروکاروں کی سنگت و رفاقت میں ہی پروان چڑھ کر باہر نکل گئے ہیں، اور اَب وہ چاہتے ہیں کہ کلیسیا کو فریب دے کر گمراہ و برگشتہ کر دیں (۱-یوحنا ۲:۲۶، ۳:۷)۔

کیا مسیح کے ایک عام پیروکار کو خدا کے بارے میں اُن سے زیادہ گہرا علم ہے جو دعویٰ کرتے ہیں کہ اُنہوں نے خدا کو دیکھا ہے؟ یوحنا رسول کہتا ہے، ''چونکہ اُس نے اپنے رُوح میں سے ہمیں دیا ہے اِس سے ہم جانتے ہیں کہ ہم اُس میں قائم رہتے ہیں اور وہ ہم میں۔'' (۱-یوحنا ۴:۱۳)

ایک شخص کو نہ صرف یہ جاننے کی ضرورت ہے کہ وہ کیا جانتا ہے بلکہ یہ بھی کہ کیسے جانتا ہے۔ یوحنا کہتا ہے کہ ''اِس سے ہم جانتے ہیں'' محض یہ نہیں

کہ جانتے ہیں بلکہ ''اِس سے ہم جانتے ہیں۔'' نہ صرف خدا کو جاننے کا یہ علم ہم تک بار بار پہنچا، بلکہ جس طریقے سے پہنچا اور پہنچے گا اُس پر بھی زور دیا گیا۔

خدا کی حقیقت کو ثابت کرنے کیلئے یا خدا کے بارے میں زیادہ گہرائی سے جاننے کیلئے آنکھوں دیکھی شہادت ناممکن ہے کیونکہ جیسا کہ پچھلی آیت میں ہمیں بتایا گیا ہے کہ ''خدا کو کبھی کسی نے نہیں دیکھا۔'' یہ حقیقت پولس رسول کے وسیلے سے بیان کی ہوئی خوبیوں اور اُوصاف سے ملتی جلتی ہے۔ وہ لکھتا ہے، ''اَب ازلی بادشاہ یعنی غیرفانی نادیدہ واحد خدا کی عزت اور تمجید اُبدا لآباد ہوتی رہے، آمین۔'' (۱-تمیتھیس ۱:۱۷)

جبکہ خدا ''غیرفانی و نادیدہ'' ہے، لہٰذا ظاہر ہے کہ اُسے ''کبھی کسی نے نہیں دیکھا۔'' اور یہ بات بھی ہے کہ خدا کو دیکھنے سے ہم نہ تو ''جانتے'' ہیں اور نہ ہی اُس اعلیٰ ترین اور افضل ترین روحانی سچائی سے باخبر ہو سکتے ہیں۔

ہم خدا سے زیادہ بہتر بلکہ پورے طور پر باخبر و آگاہ ہوں گے جب، ''۔۔۔اُس میں قائم رہتے ہیں اور وہ ہم میں۔۔۔'' یہ دائمی حقیقت ہے جس سے مسیح کا سچا پیروکار بخوبی واقف ہے۔ ایک دوسرے میں قائم رہنے کا دو طرفہ عمل ہمیں خدا کو اپنی آنکھوں سے دیکھنے سے کہیں زیادہ قریبی اور گہرا علم بخشتا ہے۔

لیکن سوال یہ ہے کہ ہمیں کیسے پتہ چلے گا کہ کُل کائنات کے خالق و مالک کے ساتھ، ہمارا قریبی اور گہرا رشتہ قائم ہے؟ یوحنا رسول نے اگلی آیت میں اِس سلسلے میں ہماری مدد کر دی ہے۔ ہمارے پاس خدا کا بھرپور و گہرا علم و آگاہی آ سکتی ہے، ''چونکہ اُس نے اپنے رُوح میں سے ہمیں دیا ہے۔۔۔''

یہ ہے وہ طریقہ جس سے ہم جان سکتے ہیں کہ "۔۔۔ہم اُس میں قائم رہتے ہیں اور وہ ہم میں۔" ہر شخص جو سچے دِل سے مسیح کی پیروی کرتا ہے اُس کو خدا کے پاک رُوح کا یہ اعلیٰ و افضل تحفہ ملتا ہے جو اُس میں قائم رہتا ہے۔ یہ وہ وعدہ تھا جو مسیح کی بادشاہت قائم ہونے کے پہلے دِن کِیا گیا۔ پطرس رسول نے مختلف قوموں کی بڑی بھیڑ سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا، "۔۔۔توبہ کرو اور تم میں سے ہر ایک اپنے گناہوں کی معافی کیلئے یسوع مسیح کے نام پر بپتسمہ لے تو رُوح القدس اِنعام میں پاؤ گے۔" (اعمال ۳۸:۲) خدا کی رُوح مسیح کے پیروکار کو تسلی، ہدایت اور حوصلہ دیتی ہے۔

مسیح کے پیروکار میں خدا کے پاک روح کے قائم رہنے کی ٹھوس و جامع گواہی و شہادت آیت ۱۲ سے صاف واضح ہو جاتی ہے، جہاں یوحنا رسول لکھتا ہے، "۔۔۔اگر ہم ایک دوسرے سے محبت رکھتے ہیں تو خدا ہم میں رہتا ہے۔۔۔" وہ زندگی جس کا مرکز و محور پہلے نفرت و حقارت تھی، اَب خدا کی موجودگی نے اُسے لازوال محبت میں بدل دیا ہے، کیونکہ خدا محبت ہے اور محبت خدا سے ہے۔

جبکہ خدا بذاتِ خود غیرفانی و نادید ہے مگر مسیح دِکھائی دیتا تھا۔ یوحنا رسول مسیح کے پیروکاروں کو یاد دِلاتا ہے کہ "۔۔۔ہم نے دیکھ لیا ہے اور گواہی دیتے ہیں کہ باپ نے بیٹے کو دُنیا کا مُنجی کر کے بھیجا ہے۔" (۱-یوحنا ۱۴:۴)

جھوٹے اُستادوں اور جھوٹے نبیوں اور جھوٹا پیغام دینے والوں نے جھوٹا دعویٰ کِیا کہ اُنھوں نے خدا کو دیکھا ہے، لہٰذا وہ رُوحانی پیشوا اور راہنما بننے کی

پوری پوری قابلیت و صلاحیت رکھتے ہیں۔ یوحنا رسول ہمیں بتاتا ہے کہ اِن دھوکے بازوں اور مکاروں کے دعوے سراسر جھوٹے ہیں، کیونکہ وہ بڑی وضاحت سے کہتا ہے کہ ''خدا کو کبھی کسی نے نہیں دیکھا۔'' لیکن مسیح یسوع، ''۔۔۔اندیکھے خدا کی صورت۔۔۔'' تھا (کلسیوں ۱:۱۵)۔ یوحنا رسول نے اُس کو دیکھا تھا جو ''۔۔۔اُسکے (یعنی خدا کے) جلال کا پرتَو اور اُس کی ذات کا نقش ہو کر سب چیزوں کو اپنی قدرت کے کلام سے سنبھالتا ہے۔۔۔'' (عبرانیوں ۱:۳) کیونکہ وہ قیمتی اور سنہری موقع جو یوحنا اور دوسرے رسولوں کو نصیب ہوا کہ وہ اپنی آنکھوں سے مسیح کو دیکھیں، ایک ٹھوس اور مُستند گواہی ہے کہ باپ یعنی خدا نے اپنے بیٹے کو دُنیا کا نجات دہندہ بنا کر بھیجا تاکہ ہم اُس کی پیروی کر کے اپنے گناہوں سے نجات پائیں۔ کیا آپ مسیح کی پیروی کر کے اپنے گناہوں سے ہمیشہ ہمیشہ کیلئے چھُٹکارا پانا چاہتے ہیں؟ کیا آپ چاہتے ہیں کہ خدا آپ میں اور آپ خدا میں قائم رہیں؟

پچّیِسواں باب

خُدا کے ساتھ ابدی رفاقت

(۱-یوحنا ۴:۱۵-۱۸)

خدا اُن لوگوں سے انتہائی قریبی اور گہرا رشتہ و قربت رکھتا ہے جو دِل و جان سے اُس کی خدمت کرتے ہیں۔ یوحنا رسول کی معرفت خدائے بزرگ و برتر فرماتا ہے، ''جو کوئی اقرار کرتا ہے کہ یسوع خدا کا بیٹا ہے خدا اُس میں رہتا ہے اور وہ خدا میں۔'' (۱-یوحنا ۴:۱۵)

جب یوحنا کہتا ہے کہ ''جو کوئی اقرار کرتا ہے کہ یسوع خدا کا بیٹا ہے،'' اِس کا مطلب یہ ہوا کہ صرف اِتنا جاننا اور ایمان رکھنا ہی کافی نہیں کہ خدا، مسیح یسوع میں ہو کر دُنیا میں بنی نوع اِنسان کے پاس آیا۔ ہمارے لئے اِس ازلی سچائی کو دوسروں کے سامنے قبول کرنا بھی نہایت ضروری ہے۔

وہ شخص جو مسیح کے بارے میں سچائی کو کھلم کھلا قبول کرتا ہے، ''۔۔۔خدا اُس میں رہتا ہے اور وہ خدا میں۔'' (۱-یوحنا ۴:۱۴) یہ الہامی خط اُن کے لئے لکھا گیا ہے جو سرِ عام مسیح کی پیروی کرتے ہیں، جنہوں نے اپنی زندگیاں پہلے ہی مسیح کی تابعداری میں کر دی تھیں اور بپتسمہ بھی لے لیا تھا۔ اِسی وجہ سے جیسا کہ یوحنا رسول نے کہا، مسیح کے پیروکار جانتے ہیں کہ ''اُس نے اپنے رُوح میں سے ہمیں دیا ہے۔'' اُس کی رُوح کے وسیلے سے مسیح کے پیروکار

جانتے ہیں کہ خدا اُن میں رہتا ہے، اور اگر مسیح کا پیروکار مسلسل ''اقرار کرتا ہے کہ یسوع خدا کا بیٹا ہے،'' تو پھر، ''خدا اُس میں رہتا ہے اور وہ خدا میں۔''

ہر ایماندار شخص کے دِل میں سچائی کا علم ایمان و یقین کی طرف راہنمائی کرتا ہے۔ اِسی لئے یوحنا رسول نے کہا، ''۔۔۔اُس کو ہم جان گئے اور ہمیں اُس کا یقین ہے۔'' (۱-یوحنا ۴:۱۶) ایک ایماندار کے دِل میں ایمان و یقین حقائق و سچائی کے جاننے کے بعد پھلتا پھولتا ہے۔ ایسی صورت میں ایمان خدا کی محبت کے علم کی بدولت پروان چڑھتا ہے۔ جیسا کہ لکھا ہے، ''جو محبت خدا کو ہم سے ہے اُس کو ہم جان گئے اور ہمیں اُس کا یقین ہے۔۔۔'' (۱-یوحنا ۴:۱۶) خدا کی یہ محبت ہمارے اردگرد پھیلا ہوا ایک ثبوت ہے، مگر یہ محبت مسیح یسوع کی دُنیا میں آمد پر اپنے نقطۂ عروج کو پہنچی ہے، جس نے بنی نوع اِنسان کو گناہوں سے بچانے کیلئے اپنی جان قربان کر دی۔

تو پھر سوال یہ ہے کہ کوئی شخص کیسے جان سکتا ہے کہ وہ اِس باہمی دو طرفہ باطنی حضوری کو محسوس کر رہا ہے جس کی اِن الفاظ میں بڑی صفائی سے وضاحت کی گئی ہے کہ ''۔۔۔خدا اُس میں رہتا ہے اور وہ خدا میں''؟ (۱-یوحنا ۴:۱۵) اِس باہمی حضوری کو جاننے کا ایک طریقہ جس کو پہلے ہم دیکھ چکے ہیں، یہ ہے کہ مسیح کا پیروکار جانتا ہے کہ خدا اُس میں رہتا ہے، ''چونکہ اُس نے اپنے رُوح میں سے ہمیں دیا ہے۔۔۔'' (۱-یوحنا ۴:۱۳) اور ۴ باب کی ۱۶ آیت میں ایک اَور طریقہ ہے جس کو ہم اِس طرح ٹیسٹ کر سکتے ہیں کہ خدا اُس شخص میں رہتا ہے یا نہیں۔ وہ شخص ''۔۔۔جو محبت میں قائم رہتا ہے وہ خدا میں قائم رہتا

ہے اور خدا اُس میں قائم رہتا ہے۔'' جب اِنسان کا کردار و سیرت لاتعلق و لاپرواہ اور حاسد و خودغرض سے بدل کر سر تا پا محبت کا پیکر بن جاتا ہے تو دیکھنے والوں کو نظر آتا ہے کہ خدا اُس تبدیل شدہ شخص میں رہتا ہے اور اُس کی زندگی کی باگ ڈور خدا کے ہاتھ میں ہے۔

اِس باہمی دوطرفہ باطنی حضوری کی رفاقت سے یعنی جو خدا میں رہتا ہے اور جس میں خدا رہتا ہے، خوبصورت پھل پیدا ہوتے ہیں۔ ''اِسی سبب سے محبت ہم میں کامل ہو گئی ہے۔۔۔'' (۱-یوحنا ۴:۱۷) محبت ہم میں اُسی صورت میں کامل ہو گی جب خدا جو محبت ہے مسیح کے ہر پیروکار میں رہتا ہے۔ محبت کی کاملیت اِسی الٰہی حضوری سے نکلتی اور عروج کو پہنچتی ہے۔

خدا، مسیح پر ایمان لانے والے کے اندر محبت پیدا کرتا ہے، ''۔۔۔تاکہ ہمیں عدالت کے دِن دلیری ہو۔۔۔'' (۱-یوحنا ۴:۱۷) جب مسیح کے پیروکار کے دِل میں خدا کی محبت کامِل ہو جاتی ہے تو اُسے عدالت کے دِن سے خوف نہیں آتا بلکہ دلیری ہوتی ہے۔

خدا کی تحریک دینے والی محبت ایک مثالی اور قابلِ دید طرزِ زندگی سے خود بخود پھوٹ نکلتی ہے۔ جیسا کہ یوحنا رسول لکھتا ہے، ''۔۔۔کیونکہ جیسا وہ ہے ویسے ہی دُنیا میں ہم بھی ہیں۔'' (۱- یوحنا ۴:۱۷) خدا جو محبت ہے مسیح کے پیروکار کے دِل میں اور اُس کی زندگی میں رہتا ہے، جس کی وجہ سے دونوں طرف باہمی باطنی حضوری قائم رہتی ہے، جیسے خدا اور مسیح کے درمیان قائم رہتی ہے۔ اِس سے ایک اِنسان کی زندگی بالکل تبدیل ہو جاتی ہے، کیونکہ الٰہی محبت کی

طاقت اُس کی سیرت و کردار کو بدل دیتی ہے، اور مسیح کے پیروکار کی زندگی کا مرکز صرف اپنی ذات نہیں بلکہ خدا کی ذات ہوتی ہے، ''۔۔۔جیسا وہ ہے ویسے ہی دُنیا میں ہم بھی ہیں۔'' (۱-یوحنا ۴:۱۷) لہذا اِس کا مطلب یہ ہوا کہ مسیح کا سچا پیروکار الٰہی طاقت سے سرشار ہو کر اپنی زندگی بالکل اُسی طرح گزارنے کی کوشش کرتا ہے جیسے خدا کی ہے۔ جس کے باعث اُسے آسمانی عدالت کے دِن بڑی دلیری ہو گی۔

اُس زندگی کو جو خدا کی تحریک دینے والی عظیم محبت سے مائل ہوتی ہے، مثبت اور منفی دونوں نتائج نکلتے ہیں۔ جیسا کہ ہم نے پہلے ہی دیکھا کہ جس شخص میں یہ زندگی مثبت طریقے سے کام کرے گی، اُسے ''۔۔۔عدالت کے دِن دلیری ہو'' گی۔ اِن بیش قیمت مثبت نتائج کو مزید بہتر طور پر سمجھنے کیلئے خدا نے یوحنا رسول کے ذریعہ منفی انداز میں بیان کِیا ہے۔ وہ کہتا ہے، ''محبت میں خوف نہیں ہوتا بلکہ کامِل محبت خوف کو دُور کر دیتی ہے۔۔۔'' (۱-یوحنا ۴:۱۸) یقیناً محبت اور خوف یکساں طور ایک دوسرے کو الگ کر دیتے ہیں۔ خوف صرف اُس وقت ہوتا ہے جب دِل میں محبت نہ ہو اور سزا بھی نظر آ رہی ہو۔ مسیح کے وسیلے سے خدا کی محبت کے نتائج کا مثبت پہلو ہمیں دلیر بناتا ہے لیکن منفی پہلو ہمارے اندر خوف پیدا نہیں ہونے دے گا۔

یوحنا رسول ہمیں بتاتا ہے، ''۔۔۔خوف سے عذاب ہوتا ہے اور کوئی خوف کرنے والا محبت میں کامل نہیں ہوا۔'' (۱-یوحنا ۴:۱۸) اِس کا مطلب یہ ہوا کہ جو شخص خوف میں رہتا ہے وہ ابھی تک محبت میں کامل نہیں ہے۔

یہ بیان کہ ''۔۔۔خوف سے عذاب ہوتا ہے۔۔۔'' اِس جملے میں استعمال ہونے والا لفظ ''عذاب'' اصلی یونانی لفظ (کولاسیس) سے نکلا ہے، جس سے مراد وہ سزا ہے جو ماں باپ اپنے بچوں کو اُن کی اصلاح و تربیت کیلئے دیتے ہیں۔ یہ لفظ اُس مالی یا باغبان کیلئے بھی استعمال ہو سکتا ہے جو درختوں کی کاٹ چھانٹ کرتا ہے تاکہ وہ زیادہ اچھا پھل لائیں۔ ایک اَور مشہور و معروف لغت میں اِس لفظ کا ترجمہ ''سنوارنا'' کِیا گیا ہے۔

۴ باب کی ۱۸ آیت کا یہ مطلب نکلا کہ جب تک ہم ''محبت میں کامل'' نہیں ہو جاتے خدا ہماری مسلسل کاٹ چھانٹ، اصلاح و تربیت کرتا رہے گا۔ اصلاح، تربیت اور سنورنے کا عمل تکلیف دہ تو ضرور ہوتا ہے، لیکن ہم میں سے اکثر کیلئے یہی ایک طریقہ اور راہ ہے جس پر چل کر ہم محبت میں کاملیت کے اُس اعلیٰ و افضل معیار تک پہنچ سکتے ہیں جو خدا ہم میں پیدا کرنا چاہتا ہے۔

ہمیں اپنی حوصلہ افزائی کیلئے اِن الفاظ کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے جو بیٹوں کی طرح مخاطب کِئے گئے، ''۔۔۔اَے میرے بیٹے! خداوند کی تنبیہ کو ناچیز نہ جان اور جب وہ تجھے ملامت کرے تو بے دِل نہ ہو۔ کیونکہ جس سے خداوند محبت رکھتا ہے اُسے تنبیہ کرتا ہے اور جس کو بیٹا بنا لیتا ہے اُس کے کوڑے بھی لگاتا ہے۔ تم جو کچھ دُکھ سہتے ہو وہ تمہاری تربیت کیلئے ہے۔ خدا فرزند جان کر تمہارے ساتھ سلوک کرتا ہے۔ وہ کون سا بیٹا ہے جِسے باپ تنبیہ نہیں کرتا؟ اور اگر تمہیں وہ تنبیہ نہ کی گئی جس میں سب شریک ہیں تو تم حرامزادے ٹھہرے نہ کہ بیٹے۔ علاوہ اِس کے جب ہمارے جسمانی باپ ہمیں تنبیہ کرتے تھے اور ہم

اُن کی تعظیم کرتے رہے تو کیا رُوحوں کے باپ کی اِس سے زیادہ تابعداری نہ کریں جس سے ہم زندہ ہیں؟ وہ تو تھوڑے دِنوں کے واسطے اپنی سمجھ کے مُوافق تنبیہ کرتے تھے مگر یہ ہمارے فائدے کیلئے کرتا ہے تاکہ ہم بھی اُس کی پاکیزگی میں شامل ہو جائیں۔ اور بِالفعل ہر قِسم کی تنبیہ خوشی کا نہیں بلکہ غم کا باعث معلوم ہوتی ہے مگر جو اُس کو سہتے سہتے پختہ ہو گئے ہیں اُن کو بعد میں چین کے ساتھ راستبازی کا پھل بخشتی ہے۔" (عبرانیوں ۱۲: ۵-۱۱)

کیا آپ چاہتے ہیں کہ تربیت و اصلاح پا کر خدا کی محبت میں کامل ہو جائیں تاکہ اطمینان و سکون سے راستبازی کے پھل پیدا کریں؟

چھبّیسواں باب

محبت کی اِبتدا اور عملی ثبوت

(۱۔یوحنا ۴:۱۹۔۲۱)

مسیح کے پیروکاروں کو نہ صرف یہ حکم دیا گیا ہے کہ وہ ایک دوسرے سے محبت رکھیں بلکہ محبت کے اظہار کی طاقت بھی دی گئی ہے۔ محبت کے بارے میں ہماری ذمہ داری کی ایک جامع و کامل تصویر مسیح کے رسول یوحنا نے بڑی خوبصورتی سے کھینچی ہے۔ یوحنا نے ابتدائی مراحل میں یہ صحائف جو خدا نے اُسے دیئے یونانی زبان میں لکھے۔ محبت کے لئے ایک یونانی لفظ ''عروس'' استعمال ہوا ہے جس کا مطلب ہے جسمانی پُرجوش عشق و محبت۔ محبت کیلئے ایک اور یونانی لفظ ''فیلو'' استعمال ہوا ہے جس کا مطلب ہے چاہت، جیسے دو بھائیوں کے درمیان ہوتی ہے۔ لیکن محبت کی سب سے اعلیٰ و افضل شکل یونانی لفظ ''اگاپے'' سے ظاہر ہوتی ہے۔ یہ وہ محبت ہے جو دے کر کچھ لینے کی توقع نہیں رکھتی۔ یہ دوسروں کی بڑھائی چاہتی ہے، اور اُس کیلئے خوشی و شادمانی کا باعث ہوتی ہے جس کو یہ محبت دی جاتی ہے۔ یہی وہ محبت ہے جس کا مظاہرہ کرنے کا حکم مسیح کے پیروکاروں کو دیا گیا ہے۔ ہم اِس محبت کو کیسے پہچان سکتے ہیں؟ یوحنا رسول کہتا ہے، ''ہم اِس لئے محبت رکھتے ہیں کہ پہلے اُس نے ہم سے محبت رکھی۔'' (۱۔یوحنا ۴:۱۹)

سب سے پہلے یہ آیت کہتی ہے کہ ''ہم محبت رکھتے ہیں'' یہ نہیں کہتی کہ کِس سے محبت رکھتے ہیں، خدا سے یا خدا کی مخلوق سے، اپنے خاندان سے یا مسیح کے پیروکاروں سے۔ یہ آیت صرف اِتنا کہتی ہے کہ ''ہم محبت رکھتے ہیں۔'' اِس کو اِس سے کوئی غرض نہیں کِس سے محبت رکھی جائے بلکہ محبت کا عمل ہونا چاہیے خواہ کسی کے لئے بھی کیوں نہ ہو۔ گو یہ صاف طور پر کہتی ہے کہ مسیح کے پیروکار اب محبت رکھتے ہیں، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مسیح کے پیروکار بننے سے پہلے وہ محبت نہیں رکھتے تھے۔ اگر ہم دُنیا پر ایک نظر ڈالیں تو پتہ چلے گا کہ گناہ اور شیطان نے اِنسانی فطرت و طبیعت کو اِس طرح بگاڑ کر رکھ دیا تھا کہ محبت کا نام و نشان تک مٹ گیا۔ اِنسان کو محبت کرنا نئے سرے سے سیکھنا تھا۔ اُسے ضرورت تھی کہ محبت کرنا سیکھے۔ اُسے ضرورت تھی کہ کوئی اُس کے لئے مثال بنے، اور اُسے یہ بھی ضرورت تھی کہ محبت کیسے کرے۔

اِس آیت کے دوسرے حِصے میں یوحنا رسول کہتا ہے، ''کہ پہلے اُس نے ہم سے محبت رکھی۔'' ہمیں یہ جاننا چاہیے کہ سبق سکھانے والا کون ہے۔ یہ بذات خود خدا ہے۔ اِس کے باوجود کہ یہ بیان، ''کہ پہلے اُس نے ہم سے محبت رکھی'' زمانۂ ماضی میں اِستعمال کِیا گیا ہے مگر اُس کی محبت جاری و ساری ہے، یہ ماضی ہی میں نہیں کھو گیا۔ یہ بیان زمانۂ ماضی میں اِس لئے اِستعمال کِیا گیا ہے کہ اِس میں سبق تھا اِس سے پہلے کہ مسیح کے پیروکار خدا سے اور دوسرے لوگوں سے محبت کا عمل شروع کرتے۔ ہمارے چاروں طرف خدا کی محبت کی گواہیاں اور شہادتیں بکھری پڑی ہیں۔ بدلتے موسموں پر ایک نظر ڈالیئے کِس باقاعدگی

سے آتے جاتے ہیں، سمندر کی لہروں کو دیکھئے کِس طرح الٰہی مرضی و منصوبے کے تحت بہہ رہی ہیں، رات اور دِن کِس طرح آتے ہیں چلے جاتے ہیں، سردی کا موسم اور پھر گرمی کا موسم شروع ہو جاتا ہے، بیج بویا جاتا ہے اور پھر عین وقت پر فصل کاٹی جاتی ہے۔ یقیناً کوئی نہ کوئی ایسی ہستی ہے جو بڑی باقاعدگی اور پہلے دی گئی پیشین گوئی کے ساتھ اِس سارے نظام کو چلا رہی ہے، ورنہ ہر طرف افراتفری اور انتہائی بدنظمی کا سماں ہوتا۔ لیکن خدا کی محبت کے اِن قدرتی اظہار و ذرائع کے علاوہ اُس نے ہم پر اپنی قطعی و حتمی محبت ظاہر کرنے کیلئے اپنے بیٹے مسیح یسوع کو دُنیا میں بھیجا تا کہ وہ گناہ میں جکڑی ہوئی دُکھی اِنسانیت کا نجات دہندہ بن جائے۔

اِنسان کو نہ صرف یہ سبق سیکھنے کی ضرورت ہے کہ کس طرح محبت کرے بلکہ اُسے قوت و طاقت چاہیے جس کے وسیلے سے وہ تفرقوں، جدائیوں، حسد، خود غرضی اور نفرت کو محبت میں بدل سکے۔ یہ قوت و طاقت کیا ہے؟ اِس بارے میں آیت ۱۵ میں لکھا ہے، ''جو کوئی اقرار کرتا ہے کہ یسوع، خدا کا بیٹا ہے خدا اُس میں رہتا ہے اور وہ خدا میں۔'' جب خدا، مسیح کے پیروکار میں رہتا ہے تو صرف اُس وقت خدا کی قوت و طاقت اپنا اثر دِکھاتی ہے۔

یہ بہت ہی آسان سی بات ہے کہ ہم اپنے اندر کی اصلی حالت جاننے میں دھوکا کھا جائیں۔ ہمیں یہ جاننے کی ضرورت ہے کہ ہم میں خدا کی محبت واقعی ہے یا نہیں۔ خدا نے یوحنا رسول کے ذریعہ ہمیں بتایا ہے ہم کیسے اِس حقیقت کو ٹیسٹ کر سکتے ہیں۔ لکھا ہے، ''اگر کوئی کہے کہ مَیں خدا سے محبت رکھتا

ہوں اور وہ اپنے بھائی سے عداوت رکھے تو جھوٹا ہے کیونکہ جو اپنے بھائی سے جِسے اُس نے دیکھا ہے محبت نہیں رکھتا، وہ خدا سے بھی جِسے اُس نے نہیں دیکھا محبت نہیں رکھ سکتا۔'' (۱-یوحنا ۴:۲۰)

اِس آیت کے یہ الفاظ کہ ''اگر کوئی کہے کہ مَیں خدا سے محبت رکھتا ہوں'' یوحنا رسول اُس دعویٰ کو دہرا رہا ہے جو بہت سے لوگ خدا کے ساتھ اپنے رشتے وتعلق کے بارے میں کرتے ہیں۔ لیکن اِس دعویٰ کی تصدیق صرف اور صرف ہمارے دوسروں کے ساتھ تعلقات کی روشنی میں ہی ہو سکتی ہے۔

فرض کریں اگر ایک شخص کہتا ہے کہ ''مَیں خدا سے محبت رکھتا ہوں'' لیکن ''اپنے بھائی سے عداوت رکھے'' تو اُس کا یہ دعویٰ بالکل جھوٹا ہے۔ کِس طرح ایک شخص خدا سے محبت رکھ سکتا ہے جبکہ وہ اپنے جیسے دوسرے آدمی سے نفرت و عداوت رکھتا ہے جس کو خدا نے پیدا کِیا اور جِس سے خدا محبت رکھتا ہے؟ در حقیقت جس شخص سے ہم نفرت و عداوت رکھتے ہیں زندہ ثبوت ہے کہ خدا اُس سے محبت رکھتا ہے۔ ہماری زندگیاں اور ہم جیسے دوسرے اِنسانوں کی زندگیاں خدا کی محبت ہی کے وسیلے سے قائم و دائم ہیں۔ اگر کسی کو اِس بیان سے اختلاف ہو کہ جِس سے ہم نفرت کرتے ہیں اُس میں خدا کی محبت قائم و دائم ہے تو وہ اپنے آپ سے یہ سوال پوچھے کہ کون ہمارے بدن میں خوراک کے نظام کو چلا رہا ہے؟ کون ہے جو اُس ماحولیاتی نظام کی حفاظت کر رہا ہے جو ہمارے بدن میں خوراک کے نظام کو چلانے کیلئے مواد مہیا کر رہا ہے؟ دوسرے لفظوں میں یہ کہ خدا اُس سے محبت رکھتا ہے اِس لئے وہ اُس شخص کو جس سے

ہم نفرت رکھتے ہیں قائم و دائم رکھے ہوئے ہے۔ ظاہر ہے کہ ایسی حالت میں وہ شخص جو خدا سے محبت رکھنے کا دعویٰ کرتا ہے مگر اُس شخص سے نفرت کرتا ہے جِس سے خدا کو محبت ہے تو وہ، ''جھوٹا ہے کیونکہ جو اپنے بھائی سے جِسے اُس نے دیکھا ہے محبت نہیں رکھتا وہ خدا سے بھی جِسے اُس نے نہیں دیکھا محبت نہیں رکھ سکتا۔'' (۱-یوحنا ۴: ۲۰)

اپنے بھائی سے جِسے ہم نے دیکھا ہے محبت رکھنا آسان ہے اور خدا سے جِسے ہم نے نہیں دیکھا محبت رکھنا اِس سے کہیں مشکل ہے۔

شائد کوئی یہ خیال کرے کہ وہ صرف خدا سے محبت رکھے اور اپنے جیسے دوسرے اِنسان سے محبت کے جذبات نہ رکھے۔ لیکن یوحنا رسول کہتا ہے کہ اِس قِسم کے تصور کی کوئی گنجائش نہیں۔ وہ کہتا ہے، ''اور ہم کو اُس کی طرف سے یہ حُکم مِلا ہے کہ جو کوئی خدا سے محبت رکھتا ہے وہ اپنے بھائی سے بھی محبت رکھے۔'' (۱-یوحنا ۴: ۲۱)

''ہم کو اُس کی طرف سے یہ حُکم مِلا ہے'' مگر سوال یہ ہے کہ ہمیں یہ حکم کِس نے دیا ہے؟ یہ حکم موسیٰ کے زمانے بلکہ اُس سے بھی پہلے کا ہے۔ موسیٰ کی معرفت خدا نے کہا، ''سُن اَے اسرائیل! خداوند ہمارا خدا ایک ہی خداوند ہے۔ تُو اپنے سارے دِل اور اپنی ساری جان اور اپنی ساری طاقت سے خداوند اپنے خدا سے محبت رکھ۔'' (استثنا ۶: ۴-۵)

خدا نے یہ بھی فرمایا، ''تُو اِنتقام نہ لینا اور نہ اپنی قوم کی نسل سے کینہ رکھنا بلکہ اپنے ہمسایہ سے اپنی مانند محبت کرنا۔ مَیں خداوند ہوں۔'' (احبار ۱۹: ۱۸)

''۔۔۔جو کوئی خدا سے محبت رکھتا ہے وہ اپنے بھائی سے بھی محبت رکھے۔'' اِس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ ایک شخص خدا کو صرف اپنے بھائی کے ذریعہ ہی محبت کر سکتا ہے، بلکہ بھائی سے محبت اور خدا سے محبت ساتھ ساتھ چلتے ہیں اور دونوں کو ایک دوسرے سے الگ نہیں کِیا جا سکتا۔

اِس کے باوجود جب ہم لوگوں سے محبت کرتے ہیں تو خدا کو اپنی محبت دکھاتے ہیں۔ مسیح یسوع نے متی کی اِنجیل میں ہمیں یہی راہنما اُصول دیا ہے۔ اُنہوں نے فرمایا، ''۔۔۔تم نے میرے اِن سب سے چھوٹے بھائیوں میں سے کسی ایک کے ساتھ یہ سلُوک کِیا، تو میرے ہی ساتھ کِیا۔'' (متی ۲۵:۴۰)

ستائیسواں باب

اِیمان کی پرکھ و پہچان

(۱-یوحنا ۵:۱-۳)

مسیح کا پیروکار ہونے کے لئے ہمارے اندر اور باہر دونوں طرح سے ہماری ہستی کے بُنیادی پہلو شامل ہوتے ہیں، اور یہ نہائت ضروری ہے کہ ہم زندگی کے اِن اہم ترین پہلوؤں کی خاصیت و حقیقت کو جانچنے اور پرکھنے کیلئے عملی قدم اُٹھائیں۔ مسیح کے پیروکار کے اندرونی یا باطنی پہلوؤں کو جانچنے اور پرکھنے کیلئے، گو یہ پہلو چھپی ہوئی خوبیاں ہیں جن کو باہر نظر آنے والے پہلوؤں کے مقابلے میں، پہچاننا نہائت مشکل ہے۔ لازم ہے کہ مسیح کی پیروی کریں تا کہ صحیح سمجھ حاصل کر سکیں۔

ایک مسیحی کے اندر کی خاصیت و حقیقت میں سب سے بُنیادی پہلو خدا کی محبت ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ ہم کیسے محبت کو پرکھ سکتے ہیں؟ مسیحی ہونے کے لئے ایک اَور اندر کی ضروری خاصیت و حقیقت خدا اور مسیح پر ایمان رکھنا ہے۔ مسیح کا پیروکار کِس معیار اور کِس قاعدے و قانون کے تحت خود اپنے ایمان کو پرکھے گا؟ خدا نے یوحنا رسول کو ایک نہایت اعلیٰ اور بے مثال طریقہ سے اِستعمال کِیا کہ وہ ہماری اِن مشکل ترین پہلوؤں کو سمجھنے اور پرکھنے میں مدد کرے تا کہ ہم مسیح کے ساتھ ساتھ چل سکیں۔

یوحنا رسول خدا اور مسیح پر ایمان کو پرکھنے اور جانچنے کے تین ٹیسٹ یا طریقہ ہمارے سامنے رکھتا ہے۔ نمبر۱، محبت۔ نمبر۲، اخلاقی طاقت۔ اور نمبر۳، مسیح کی گواہی دینا۔

سب سے پہلے یوحنا رسول ہم پر واضح کرتا ہے کہ ایمان کو ہم محبت کے ترازو میں رکھ کر ٹیسٹ کر سکتے ہیں۔ وہ اِس ٹیسٹ کے بارے میں ہمیں بتاتا ہے کہ خدا کے بنی نوع اِنسان کے ساتھ صلح و ملاپ کرنے کے منصوبہ میں ایمان کتنا ضروری ہے۔ وہ کہتا ہے، ''جس کا یہ ایمان ہے کہ یسوع ہی مسیح ہے وہ خدا سے پیدا ہوا ہے۔۔۔'' (۱۔یوحنا ۵:۱)

یوحنا ہمیں یاد دلاتا ہے کہ مسیح پر ایمان لانے کا نتیجہ پیدائش کی صورت میں نکلتا ہے جس کے سبب سے ایماندار اُس خاندان کا ممبر بن جاتا ہے جو مسیح کی پیروی کرتا ہے۔ یہ خاندانی تعلق و رشتہ موقع فراہم کرتا ہے کہ ہم اپنے ایمان کی موجودگی اور اُس کی طاقت و قوت کا اندازہ لگا سکیں۔ یوحنا رسول کہتا ہے، ''۔۔۔اور جو کوئی والد سے محبت رکھتا ہے وہ اُس کی اولاد سے بھی محبت رکھتا ہے۔'' (۱۔یوحنا ۵:۱) اور اِس طرح محبت جس کو ہم نہ تو چھو سکتے ہیں اور نہ ہی محسوس کر سکتے اَب ایمان کی موجودگی، خوبی و خاصیت کو پرکھنے اور جانچنے کا ذریعہ بن جاتی ہے۔ ایمان کو بھی نہ ہم چُھو سکتے ہیں اور نہ محسوس کر سکتے ہیں۔

اِس ٹیسٹ کا نچوڑ یہ ہے اگر ہمارا ایمان یوحنا کے بیان کے مطابق ہو تو خدا ہمیں نئی زندگی بخشے گا، اور یہ نئی زندگی نئی پیدائش کا سبب بنے گی جس سے خاندانی تعلق و رشتہ جنم لے گا جو محبت کو مرکز و بُنیاد بنا کر پھلے پھولے گا۔

لہٰذا اِس کا مطلب یہ ہوا اگر کسی کے دِل میں محبت نہیں ہے جس سے خاندانی تعلق و رشتہ جنم لیتا ہے تو حقیقت یہ ہے کہ وہ اُس رشتے میں شامل ہی نہیں۔ اور اِس کا مطلب واضح طور پر یہ ہوا کہ وہ نئے سِرے سے پیدا ہی نہیں ہوا، جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ وہ مسیح پر ایمان میں بالکل خالی ہے یا ایمان میں کوئی نمایاں کمزوری ہے۔

محبت جس کا ذکر یوحنا رسول نے کِیا ہے، اُس کے دو اہم پہلو ہیں۔ پہلا یہ کہ محبت کا ایک سیدھا عمودی پہلو ہے۔ یہ بالکل واضح ہے کیونکہ جس شخص کو مسیح پر ایمان لانے کے سبب سے نئی زندگی ملتی ہے، وہ "والد سے محبت رکھتا ہے۔" (۱-یوحنا ۵:۱) اِس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ اُس سے محبت رکھتا ہے جس نے اُسے یہ حیرت انگیز زندگی بخشی ہے، اور وہ خدا ہے۔ لیکن محبت کا ایک متوازی پہلو بھی ہے، اور یہ اِس سے واضح ہوتا ہے کہ "وہ اُس کی اولاد سے بھی محبت رکھتا ہے۔" (۱-یوحنا ۵:۱) اِس کا مطلب یہ ہوا کہ جس کا مسیح پر ایمان ہے جس کے سبب سے نئی زندگی ملی وہ اُن سے بھی محبت رکھے گا جن کو نئی زندگی ملی ہے۔

یوحنا رسول کے بتائے ہوئے اِس ٹیسٹ کی تصدیق ہم اپنی خاندانی زندگی سے بخوبی کر سکتے ہیں۔ ذرا اندازہ لگائیے کہ ایک معصوم بچے کے دِل میں اپنے باپ کیلئے محبت کِس طرح جنم لیتی ہے؟ کیا خوشی، آرام اور بھروسہ کی بات نہیں کہ چھوٹا سا بچہ اپنے باپ کی مضبوط بانہوں میں ہے؟ کیا یہ اُس کی باپ سے محبت کی گواہی نہیں؟ مگر بچے کی اِس محبت کی بُنیاد کیا ہے؟ یہ باپ کی

نصیحت و تنبیہ اور عارضی تحریک و رغبت کی بِنا پر ہے۔ محبت بہت پہلے سے موجود تھی اِس سے پہلے کہ بچے پر اِن باتوں کا اثر ہوتا۔ چھوٹے بچے کی باپ کیلئے محبت، جس کے وسیلے سے خدا نے بچے کو زندگی دی، ایک طبعی محبت ہے جو بچے اور باپ کے تعلق و رشتے کی شکل میں ورثے میں ملتی ہے۔

یوحنا رسول کا اگلا بیان پچھلے بیان سے ذرا کم واضح لگتا ہے۔ جب بہن بھائیوں کے تعلقات میں حسد، ناراضگی، بغض و کینہ شامل ہو جائے تو کیا اِس سے یہ دعویٰ خطرہ میں نہیں پڑ جاتا کہ "۔۔۔جو کوئی والد سے محبت رکھتا ہے وہ اُس کی اولاد سے بھی محبت رکھتا ہے۔" (۱۔یوحنا ۱:۵) اگر ہم بہن بھائی کے رشتے و تعلق کا اندازہ لگائیں تو ہم کبھی بھی اِس نتیجے پر نہیں پہنچ سکتے۔ ممکن ہے کہ بھائی ایک لمحے کیلئے باہمی کشمکش میں مبتلا ہو جائیں مگر اگر اگلے ہی لمحے کوئی باہر سے اُن میں سے کسی ایک کے ساتھ لڑائی جھگڑا کر ڈالنے کی کوشش کرے تو ظاہر ہے کہ اُس کا بھائی خود بخود اُس کی طرف داری کرے گا جس کیلئے محبت و خلوص کا تقاضا ہے یعنی وہ اپنے بھائی کا ساتھ دے گا۔

پہلی ہی سوچ میں یوں لگتا ہے کہ یوحنا رسول ہماری اِس تکلیف میں مزید اضافہ کر رہا ہے جب وہ ایک ناقابلِ گرفت تصور کو دوسرے سے بغیر محسوس کِئے پرکھنے اور جانچنے کی کوشش کرتا ہے، جیسا کہ وہ ایمان کی تصدیق و ثبوت محبت سے دیتا ہے۔ یہ قاعدہ یا فارمولا خدا کی تحریک سے حاصل ہوا اِس لئے ہمیں پورا بھروسہ و یقین رکھنا چاہیے کہ اِس سے عملی نتائج ہی برآمد ہوں گے۔

یہاں ایسا لگتا ہے کہ اِس موضوع پر ساری بحث ایک نیا رُخ اختیار کر لیتی ہے کہ جب یوحنا کہتا ہے کہ ''جب ہم خدا سے محبت رکھتے اور اُس کے حُکموں پر عمل کرتے ہیں تو اِس سے معلوم ہو جاتا ہے کہ خدا کے فرزندوں سے بھی محبت رکھتے ہیں۔ اور خدا کی محبت یہ ہے کہ ہم اُس کے حُکموں پر عمل کریں اور اُس کے حُکم سخت نہیں۔'' (۱۔یوحنا ۵:۲۔۳)

اِس کا مطلب یہ ہوا کہ ہماری اپنے بھائی سے متوازی محبت کی پرکھ و پہچان ہماری عمودی یا سیدھی محبت سے ہونی چاہیے جو کہ خدا سے محبت ہے۔ سب سے پہلے ہمیں یہ سمجھنے کی ضرورت ہے کہ ایک محبت کا ہم دوسری محبت سے موازنہ کر سکتے ہیں یا پہچان و پرکھ کر سکتے ہیں۔

محبت کیلئے ایک اَور وضاحت شائد ہمیں اِس کا مطلب و معنی سمجھنے میں مزید مدد کرے۔ محبت ایک گہرا ذاتی اُنس و لگاؤ ہے جو اُس شخص کی بہبودی و بھلائی کیلئے کام کرتا ہے جس سے اُس کو محبت ہوتی ہے۔ اور اَب اِس کی روشنی میں ہم اندازہ لگا سکتے ہیں کہ جب ہم خدا سے محبت کرنے میں ناکام ہوتے ہیں تو اِس کا اثر بھائیوں سے محبت پر اِس طرح پڑتا ہے کہ ہم اُن کے لئے اپنی محبت کے دعویٰ کا دفاع نہیں کر سکتے۔

خدا سے محبت اُس کی تابعداری و وفاداری سے ظاہر ہوتی ہے۔ جیسا کہ لکھا ہے کہ ''۔۔۔خدا کی محبت یہ ہے کہ ہم اُس کے حُکموں پر عمل کریں اور اُس کے حُکم سخت نہیں۔'' (۱۔یوحنا ۵:۳) لیکن اگر ہم خدا کے تابعدار و وفادار نہ رہیں تو ہم اپنے بھائیوں سے محبت کی ساری حدیں توڑ دیں گے۔ ممکن ہے

ہماری نافرمانی سے ہمارا بھائی خدا کے عذاب میں آ جائے۔ خدا سے باغی ہونے کے نتائج کا اندازہ کون لگا سکتا ہے؟ پاک صحائف میں لکھا ہے، ''زارح کے بیٹے عکن کی خیانت کے سبب سے جو اُس نے مخصوص کی ہوئی چیز میں کی اسرائیل کی ساری جماعت پر غضب نازل نہ ہوا؟'' (یشوع ۲۲:۲۰)

اپنے بھائی سے محبت اور اُس کی فلاح و بہبود کا جذبہ ہمیں خود غرضی سے دُور رکھے گا خواہ اِس کے خلاف کوئی کتنی ہی ترغیب کیوں نہ دے۔

کیا آپ خدا سے محبت و ایمان کا مضبوط رشتہ جوڑ کر دُنیا پر غالب آنا چاہتے ہیں۔ کیا آپ چاہتے ہیں خدا کے حُکموں پر عمل کر کے دوسروں کے ساتھ محبت کا برتاؤ کریں؟

اٹھائیسواں باب

اِیمان کا ثبوت و گواہی (۱)

(۱۔یوحنا ۵:۴۔۸)

ہم نے اپنے پچھلے پروگرام میں دیکھا کہ مسیح یسوع پر ہمارے ایمان کی پرکھ و پہچان ہماری محبت سے کی جا سکتی ہے۔ ہم یوحنا کے پہلے اِلہامی خط کے ۵ باب کی ۴ سے ۵ آیت میں دیکھیں گے کہ مسیح پر ایمان کو ہماری اخلاقی قوت و طاقت سے بھی پرکھا جا سکتا ہے۔ لکھا ہے، ''جو کوئی خدا سے پیدا ہوا ہے وہ دُنیا پر غالب آتا ہے اور وہ غلبہ جس سے دُنیا مغلُوب ہوئی ہے ہمارا ایمان ہے۔ دُنیا کا مغلُوب کرنے والا کون ہے سِوا اُس شخص کے جِس کا ایمان ہے کہ یسوع خدا کا بیٹا ہے؟'' (۱۔یوحنا ۵:۴۔۵)

مسیح کا سچا پیروکار وہ ہے جس نے مسیح کی تعلیم کو دِل سے قبول کِیا ہے۔ اور کیونکہ وہ مسیح کی تعلیم سے وفادار ہے اِسی لئے خدا کی طرف سے اُسے نئی زندگی ملی ہے۔ وہ ''۔۔۔خدا سے پیدا ہوا ہے۔۔۔'' (۱۔یوحنا ۵:۴) اور اِس نئی زندگی نے مسیح کے پیروکار کو خدا کے پاک رُوح کے وسیلے سے ایک بے مثال اخلاقی قوت و طاقت دی ہے۔ یوحنا رسول نے مسیح کے پیروکاروں کو پہلے ہی یاد دِلا دیا تھا کہ ''۔۔۔اُس نے اپنے رُوح میں سے ہمیں دیا ہے۔۔۔'' (۱۔یوحنا ۴:۱۳)

روم میں مسیح کے پیروکاروں کے نام خط میں پولس رسول اِس بے مثال اخلاقی قوت و طاقت کو ''رُوح القدس کی قدرت'' کا نام دیتا ہے (رومیوں ۱۵:۱۳)۔ اور یوحنا رسول رُوح القدس کو ''خدا کی رُوح'' (۱-یوحنا ۴:۲) اور ''حق کی رُوح'' (۱-یوحنا ۴:۶) کہتا ہے۔ مسیح کے پیروکار کو خدا کا پاک رُوح جو قوت و طاقت بخشتا ہے اُس کے وسیلے سے وہ ایک فتح مند اخلاقی زندگی گزار سکتا ہے۔ اور وہ ایک ایسی فتح و کامیابی ہے جس کی بدولت وہ ''۔۔۔دُنیا پر غالب آتا ہے۔۔۔'' (۱-یوحنا ۵:۴)

یوحنا رسول ہمیں دُنیا کے بارے میں پہلے ہی بتا چُکا ہے۔ اُس نے کہا، ''نہ دُنیا سے محبت رکھو نہ اُن چیزوں سے جو دُنیا میں ہیں۔ جو کوئی دُنیا سے محبت رکھتا ہے اُس میں باپ کی محبت نہیں، کیونکہ جو کچھ دُنیا میں ہے یعنی جسم کی خواہش اور آنکھوں کی خواہش اور زندگی کی شیخی وہ باپ کی طرف سے نہیں بلکہ دُنیا کی طرف سے ہے۔ دُنیا اور اُس کی خواہش دونوں مٹتی جاتی ہیں لیکن جو خدا کی مرضی پر چلتا ہے وہ ابد تک قائم رہے گا۔'' (۱-یوحنا ۲:۱۵-۱۸)

اگر یہ تینوں چیزیں ابھی تک ہماری زندگی کا حصہ ہیں تو ہمیں دُنیا پر فتح و کامیابی ہرگز نہیں ہو سکتی۔ اور اِس کا مطلب یہ بھی ہوا کہ ہمارے اندر وہ ایمان نہیں جس کا ذکر یوحنا رسول نے کِیا ہے، اور نہ ہمارا خدا کے ساتھ نجات بخش تعلق و رشتہ ہے جس کے وسیلے سے ہمیں نئی زندگی مل سکتی ہے۔

اِس تجزیئے و حقیقت کو مزید وضاحت کے ساتھ جاننے کیلئے فتح و کامیابی پانے کی اُس فہرست و ترتیب کا مطالعہ کرنا ہو گا جو اُس وقت ملتی ہے

جب خدا کی رُوح ہم میں قائم رہتی ہے۔ ''مگر رُوح کا پھل محبت، خوشی، اِطمینان، تحمل، مہربانی، نیکی، ایمانداری، حِلم، پرہیزگاری ہے۔ ایسے کاموں کی کوئی شریعت مخالف نہیں۔'' (گلتیوں ۵:۲۲)

ایمان کی اخلاقی قوت و طاقت بڑے واضح الفاظ میں بیان کی گئی ہے، ''۔۔۔وہ غلبہ جس سے دُنیا مغلوب ہوتی ہے ہمارا ایمان ہے۔'' (۱-یوحنا ۵:۴) یہ بھی یاد رکھنا ہے کہ ہر کسی میں محض ایمان یا ہر کسی چیز پر ایمان میں یہ قوت و طاقت نہیں۔ یہ ایمان کامل و مکمل ہونا چاہیے۔ یوحنا رسول لکھتا ہے، ''دُنیا کا مغلوب کرنے والا کون ہے سِوا اُس شخص کے جس کا یہ ایمان ہے کہ یسوع خدا کا بیٹا ہے؟'' (۱-یوحنا ۵:۵)

لیکن اَب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ہم کیسے جان سکتے ہیں کہ کون سا مسیح ''خدا کا بیٹا ہے''؟ یوحنا اِس کا جواب دیتے ہوئے کہتا ہے، ''یہی ہے وہ جو پانی اور خون کے وسیلہ سے آیا تھا یعنی یسوع مسیح۔ وہ نہ فقط پانی کے وسیلہ سے بلکہ پانی اور خون دونوں کے وسیلہ سے آیا تھا۔ اور جو گواہی دیتا ہے وہ رُوح ہے کیونکہ رُوح سچائی ہے۔'' (۱-یوحنا ۵:۶)

''اِس سچائی پر ایمان ہی وہ ایمان ہے جس کے وسیلہ سے ہم دُنیا پر غالب آ کر ہمیشہ کی زندگی پا سکتے ہیں۔'' (پلمر)۔ یوحنا کے یہ الفاظ کہ ''۔۔۔وہ جو پانی اور خون کے وسیلہ سے آیا تھا۔۔۔'' مسیح کے بپتسمہ کی طرف اشارہ کرتے ہیں جس کو لینے کے بعد اُس نے اپنی عوامی خدمت شروع کی اور صلیب پر اپنا خون بہا کر یہ خدمت ختم کی (پلمر)۔

یوحنا بپتسمہ دینے والے نے مسیح یسوع کے بارے میں کہا (یاد رہے کہ یوحنا نے ہی مسیح کو بپتسمہ دیا)، ''۔۔۔مَیں تو اُسے پہچانتا نہ تھا مگر جس نے مجھے پانی سے بپتسمہ دینے کو بھیجا اُسی نے مجھ سے کہا کہ جس پر تُو رُوح کو اُترتے اور ٹھہرتے دیکھے وہی رُوح القُدس سے بپتسمہ دینے والا ہے۔ چنانچہ مَیں نے دیکھا اور گواہی دی ہے کہ یہ خدا کا بیٹا ہے۔'' (یوحنا ۱:۳۳-۳۴)

اور خون کی قربانی کے بارے میں یسعیاہ نبی نے الہامی پیغام کے ذریعہ واضح کِیا کہ دُنیا کا حقیقی نجات دہندہ نبی نوع اِنسان کیلئے اپنی جان قربان کر دے گا۔ اُس نے کہا، ''تَو بھی اُس نے ہماری مشقتیں اُٹھا لیں اور ہمارے غموں کو برداشت کِیا۔ پر ہم نے اُسے خدا کا مارا کوٹا اور ستایا ہوا سمجھا، حالانکہ وہ ہماری خطاؤں کے سبب سے گھایل کِیا گیا اور ہماری بدکرداری کے باعث کُچلا گیا۔ ہماری ہی سلامتی کے لئے اُس پر سیاست ہوئی تاکہ اُس کے مار کھانے سے ہم شفا پائیں۔ ۔۔۔اُس نے اپنی جان موت کے لئے اُنڈیل دی۔۔۔'' (یسعیاہ ۵۳:۴-۵، ۱۲)

اِسی لئے اِس میں حیران ہونے کی کوئی بات نہیں کہ صلیب پر جان دینے سے پہلے، ''۔۔۔جو صوبہ دار اُس کے سامنے کھڑا تھا، اُس نے اُسے یوں دم دیتے ہوئے دیکھ کر کہا، بے شک یہ آدمی خدا کا بیٹا تھا۔'' (مرقس ۱۵:۳۹)

مسیح یسوع کے بپتسمہ اور موت کی گواہی کے علاوہ تیسری گواہی بھی ہے۔ جیسا کہ یوحنا رسول لکھتا ہے، ''اور جو گواہی دیتا ہے وہ رُوح ہے کیونکہ رُوح سچائی ہے۔ اور گواہی دینے والے تین ہیں، رُوح اور پانی اور خون اور یہ

رُوح سچائی ہے۔ اور گواہی دینے والے تین ہیں، رُوح اور پانی اور خون اور یہ تینوں ایک ہی بات پر متفق ہیں۔'' (۱-یوحنا ۵:۷-۸)

مسیح یسوع نے فرمایا، ''۔۔۔رُوحِ حق جو باپ سے صادر ہوتا ہے تو وہ میری گواہی دے گا۔'' (یوحنا ۱۵:۲۶) اُنہوں نے رُوح القُدس کے بارے میں یہ بھی فرمایا کہ، ''وہ میرا جلال ظاہر کرے گا، اِس لئے کہ مجھ ہی سے حاصل کر کے تمہیں خبریں دے گا۔'' (یوحنا ۱۶:۱۴)

اور یہ بھی لکھا کہ ''جب سب لوگوں نے بپتسمہ لیا اور یسوع بھی بپتسمہ پا کر دُعا کر رہا تھا تو ایسا ہوا کہ آسمان کھل گیا اور رُوح القُدس جسمانی صورت میں کبوتر کی مانند اُس پر نازل ہوا اور آسمان سے آواز آئی کہ تُو میرا پیارا بیٹا ہے۔ تجھ سے مَیں خوش ہوں۔'' (لوقا ۳:۲۱-۲۲)

اگر ہم جسم کی خواہش، آنکھوں کی خواہش اور زندگی کی شیخی پر فتح پانا چاہتے ہیں تو ہم پر لازم ہے کہ اُس الٰہی ہستی پر ایمان لائیں جِسے خدا نے دُنیا میں بھیجا، اور جس کے بارے میں اُس نے پانی، خون اور رُوح القُدس سے گواہی دی کہ یہ دُنیا کا نجات دہندہ ہے۔

اُنتیسواں باب

اِیمان کا ثبوت و گواہی (۲)

(۱-یوحنا ۵:۹-۱۲)

ہم نے اپنے پچھلے پروگرام میں دیکھا کہ مسیح یسوع پر ہمارے ایمان کی پختگی و مضبوطی کو ہماری اخلاقی طاقت و قوت سے پرکھا جاتا ہے۔ اور اِس سے پہلے ہم نے یہ بھی دیکھا کہ ہمارا ایمان ہماری دوسروں سے محبت کے اظہار سے ٹیسٹ کِیا جاتا ہے۔ اَب خدا، مسیح کے رسول یوحنا کے ذریعہ تیسرا طریقہ بتاتا ہے جس سے ہمارا ایمان پرکھا جا سکتا ہے، اور وہ ہے مسیح کیلئے ہماری گواہی۔ یوحنا رسول لکھتا ہے، ''جب ہم آدمیوں کی گواہی قبول کر لیتے ہیں تو خدا کی گواہی تو اُس سے بڑھ کر ہے، اور خدا کی گواہی یہ ہے کہ اُس نے اپنے بیٹے کے حق میں گواہی دی ہے۔ جو خدا کے بیٹے پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے آپ میں گواہی رکھتا ہے۔ جس نے خدا کا یقین نہیں کِیا اُس نے اُسے جھوٹا ٹھہرایا کیونکہ وہ اُس گواہی پر جو خدا نے اپنے بیٹے کے حق میں دی ہے ایمان نہیں لایا۔ اور وہ گواہی یہ ہے کہ خدا نے ہمیں ہمیشہ کی زندگی بخشی اور یہ زندگی اُس کے بیٹے میں ہے۔ جس کے پاس بیٹا ہے اُس کے پاس زندگی ہے اور جس کے پاس خدا کا بیٹا نہیں اُس کے پاس زندگی بھی نہیں۔'' (۱-یوحنا ۵:۹-۱۲)

اِن آیات میں جب یوحنا رسول کہتا ہے کہ ''جو خدا کے بیٹے پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے آپ میں گواہی رکھتا ہے۔۔۔'' (۱-یوحنا ۵:۱۰) کیا ہم سمجھتے ہیں کہ یہ الفاظ ''وہ اپنے آپ میں گواہی رکھتا ہے'' ایک ایسی گواہی کی طرف اشارہ کرتے ہیں جو خدا ایمانداروں کے دل و دماغ میں ڈال دیتا ہے؟ یاد رکھیں کہ یہ گواہی مسیح کی پہچان کے بارے میں ہے۔ یہ گواہی ایک ایماندار کے خدا کے ساتھ کھڑے ہونے کے بارے میں نہیں۔ ہاں، خدا، مسیح کے پیروکاروں کو یقین دلاتا ہے کہ وہ اُن کے ساتھ کھڑا ہے۔ جیسا کہ رومیوں کی کتاب میں لکھا ہے، ''رُوح خود ہماری رُوح کے ساتھ مِل کر گواہی دیتا ہے کہ ہم خدا کے فرزند ہیں۔'' (رومیوں ۸:۱۶) اِسی طرح گلتیوں کے نام خط میں پولس رسول کہتا ہے، ''۔۔۔خدا نے اپنے بیٹے کا رُوح ہمارے دِلوں میں بھیجا جو ابا یعنی اَے باپ! کہہ کر پُکارتا ہے۔'' (گلتیوں ۴:۶)

لیکن یوحنا کے پہلے عام خط کے بیان میں یوحنا رسول باطنی گواہی کے بارے میں بات نہیں کر رہا، جو مسیح کے پیروکار کو یقین دلاتی ہے کہ خدا نے اُسے قبول کر لیا ہے، بلکہ یہ گواہی مسیح کے بارے میں ہے کہ مسیح درحقیقت ہے کون؟ کیا مسیح پر ایمان رکھنے والوں کو ضرورت ہے یا کیا اُن کو مسیح کی پہچان کے بارے میں کچھ گواہی ملتی ہے، پاک صحائف کی گواہی کے علاوہ تاکہ اُن کا ایمان مضبوط ہو یا مسیح پر ایمان رکھنے کے بارے میں پورا بھروسہ اور یقین ہو؟ ایسا ممکن نہیں ہے کیونکہ رومیوں کی کتاب ۱۰ باب کی ۱۷ آیت میں لکھا ہے کہ ''پس ایمان سُننے سے پیدا ہوتا ہے اور سُننا مسیح کے کلام سے۔''

جب یوحنا رسول کہتا ہے کہ ''جو خدا کے بیٹے پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے آپ میں گواہی رکھتا ہے۔۔۔'' (۱۔یوحنا ۵:۱۰) تو اِس سے اُس کا کیا مطلب ہے؟ اِس کا مطلب یہ ہے کہ جب مسیح پر ایمان رکھنے والے کو خدا کی طرف سے مسیح کے بارے میں گواہی ملتی ہے تو وہ گواہی ایماندار کی یادداشت، اُس کی عقل و سمجھ اور اُس کے دل و دماغ میں شامل ہو جاتی ہے۔ اِس طرح مسیح کے بارے میں خدا کی طرف سے دی ہوئی گواہی ایماندار کے اندر سما جاتی ہے۔ یہ صرف باہر سے سُننے اور پڑھنے والی گواہی نہیں رہی بلکہ یہ ایک ایسی گواہی بن گئی ہے جو ایک ایماندار ''اپنے آپ میں'' رکھتا ہے۔ اِنسانی ذہن سچائی کیلئے بنایا گیا ہے۔ لہٰذا وہ سچائی ہی میں رہنا پسند کرتا ہے۔ وہ جھوٹ میں نہیں رہ سکتا۔

یہ صرف اُس گواہی کی طرف اشارہ ہی نہیں جو ایک ایماندار کو ملی بلکہ اُس گواہی کی طرف اشارہ بھی ہے جو ایماندار کے اندر سے نکلتی ہے۔ اِس سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ گواہی اُس شخص کے اندر ہے۔ ایک ایماندار شخص اِس گواہی کو اپنے اندر چھپا کر نہیں رکھ سکتا۔ وہ اِسے دوسروں پر ظاہر کرتا ہے۔ اِس سے ہم جانتے ہیں کہ ''۔۔۔وہ اپنے آپ میں گواہی رکھتا ہے۔۔۔'' جیسا کہ پولس رسول نے واضح کِیا کہ ایمان اور زندگی میں ایک ضروری رشتہ و تعلق ہے۔ پولس رسول اپنے تبلیغی کام کو بیان کرنے کیلئے ہماری توجہ اِس رشتے کی طرف کرواتے ہوئے کہتا ہے، ''چونکہ ہم میں وہی ایمان کی رُوح ہے جس کی بابت لکھا ہے کہ مَیں ایمان لایا اور اِسی لئے بولا۔ پس ہم بھی ایمان لائے اور اِسی

لکھا ہے کہ مَیں ایمان لایا اور اِسی لئے بولا۔ پس ہم بھی ایمان لائے اور اِسی لئے بولتے ہیں۔'' (۲۔کرنتھیوں ۴:۱۳)

اگر کوئی درحقیقت ایمان رکھتا ہے کہ خدا نے اُسے مسیح کے بارے میں گواہی دی ہے تو وہ اِس سچائی کو چھپا کر نہیں رکھ سکتا۔ وہ اِس عظیم سچائی کی گواہی دے گا کہ یسوع ہمارا نجات دہندہ، خدا کا بیٹا ہے۔

مسیح کا ہر پیروکار یہ ایمان رکھتا ہے کہ بائبل مقدس کا یہ بیان، ''۔۔۔مسیح یسوع گنہگاروں کو نجات دینے کیلئے دُنیا میں آیا۔۔۔'' بالکل دُرست اور قابلِ بھروسہ فرمان ہے، مگر وہ یہ بات کہنا بھی ضروری سمجھتا ہے کہ یہ سچائی، ''۔۔۔ہر طرح سے قبول کرنے کے لائق ہے۔۔۔'' (۱۔تیمتھیس ۱:۱۵)

جب کوئی شخص یہ کہتا ہے تو وہ ہر ممکن کوشش کرے گا کہ دوسرے اِس سچائی کو قبول کریں۔ یہ ایک قدرتی بات ہے۔ وہ دوسروں کو مسیح کی گواہی دے گا، کیونکہ ''وہ اپنے آپ میں گواہی رکھتا ہے۔''

جسم و جان میں شامل ایمان کے وسیلے سے خود بخود پھوٹ نکلنے والی یہ گواہی پولس رسول کے اِس تصدیقی بیان کا وسیع مطلب بیان کرتی ہے کہ ''۔۔۔راستبازی کیلئے ایمان لانا دِل سے ہوتا ہے اور نجات کیلئے اِقرار منہ سے کِیا جاتا ہے۔'' (رومیوں ۱۰:۱۰)

لیکن جب مسیح کا پیروکار گواہی دیتا ہے تو کیا کہتا ہے؟ یوحنا رسول ہمیں بتاتا ہے کہ ایک ایماندار کی گواہی کیسے ہونی چاہیے، ''اور وہ گواہی یہ ہے کہ خدا نے ہمیں ہمیشہ کی زندگی بخشی اور یہ زندگی اُس کے بیٹے میں ہے۔ جس کے

پاس بیٹا ہے اُس کے پاس زندگی ہے اور جس کے پاس خدا کا بیٹا نہیں اُس کے پاس زندگی بھی نہیں۔'' (۱-یوحنا ۵:۱۱-۱۲)

یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جو ہماری تبلیغ کے کام کو ایک بُنیادی مشکل میں ڈال دیتا ہے۔ اگر ہم جو مسیح کے پیروکار ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں دوسروں کو مسیح کے بارے میں نہ بتائیں تو اِس کا مطلب یہ ہے کہ ہمارا اپنا ایمان نہیں ہے۔ اور اگر ہم بغیر ایمان کے بتائیں تو ہمارے لفظ بے معنی اور بے اثر ثابت ہوں گے۔ صرف اور صرف ایمان کی مضبوطی اور موجودگی جو خدا خوشی سے قبول کرتا ہے ہماری تبلیغ کے کام میں پھلدار ثابت ہو گی۔ اور جب یہ ایمان پھلتا پھولتا اور بڑھتا ہے تو مسیح کے پیروکار خدا کی تابعداری کرتے ہوئے نہ صرف ایک دوسرے سے محبت رکھتے ہیں بلکہ وہ اِس گناہ آلودہ دُنیا میں خدا کی قوت و طاقت کے وسیلے سے اخلاقی فتح پاتے ہیں، اور بھٹکے ہوؤں کو اُس زندگی کے بارے میں بتاتے ہیں جو خدا نے مسیح کے وسیلے بخشی ہے۔

مسیح کے بارے میں حقائق اِس قدر سچائی سے مالا مال ہیں کہ جب خدا کے دیئے ہوئے موقع سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے کوئی اِن کو قبول نہیں کرتا تو وہ نہ صرف اپنے آپ کو مجرم ٹھہراتا ہے بلکہ خدا کی بے عزتی و بے قدری کرتا ہے۔ اِسی لئے یوحنا رسول کہتا ہے، ''۔۔۔جس نے خدا کا یقین نہیں کِیا اُس نے اُسے جھوٹا ٹھہرایا کیونکہ وہ اُس گواہی پر جو خدا نے اپنے بیٹے کے حق میں دی ہے ایمان نہیں لایا۔'' (۱-یوحنا ۵:۱۰)